

خواجگان نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے احوال و تعلیمات  
کا حسین گلرستہ

# رسائل مشائخ نقشبندیہ



ترجمہ و تفسیر

علامہ رشاد علی مجیدی

121- بی ماڈل ٹاؤن گجرانوالہ  
پاکستان +92-55-3841160

پبلیشرز  
علامہ رشاد علی مجیدی

رسائل مشائخ تصنیف

جُمْلہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ



ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

**Tanzeem-ul-Islam Publications**

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan

Ph #: +92-55-3841160, 3731933 Mob: 0333-7371472

URL: [www.tanzeem-ul-islam.org](http://www.tanzeem-ul-islam.org)

E-mail: [tanzeemulislam@yahoo.com](mailto:tanzeemulislam@yahoo.com)

[tanzeemulislam@hotmail.com](mailto:tanzeemulislam@hotmail.com)

بار اول \_\_\_\_\_ مئی 2015 \_\_\_\_\_ تعداد 2,200

حصہ \_\_\_\_\_ . لپے

خواجگانِ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے احوال و آثار اور  
تعلیمات و خدمات کا حسین گلدستہ

# سائل مسائل

ترجمہ و تفسیر

علامہ بشارت علی مجددی

نظامِ اسلامیہ پاکستان

121- بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ، پاکستان +92-55-3841160



يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جِئْنَاكَ كَسِينِينَ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْنَا وَلَا  
تَعْلَمُنَا أَضْرًا كَحَمَلَتْنَا عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا  
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ مَا لَنَا مِنْكَ قُوَّةٌ وَلَا نَفْعٌ لَنَا  
مِنْكَ إِنَّا فَانِقُونَ إِنْ كُنَّا إِلَّا كَالْعَفْوَافِ

رَبِّكَ

تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ  
وَتُبِّعَ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اللَّهُمَّ  
انك عَفُوفٌ حَبِيبٌ اَعْفُو عَنِّي  
يا عَفُورُ يا عَفُورُ

اَعْفُ اللّٰهُمَّ اَتُورُ اِلَيْكَ بِمَنْعِ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ  
مِنْ اِقْوَامِكَ وَفِعْلِكَ وَخَطْبِكَ وَسَبْعًا نَاطِقًا  
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

# الہام

افضل البشر بعد الانبياء  
خليفة اول بلا فصل  
حامل فيوضات محمدية  
قاسم برکات مصطفوية  
مزانج شاکس نبوت  
واقف اسرار رسالت  
جائشین مصطفیٰ  
سیدنا حضرت  
پیکر صدق و وفا

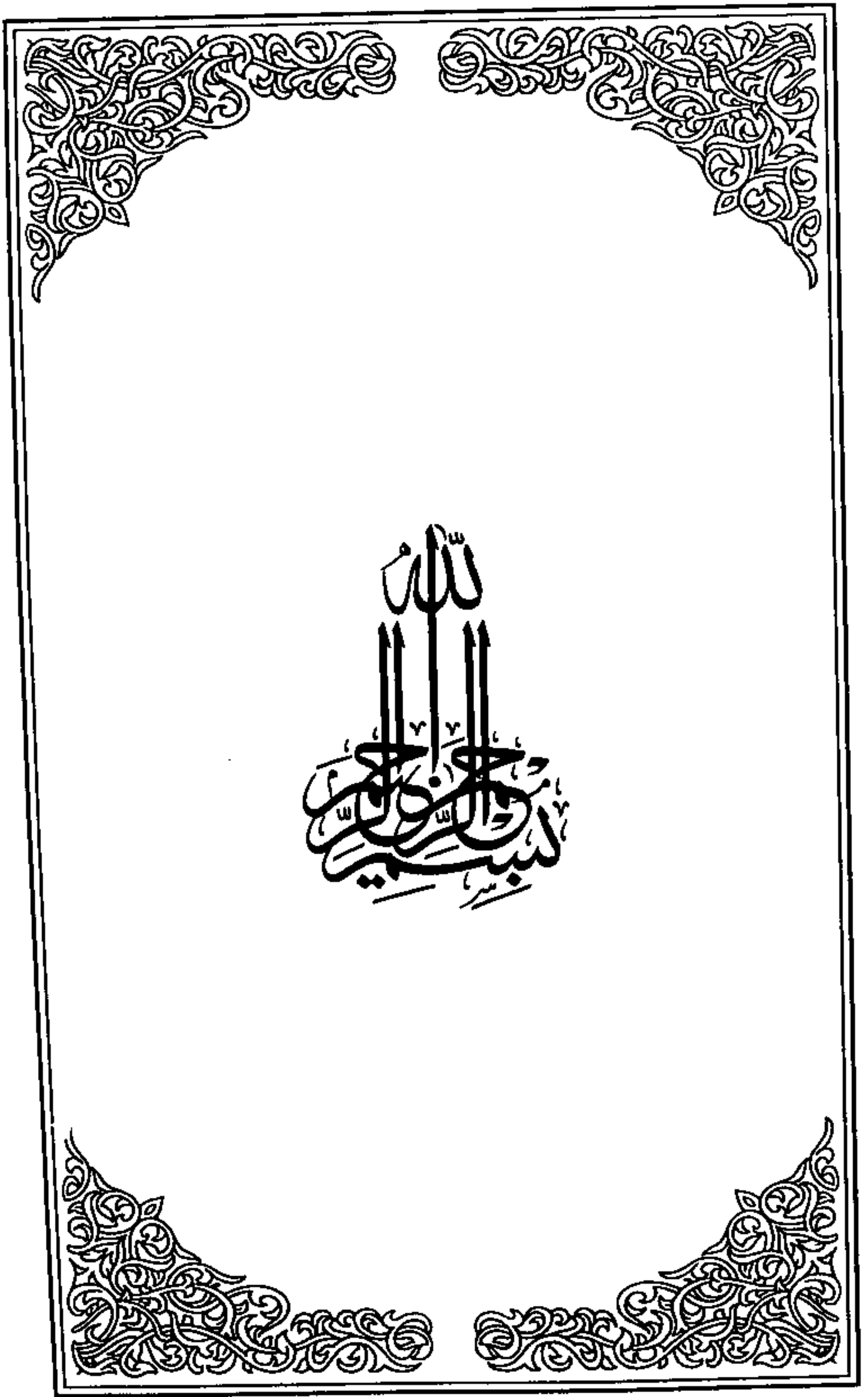
## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حسن پاکت ارمغان آورده ام : گو قبول افتد زہے جزو شرف

بوساطت

سراج العارفين بشير طرقت شارج مکتوبت المہربانی  
حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد احمد مجددی مدظلہ العالی

حیاتہ فیہ فیہ فیہ فیہ فیہ فیہ





## فہرست

صفحہ	مضامین
۱۲	حرف آغاز
۱۵	تلقین ذکر
۱۶	نعت بحضور سرور کائنات ﷺ
۱۸	منقبت
۱۹	طریقت کا اجمالی تعارف
۲۲	سلاسل طریقت کا تعارف
۳۵	مختصر تعارف خواجہ یوسف ہمدانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
۳۸	رسالہ در بیان توحید
۴۳	رسالہ در آداب طریقت
۴۳	مرید
۴۳	مطالعہ ملفوظات اولیاء
۴۴	رکن اول، ریاضتِ نفس
۴۴	حقیقتِ نفس (حاشیہ)
۴۵	عزالت و کم خوابی

صفحہ	مضامین
۴۶	رکن دوم۔ رزقِ حلال
۴۸	تذکرہ خواجہ جنید بغدادی (حاشیہ)
۵۰	رکن سوم۔ مجاہدہ
۵۶	رکن چہارم۔ ذکر
۶۰	مختصر تعارف خواجہ عبدالخالق غجدوانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
۶۴	رسالہ صاحبیہ
۶۴	صفات باری تعالیٰ (حاشیہ)
۶۹	سلوک کی دو اقسام
۷۵	حضرت خواجہ یوسف ہمدانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے احوال و معمولات
۹۹	مختصر تعارف خواجہ عزیزان علی رامیتنی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
۱۰۴	رسالہ عزیزان
۱۰۶	شرط اول..... طہارت
۱۰۷	شرط دوم..... زبان پر کنٹرول
۱۰۹	شرط سوم..... خلوت و عزلت
۱۱۰	شرط چہارم..... روزہ
۱۱۱	شرط پنجم..... ذکر
۱۱۳	شرط ششم..... خیالات کی نگاہ داشت

صفحہ	مضامین
۱۱۵	شرط ہفتم..... توکل و تفویض
۱۱۷	شرط ہشتم..... صحبت صالحین
۱۱۷	شرط نہم..... کم خوابی
۱۱۸	شرط دہم..... لقمہ حلال
۱۲۱	مختصر تعارف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
۱۲۴	رسالہ در بیان طریق ذکر
۱۲۵	ذکر کا پہلا طریقہ..... نفی اثبات
۱۲۷	دوسرا طریقہ..... توجہ و مراقبہ
۱۲۹	تیسرا طریقہ..... رابطہ شیخ
۱۳۰	وقوف قلبی
۱۳۰	وقوف زمانی، وقوف عددی
۱۳۵	حصہ فارسی
۱۳۶	منتقبات
۱۳۷	رسالہ در بیان توحید
۱۴۰	رسالہ در آداب طریقت
۱۴۶	رسالہ صاحبیہ
۱۷۳	رسالہ عزیزاں
۱۸۳	رسالہ در بیان طریق ذکر



## حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ ﷻ کے فضل و توفیق سے حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ظاہر کو سنت و شریعت سے آراستہ اور باطن کو ایمان و معرفت سے پیراستہ فرمایا۔ پھر صحابہ کرام اور اہلبیت عظام (رضی اللہ عنہم) کے خاص حضرات نے تابعین کرام کو ظاہری و باطنی علوم و معارف کی تعلیم و تلقین فرمائی۔ بعد ازاں قلبی میلان اور فکری رجحان کی بناء پر تبع تابعین اور سلف صالحین نے دین اسلام کے مختلف شعبہ جات کو اختیار فرمایا مگر والذین او تو العلم درجات کے مطابق بعض حضرات ظاہر و باطن کے جامع قرار پا کر منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ یوں علمائے راہنما اور عرفائے کاملین کا ایک گروہ مطلع ملت پر نمودار ہوا۔ جو خلفائے اربعہ (رضی اللہ عنہم) کی باطنی نسبتوں کے حامل ہونے کی وجہ سے باہم مختلف و منفرد تھے۔ جنہوں نے اپنے تلامذہ و متوسلین کے سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل کر کے اسلامی اقدار کی پاسداری اور روحانی اقدار کی آبیاری فرمائی۔ خصوصاً ان میں خلیفہ رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت صدیقی کا پر تو امام الاولیاء حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وساطت سے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ پر پڑا۔ جن سے سلسلہ طیفوریہ کا آغاز ہوا۔ حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی رضی اللہ عنہ سے یہ

سلسلہ خواجگانہ کے نام سے معروف ہوا۔ پھر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے سالار طریقت حضرت شاہ نقشبند بخاری کی بطریق اویسیت روحانی تربیت فرمائی۔ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی تصرفات و توجہات اور خدمات کی بدولت یہ سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ بعد ازیں نقشبندی نسبت شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ احراری رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی۔ انہوں نے شریعت مصطفویہ کی تجدید اور طریقت نقشبندیہ کی ترویج کچھ اس انداز سے فرمائی کہ چہار دانگ عالم میں یہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نام سے معروف ہوا۔ قرب قیامت نقشبندی نسبت، وارث کمالات محمدیہ، حامل نسبت صدیقیہ حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام تک پہنچے گی جو اس کی تکمیل و تممیم فرمائیں گے۔

کتاب مستطاب ”رسائل مشائخ نقشبندیہ“ میں عالم ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی، خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی، مجدد شریعت و طریقت حضرت خواجہ عزیزان علی رامینی، سلطان العشاق حضرت مولانا عبدالرحمن جامی (رحمۃ اللہ علیہ) کے فارسی رسائل پر مشتمل ہے۔ جن کا اردو ترجمہ و تفسیر بھی پیش خدمت ہے جو دانائے راز حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ”گل آورد سعدی سوئے بوستان“ اہل ذوق کے لئے حسین تحفہ ہے۔ اگرچہ یہ کتابچہ مختصر ہے مگر القلیل یدل علی الكثير والجرعة تنبیء عن البحر الغدیر کے مصداق اپنے دامن میں بے شمار علوم و معارف اور حقائق رکھتا ہے۔

ابوالبیان ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور تنظیم الاسلام گرافکس کے اراکین (علامہ محمد نوید اقبال مجددی، علامہ توقیر احمد مجددی، علامہ محمد رمضان مجددی، علامہ محمد راشد مجددی، علامہ محمد اشفاق مجددی، علامہ محمد شہباز مجددی، علامہ مفتی محمد سعید مجددی، علامہ محمد ناصر مجددی، مولانا محسن علی مجددی، مولانا محمد اویس مجددی، محمد شبیر احمد مجددی) نے تسوید و

ترتیب، پروف ریڈنگ اور کمپوزنگ وغیرہا کا شرف پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین یارب العالمین بحرمة سید المرسلین علیہ التحیة والتسلیم

قارئین کرام سے التماس ہے کہ دوران مطالعہ پروف ریڈنگ یا کمپوزنگ وغیرہ کی کوئی فروگزاشت پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے ادارہ کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔

حیدرآہ مختار فیوچر جرنل

جلد ہفتم، نمبر ۱۰، ستمبر ۲۰۱۰ء، لاہور، پاکستان

## تلقینِ ذکرِ الہی

از رشحاتِ قلمِ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

هر روز باشی صائماً ، هر لیل باشی قائماً  
 در ذکر باشی دائماً ، مشغول شو در ذکرِ هُو  
 گر عیش خواهی جاودان ، عزت بخواهی در جہاں  
 این ذکرِ هُو هر آن بخوان ، مشغول شو در ذکرِ هُو  
 سودی ندارد خفتنت ، ناچار باید رفتنت  
 در گور تنها ماندنت ، مشغول شو در ذکرِ هُو  
 هُو هُو بذکرش ساز کن ، نامِ خدا آغاز کن  
 قفل ز سینه باز کن ، مشغول شو در ذکرِ هُو  
 علم بخوانی با عمل ، فردا نہ باشی تا خجل  
 در پیش قادر لم یزل ، مشغول شو در ذکرِ هُو  
 هر دم خدا را یاد کن ، دلہائے غمگین شاد کن  
 بلبل صفت فریاد کن ، مشغول شو در ذکرِ هُو  
 مسکین احمد مرد شو ، در جملہ عالم فرد شو  
 در راہِ حق چون گرد شو ، مشغول شو در ذکرِ هُو

## نعت بحضور سرور کائنات ﷺ

تنم فرسوده جان پاره زِ هجران یارسول اللہ  
 دلم پڑ مرده آوارہ زِ عصیان یارسول اللہ  
 شب و روز از شکیبائی ز حد گشتم تمنائی!  
 بخلوت سوئے من آئی خرامان یارسول اللہ  
 چون سوئے من گزر آری من مسکین ز ناداری  
 فدائے نقشِ نعلینت کنم جان یارسول اللہ  
 ز کرده خویش حیرانم سیاه شد روز عصیانم  
 پشیمانم پشیمانم پشیمان یارسول اللہ  
 ز پا افتادم از پیری برحمت دستِ من گیری  
 ہمیں یک حرف پزیری ز نادان یارسول اللہ  
 ز جامِ حُبِ تو مستم به زنجیرِ تو دل بستم  
 نمیگویم کہ من هستم سخندان یارسول اللہ  
 بصدیقت خریدارم عمر را دوست میدارم  
 فدا سازم دل و جان را بعثمان یارسول اللہ  
 نهادم پیش گاہے سر بیائے ساقی کوثر



امامان را شدم چاکر باایقان یارسول الله

بوقت نزع درمانم ، رود از تن بروں جانم

نگاه داری تو ایمانم ز شیطان یارسول الله

چو اندر حشر برخیزم بدامان تو آویزم

زیده خون دل ریزم فراوان یارسول الله

چو بازوئے شفاعت را کشائی برگنه گاران

مکن محروم جامی را دران آن یارسول الله

## منتقبت

نقشبندان عجب قافلہ سالارانند  
 بوند از رہ پنهان بحرم قافلہ را  
 قاصرے گر کند این طائفہ را طعن قصور  
 حاش لله کہ بر آرم بزبان این گله را  
 همه شیرانِ جهان بستہ این سلسلہ اند  
 زویہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را  
 از دل سالکِ رہ جاذبہ صحبت شان  
 می برد وسوسہ خلوت و فکرِ چلہ را

(حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ)

## طریقت کا اجمالی تعارف

دین اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے جس سے مخالف قوتیں ہمیشہ خائف رہی ہیں۔ انہیں اسلام کے ظاہری نظام سے بھی زیادہ خطرہ اس کے باطنی نظام (خانقاہی نظام) سے رہا ہے۔ انہیں علماء کے مواعظ سے اتنا خدشہ نہیں رہا جتنا خدشہ صوفیاء کی نگاہوں سے رہا ہے کیونکہ جب کبھی اسلام کی کشتی ڈگمگانے لگتی ہے تو خانقاہ نشین صوفیاء اسے سہارا دے دیتے ہیں۔ وہ اسلام کو روحانی توجہات کے ذریعے لوگوں کے قلب و جاں میں اتار کر ان کی فکری و اعتقادی آب یاری کرتے رہے ہیں۔ وہ القائے فیض کے ذریعے لوگوں کے سینوں میں معرفت الہی (عَلَمُكَ) اور عشق نبوی ﷺ کی شمع روشن کرتے رہے ہیں۔

طاغوتی طاقتوں نے دین اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہزار جتن کئے جیسے وسطی ایشیاء میں ۷۰ برس تک جابرانہ روسی تسلط رہا، اسلامی افکار اور مذہبی اقدار پر قاہرانہ پابندیاں رہیں مگر صوفیائے کرام زیر زمین رہ کر سینہ بہ سینہ دین اسلام کا القاء و احیاء کرتے رہے۔ غیر مسلم مفکرین نے خانقاہی نظام کے خلاف گذشتہ دو صدیوں میں شدید زہر پھیلا یا۔ اپنے افکار مذمومہ کی ترویج و اشاعت کے لئے تجوریوں کے منہ کھول دیے۔ مسلمانوں کے اندر سے ایجنٹ خریدے جو مسلمانی کے روپ میں منبر و محراب سے حقیقت اسلام (خانقاہی نظام) کے خلاف زہر اگلنے رہے ہیں۔ صورت اسلام، ظاہر شریعت کا قائل اور اسلام کے روحانی نظام کا منکر طبقہ مسالک فقہاء (حنفیہ، شافعیہ،

مالکیہ، حنابلہ) اور سلاسل صوفیاء (نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ) کو بدعت قرار دیتا ہے۔ اسلام کے روحانی اور خانقاہی نظام (احسان و طریقت و تصوف) کو نشرو افیوں کہہ کر اسے مسلمانوں کے لئے ضرر رساں قرار دیتا ہے۔ حالانکہ احسان، ایمان اور اسلام کے بعد دین اسلام کا تیسرا جز و لازم ہے جو ایمان و اسلام کی اساس اور جان ہے جسے کتاب و سنت میں اخلاص سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ حدیث جبریل میں باقاعدہ مرتبہ احسان کی وضاحت کی گئی ہے۔ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کے استفسار ما الاحسان کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان تعبدوا اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔

احسان کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:  
الاحسان هو التحقق بالعبودية على مشاهدة حضرة الذاتية بنور البصيرة (التعريفات: ۵) یعنی بندۂ مؤمن کا حالت عبادت میں نور بصیرت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا احسان کہلاتا ہے۔

مرتبہ احسان کا حصول تزکیہ نفس پر موقوف ہے اور تزکیہ نفس پر ہی فلاح دارین کا انحصار ہے قدا فلاح من تزکی۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے فرائض اربعہ میں سے فریضہ دوم تزکیہ نفس ہے ارشاد ربانی ویز کیہم (آل عمران الایہ: ۱۶۳) اس پر شاہد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو جہات قدسیہ اور تصرفات باطنیہ سے کفر و معاصی کی آلائشوں سے سینوں کو پاک کر کے انہیں علوم و اسرار کا مخزن بنا دیتے کیونکہ نفوس و قلوب کی تخیرو تطہیر کے بغیر قرآنی معارف و حقائق کا نزول نہیں ہوتا۔ بقول اقبال مرحوم

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشف

ورنہ ظاہر شریعت اور صورت اسلام (کثرت تلاوت و صوم و صلوة) بلکہ ایمان بھی حلق

سے نیچے نہیں اترتا۔ ارشاد نبوی ﷺ لا یجاوز ایمانہم حنجرہم (بخاری رقم الحدیث: ۶۰۳۱) میں یہی حقیقت بیان فرمائی گئی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا روحانی توجہات اور باطنی تصرفات کے ذریعے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے قلوب و نفوس کا تصفیہ و تزکیہ کر کے ان کے احوال و کیفیات کو بدل کر مقام مشاہدہ و احسان پر پہنچا دینا تو اتر کے ساتھ ثابت ہے۔ بعد ازاں جن صحابہ کرام کا طبعی رجحان تفسیر قرآن کی طرف ہو گیا وہ مفسر کہلائے..... جن کا رجحان حدیث شریف کی طرف ہو گیا وہ محدث کہلائے..... جن کا رجحان جہاد کی طرف ہوا وہ مجاہد کہلائے..... جن کا رجحان اشاعت اسلام کی طرف ہوا وہ مبلغ کہلائے..... جن کا رجحان دین فہمی کی طرف ہوا وہ فقہاء کہلائے..... اور جن کا رجحان تزکیہ نفوس اور تصفیہ بطن کی طرف ہو گیا وہ صوفیاء کہلائے۔ یونہی اتباع نبوی ﷺ میں علمائے راہنما اور عرفائے کاملین کی توجہات و تصرفات سے بے شمار انسانوں کے قلوب و اذہان میں انقلاب پیدا ہونا اور فیضان ولایت کا حاصل ہونا تسلسل سے ثابت ہے جس سے کوئی بھی صاحب بصیرت انکار نہیں کر سکتا۔ اس مرتبہ احسان کے حصول کے لئے سلاسل طریقت وجود میں آئے۔

## سلاسل طریقت کا تعارف

### اختلافِ صوفیاء کی حکمت

حدیثِ اِخْتِلَافُ اُمَّتِي رَحْمَةٌ کے مصداق اختلاف ایک فطری حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ لیکن اس میں اعتدال و توازن کا حسین و جمیل امتزاج ایک خوبصورت روپ دھار لیتا ہے۔ جیسے مجتہدین شریعت کے ہاں عبادات و معاملات وغیرہا کے متعلق مختلف مذاہب ہیں ایسے ہی مجتہدین طریقت کے باطنی اخلاق و اعمال کی اصلاح و درستگی کے متعدد سلاسل ہیں اور یہ سب راہِ اعتدال اور جادۂ مستقیم پر گامزن ہیں جو ہر قسم کی نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات سے پاک ہیں اس لئے ان کا اختلاف رضائے الہی کے لئے اخلاص و للہیت پر مبنی ہوتا ہے۔ جملہ سلاسل طریقت کا مقصد و مطلوب ذاتِ حق ﷻ کا وصول اور رضائے حق کا حصول ہے البتہ حق تعالیٰ کے وصول و حصول کے طرق مختلف و متعدد ہیں جیسا کہ مقولہ طُرُقُ الْوُصُولِ اِلَى اللّٰهِ بَعْدَ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ سے ثابت ہے۔

یونہی جملہ مجتہدین طریقت اور جمیع علمائے حقیقت اس امر پر متفق ہیں کہ وصول الی اللہ متابعتِ نبوی ﷺ پر موقوف ہے جیسا کہ آیہ کریمہ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۳: ۳۱) سے واضح ہے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی فرودیتِ کاملہ اور جامعیتِ کبریٰ کی بدولت تمام انوار و تجلیات کے مورد اور فیوض و برکات کے مصدر ہیں۔ جب

صوفیائے کرام متابعت نبوی ﷺ میں وصول الی اللہ کے مراتب کی طرف گامزن ہوتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ کی فردیت کاملہ کی کوئی جہت اور حقیقت محمدیہ ﷺ کی کوئی تجلی ان کے قلوب پر منعکس ہوتی ہے تو اس جہت یا تجلی سے اس سالک و صوفی کو ایک خاص باطنی تعلق پیدا ہو جاتا ہے جسے صوفیاء کی اصطلاح میں نسبت کہتے ہیں۔ یہ خاص باطنی نسبت اس صوفی کے منتسبین و مریدین میں اتباع سنت و شریعت کی برکت سے ظہور پذیر ہوتی رہتی ہے۔ سلاسل اولیاء میں نسبتوں کی یہی صورت اختلافِ صوفیاء کی بنیاد ہے۔ اصولی اور بنیادی طور پر تمام صوفیاء متحد الاصل ہیں۔ البتہ حصول مقصود کے طرق و معالجات میں قدرے اختلاف ہے جس کی بناء پر صوفیاء میں مخصوص مکاتیب فکر قائم ہوئے۔ اس لئے وہ اپنی نسبتوں اور طبیعتوں کے میلان سے مجبور ہو کر ایک جانب عملاً مائل ہوتے ہیں اور دوسری جانب سے طبعاً گریز کرتے ہیں۔

نسبت علاقہ بین الطرفين کا نام ہے۔ نسبت سے مراد وہ ملکہ راستہ محمودہ ہے جو سالک اکتساب سے حاصل کرتا ہے اور وہ ملکہ اس کی روح کو جمیع جہات سے احاطہ کر لیتا ہے اور اس کی صفت لازمی بن جاتا ہے اور اس کا مرنا جینا اسی پر واقع ہوتا ہے۔ سلاسل کی نسبتوں کے متعلق حضرت سید نور الحسن عرف نور میاں رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آباد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت احمد میاں کے خلیفہ تھے) نے جو نہایت اہم امور بیان فرمائے ہیں وہ ملخصاً ہدیہ قارئین ہیں۔

## نسبتِ سلاسل

سلسلہ نقشبندیہ: بزرگانِ نقشبندیہ میں نسبت صدیقی کا ظہور ہے۔ معاملات صدیقی کی وجہ سے یہ طریقہ اقرب الطرق اور سهل الوصول ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت ابراہیمی تھی اور ارشاد نبوی مَاصَبَاتُ اللّٰهِ فِي صَدْرِي شَيْئًا اِلَّا وَ

قَدْ صَبَّبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ (الاسرار المرفوعہ: ۳۴۲) کے مطابق آپ کو سرور عالم ﷺ کی ضمنیت کبریٰ حاصل تھی۔ اس لئے اس نسبت کا فیض، القاء سینہ بہ سینہ ہے جو سالار طریقت حضرت شاہ نقشبند سے شائع ہوا اور نسبت معیت روشن ہوئی۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تک ذکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کرنے کا رواج تھا لیکن جب حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق اویسیت مستفیض ہوئے تو آپ نے دوبارہ اس سلسلے میں ذکر خفی کو جاری کیا۔

سلسلہ قادریہ: بزرگانِ قادریہ میں نسبتِ فاروقی کا ظہور ہے۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت موسوی تھی۔ اسی بناء پر جلالتِ الہیہ اور تصرفاتِ عظیمہ اس سلسلے کی مناسبت ہے جو حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ظہور پذیر ہوئی۔

سلسلہ سہروردیہ: بزرگانِ سہروردیہ میں نسبتِ عثمانی کا ظہور ہے اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نسبت نوحی تھی۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبولیت کم ہوئی اور امت نے اذیت پہنچائی، حضرت عثمان بھی شہید ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے کا رواج بھی کم ہے البتہ اس طریقے میں عبادات اور تعمیرِ اوقات کی طرف بڑا التفات ہے۔

سلسلہ چشتیہ: بزرگانِ چشتیہ میں خاص طور پر نسبتِ علوی کا ظہور ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ عَلِيُّ مِثِّيْ وَ اَنَا مِنْ عَلِيٍّ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۱۹) کے موافق فیض عینیت اس طریقے میں بہت ہے اور فنا فی الشیخ کا بھی یہی منشاء ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت عیسوی تھی۔ آیہ کریمہ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ کی مناسبت سے چشتیہ کا درد بے سماع آرام پذیر نہیں ہوتا۔ (مجموعہ رسائل: ۱۳)



تصریحاتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ طریقت کے چاروں بڑے سلسلے خلفائے اربعہ کی نسبتوں کے مظاہر ہیں اور سالکین کا سلوک انہی چار طریقوں پر واقع ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے رسالہ مکاشفاتِ عینیہ میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قربِ الہی کے لئے دو راستے ہیں۔

پہلا راستہ قربِ نبوت کا ہے..... دوسرا راستہ قربِ ولایت کا ہے۔

قربِ نبوت کا فیض..... حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے۔

قربِ ولایت کا فیض..... حضرت سیدنا علی المر ترضی اللہ عنہ کے وسیلے سے ملتا ہے۔

باقی دونوں خلفاء (حضرت فاروق و عثمان رضی اللہ عنہما) بھی قربِ نبوت کے سلوک سے وابستہ ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر کا سلوک سیرِ نفسی سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت علی المر ترضی اللہ عنہ کا سلوک سیرِ آفاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ گو دونوں سلوک مشکوٰۃ انوارِ نبوت سے مقتبس ہیں لیکن دونوں حضرات کے ساتھ علیحدہ علیحدہ طور پر مخصوص ہو گئے ہیں۔

دوسرے سلاسل (قادر یہ، سہروردیہ اور چشتیہ وغیرہا) اکثر طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریقِ قربِ ولایت کے ذریعے مقصود تک پہنچتے ہیں جبکہ سلسلہ نقشبندیہ دونوں طریقوں (قربِ نبوت اور قربِ ولایت) سے موصل ہے لیکن قربِ نبوت کی نسبت اس میں غالب ہے۔ تمام سلسلوں کے اکابر مشائخ ابتدائی دور میں اسی نسبت کا سلوک طے کر کے مقصود تک پہنچتے رہے مگر بعد میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مسلک کا شیوع ہوا تو اکثر مشائخ نے اسی مسلک کو اختیار کر لیا اس کی دو وجہیں تھیں۔

پہلی وجہ..... یہ کہ حضرت صدیق اکبر کے مسلک میں پوشیدگی و خفا کی وجہ سے مبتدی کو اس پر چلانا دشوار تھا جیسا کہ عارف جامی نے فرمایا:

نقشبنداں عجب قافلہ سالاراند

کہ برند از رہ پہاں بجرم قافلہ را

اسی طرح حضرت فاروق اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہما) کے مسلک میں پوشیدگی تھی ان پر چلنا بھی آسان نہ تھا اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا مسلک ظہور رکھتا تھا۔ لہذا آسان ہونے کی وجہ سے یہی مسلک ظاہر زیادہ شائع ہوا۔

دوسری وجہ..... یہ ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا زمانہ ارشاد تینوں خلفاء کرام (رضی اللہ عنہم)

سے پیچھے ہے۔ لہذا سلاسل کا انتساب قرب زمانہ کی بناء پر انہی کے ساتھ ہوا۔

اس سے یہ مفہوم ہرگز اخذ نہ کیا جائے کہ تسلیک و تکمیل حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ

مخصوص و منحصر ہے اور خلفائے ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) غیر مکمل تھے (نعوذ باللہ منہا) یہ بہت بڑی

جسارت ہے جن لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی انہوں نے صرف حضرت سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) کے

مسلک پر سلوک طے کیا اور خلفائے ثلاثہ کی راہوں سے بے خبر رہے اور اسی بے خبری

میں دوسری راہوں کی نفی کر دی۔ رسالہ مکاشفات عینیہ میں حضرت امام ربانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے

وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت

شیخ ابوسعید خراز (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کے مسلک سے سلوک طے کر کے

ترقی کرتے ہوئے غیب ذات تک پہنچے ہیں۔

نسبت نقشبندیہ..... تجلی ذاتی دائمی ہے

سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت خاصہ کا نام ”تجلی ذاتی دائمی ہے“ اور یہ نسبت تمام

نسبتوں سے فوق ہے۔ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

كَمَا وَقَعَ فِي عِبَارَاتِهِمْ إِنَّ نِسْبَتَنَا فَوْقَ جَمِيعِ النَّسَبِ وَأَرَادُوا

بِالنِّسْبَةِ الْحُضُورَ الدَّائِمَ الدَّائِمِي (دفتر اول مکتوب: ۲۱) جیسا کہ اس سلسلے کے

اکابر کی تحریروں میں ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بلند و بالا ہے اور نسبت سے ان کی مراد حضور ذاتی دائمی ہے۔

قطب الارشاد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ الغفار نسبت نقشبندیہ کی جامعیت و عظمت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم ان نسبت شریف کہ جامع جمیع نسبتہا ست و خلاصہ و منتہائے مجموع طریقہا ست (فقرات: ۳۸) یعنی نسبت خواجگان رحمۃ اللہ علیہم وہ نسبت شریفہ ہے جو جمیع نسبتوں کی جامع ہے اور تمام طریقوں کا خلاصہ و منتہا ہے۔ مشائخ نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) اس قدر غیور اور خوددار ہیں کہ وہ کسی دھوکے باز اور پاکوب کو اپنی باطنی نسبت عطا ہی نہیں فرماتے۔ حضرت خواجہ احرار کا ارشاد گرامی ہے:

خواجگان این سلسلہ علیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم بہر زرقی و ورقاصی نسبت ندارند کارخانہ ایشان بلند است (مکتوب: ۲۲۳) اس سلسلہ عالیہ کے خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کسی مکار اور رقاص کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے، ان کا کارخانہ بہت بلند ہے۔

چونکہ اس نسبت کا اقتباس سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت سے ہوا ہے۔ جس طرح آپ تمام امت سے افضل ہیں اسی طرح آپ کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے افضل ہے۔ اس نسبت میں لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا کا فیضان شامل ہونے کی وجہ سے اس کے مزاج و مذاق میں معیت و محبت ذاتیہ، حضور و سرور اور سکون و اطمینان کا غلبہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے إِنَّ اللَّهَ لَيَتَجَلَّى لِلنَّاسِ عَامَّةً وَيَتَجَلَّى لِأَبِي بَكْرٍ خَاصَّةً (کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۲۶۲۹) یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام تجلی فرماتا

ہے اور ابو بکر پر خاص تجلی فرماتا ہے۔ دوسری حدیث یوں ہے یا ابا بکر! اعطاک اللہ الرضوان الا کبر فقال له بعض القوم وما الرضوان الا کبر قال یتجلی اللہ لعبادہ فی الآخرۃ عامۃ ویتجلی لابی بکر خاصۃ (المسند رک للحاکم، رقم الحدیث: ۴۳۶۳) شاید اس خاص تجلی سے مراد ”تجلی ذاتی دائمی“ ہے۔ (واللہ اعلم)

سلسلہ نقشبندیہ میں دو راستوں سے فیض آتا ہے۔ ایک راستہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرا راستہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ باقی تمام سلاسل طریقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے واصل ہوتے ہیں اور حضرات نقشبندیہ دونوں راستوں سے واصل بالذات ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام حضور و آگاہی سب سے اعلیٰ و بالا ہے اسی لئے اس سلسلہ کو ”سلسلۃ الذہب“ کہا گیا ہے۔

### نسبت نقشبندیہ مجددیہ کی انفرادیت

اختصاصات سلاسل کی بنیاد پر صوفیاء میں مخصوص مکاتیب فکر قائم ہوئے وہ اپنی نسبتوں اور طبائع کے میلان سے مجبور ہو کر ایک جانب عملاً مائل ہوتے ہیں اور دوسری جانب سے طبعاً گریز کرتے ہیں۔ یہ مقتضائے نسبت ہی ہے جو حضرات نقشبندیہ کو تواجہ، ذکر بالجہر اور رقص و سماع سے دور رکھتا ہے کیونکہ ان کی نسبت صدیقی ہے، ان کا طریق فیض القائے سینہ بہ سینہ ہے۔ چونکہ ان کی سیرانفسی ہے لہذا اس نسبت میں سکوت و انخفاء اور دوام حضور کا غلبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سلسلہ نعرہ ہائے اشتیاق اور رقص و سماع کی طرف التفات نہیں رکھتا اور اس سلسلے میں شرع کے جو اہر نفیسہ دے کر وجد و حال کے اخروٹ و منقنی نہیں خریدتے اور نص (کتاب و سنت) کو چھوڑ کر نص (فصوص الحکم) کی طرف نہیں جھکتے اور فتوحات مدنیہ (وحی) کے مقابلے میں فتوحات مکیہ (کشف) کی

طرف التفات نہیں کرتے۔ امام طریقت عارف برحق حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسی نسبت کی تجدید و احیاء پر مامور ہوئے ہیں۔

## سماع و رقص اور وجد امام ربانی کی نظر میں

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصحابِ وجد و حال، اربابِ قلوب میں سے ہیں۔ اربابِ تمکین کو وجد و حال اور رقص و سماع کی ہرگز ضرورت نہیں رہتی چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

سماع و وجد جماعہ را نافع است کہ بتقلبِ احوال متصف اند  
و بہ تبدلِ اوقات متسم وقتہ حاضر اند و وقتہ غائب گاہے واجد اند و  
گاہے فاقد ایشانند اربابِ قلوب۔۔۔ (دفتر اول مکتوب: ۲۸۵)

کچھ آگے فرماتے ہیں:

فَهُمْ أَبْنَاءُ الْوَقْتِ وَمَغْلُوبُوهُ فَمَرَّةٌ يَعْرُجُونَ وَ أُخْرَى يَهْبِطُونَ  
اربابِ تجلیاتِ ذاتیہ کہ بتمام از مقامِ قلب برآمدہ بمقلبِ قلب  
پیوستہ اند و بہ کلیت از رقیبِ احوال بمحولِ احوال محرر گشتہ  
اند محتاج بہ سماع و وجد نیستند چہ وقت ایشان دائمی است و  
حال شان سرمدی لَا بَلْ لَا وَقْتْ لَهُمْ وَلَا حَالْ فَهُمْ أَبْنَاءُ الْوَقْتِ وَ  
أَرْبَابُ التَّمَكُّينِ وَ هُمْ الْوَاصِلُونَ الَّذِينَ لَا رُجُوعَ لَهُمْ أَصْلًا وَ لَا  
فَقْدَ لَهُمْ قَطْعًا مَنْ لَا فَقْدَ لَهُ لَا وَجْدَ لَهُ یعنی سماع اور وجد اس جماعت کے  
لئے مفید ہے جو قلبِ احوال سے (جن کے احوال بدلتے رہتے ہیں) متصف ہیں اور  
تبدیلی اوقات کے ساتھ داغدار ہیں جو ایک وقت میں حاضر اور دوسرے وقت میں

غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ واجد (اپنے مقصود کو پانے والے) ہوتے ہیں اور کبھی فاقد (گم کرنے والے) یہ لوگ ارباب قلوب ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ابن الوقت (وقت کے بیٹے) ہیں اور وقت کے مغلوب ہیں۔ کبھی عروج کرتے ہیں اور کبھی ہبوط (نیچے آ جاتے ہیں) (لیکن ان کے برعکس) ارباب تجلیات ذاتیہ جو مقام قلب سے کلی طور پر باہر آ کر مقلب قلب (حق تعالیٰ) کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہیں اور کلیتہً احوال کی غلامی سے نکل کر محول احوال (احوال کو تبدیل کرنے والے یعنی حق تعالیٰ) کی بارگاہ میں پہنچ گئے ہیں۔ وہ لوگ سماع و وجد کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ ان کا وقت دائمی ہے اور ان کا حال سرمدی ہے، نہیں بلکہ ان کے لئے نہ وقت ہے اور نہ حال۔ یہ لوگ ابو الوقت (وقت کے باپ) ہیں اور اصحاب تمکین (اطمینان والے) ہیں اور یہ ایسے واصل ہیں جو رجوع سے قطعاً محفوظ ہیں اور نہ فقد ہے (ان سے ان کا مقصود گم نہیں ہو سکتا) لہذا جن کے لئے فقد نہیں ان کے لئے وجد بھی نہیں۔

اسی مکتوب میں کچھ آگے تحریر فرماتے ہیں:

آرام این بزرگواران بہ عبادات است و تسکین در ادائے حقوق بندگی و طاعات۔۔۔ ایشان را احتیاج بہ سماع و وجد نیست عبادات ایشان را کار سماع می کند و نورانیت اصل از عروج کفایت می بخشند جماعہ مقلدان از اہل سماع و وجد کہ بر عظم شان این بزرگواران واقف نیستند خود را از عشاق می گیرند و ایشان را از زہاد گوئیا عشق و محبت را منحصر در رقص و وجد میدانند یعنی ان بزرگواروں کا آرام و چین عبادات میں ہے اور ان کی تسکین بندگی و طاعات کے حقوق کی ادائیگی میں ہے ان کو سماع و وجد کی کچھ حاجت نہیں ان کی عبادات ان کے لئے سماع کا کام کرتی ہیں اور اصل کی نورانیت عروج سے کفایت کرتی ہے۔ اہل سماع و وجد کے

مقلدوں کا ایک گروہ جو ان بزرگوں کی عظیم شان سے واقف نہیں ہے وہ اپنے آپ کو عشاق میں سے سمجھتے ہیں اور ان کو زاہدوں میں سے جانتے ہیں گویا یہ لوگ عشق و محبت کو رقص و وجد میں منحصر سمجھتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

مبتدی را سماع و وجد مضراست و منافی عروج ہر چند بشرائط و واقع شود وجد او معلول است حال او وبال است حرکت او طبعی است تحریک او مشوب بہ ہوائے نفسانی و اعنی بالمبتدی مَنْ لَا يَكُونُ مِنْ أَرْبَابِ الْقُلُوبِ وَأَرْبَابِ الْقُلُوبِ مُتَوَسِّطُونَ بَيْنَ الْمُبْتَدِيِّينَ وَالْمُنْتَهِيِّينَ (دفتر اول مکتوب: ۲۸۵) یعنی مبتدی کے لئے سماع و وجد مضر (نقصان دہ) ہے اور عروج کے منافی ہے اگرچہ شرائط کے موافق ہی کیوں نہ ہو اس (مبتدی) کا وجد علت کی وجہ سے ہے لہذا اس کا حال وبال ہے اس کی حرکت طبعی ہے اور اس کا تحریک ہوائے نفسانی سے مخلوط ہے اور مبتدی سے میری مراد وہ شخص ہے جو اربابِ قلوب میں سے نہیں ہے اور اربابِ قلوب وہ ہیں جو مبتدی اور منتہی کے درمیانی مقام (متوسطین) میں ہوتے ہیں۔

حقیقت نماز سے بے خبر

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

جم غفیر ازین طائفہ تسکین اضطراب خود را از سماع و نغمہ و وجد و تواجد جستند و مطلوب خود را در پردہائے نغمہ مطالعہ نمودند لا جرم رقص و ورقاصی را دیدن خود گرفتند با آنکہ شنیدہ باشند مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي الْحَرَامِ شِفَاءً بَلَى الْغَرِيقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيْشٍ

وَحُبُّ الشَّيْءِ يُعِينِي وَيُصِمُّ اگرشمہ از حقیقت کمالات صلوتیہ بر  
ایشان منکشف شدیے ہرگز دم از سماع و نغمہ نزدندیے و یاد و جدو  
تواجد نہ کردندیے۔

ع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند (دفتر اول مکتوب: ۲۶۱)  
ترجمہ: اس طائفہ کی ایک کثیر جماعت نے اپنے اضطراب و بے قراری کی تسکین کو سماع و  
نغمہ اور وجد و تواجید میں تلاش کیا اور اپنے مطلوب کو نغمہ کے پردوں میں مطالعہ کیا اور رقص و  
رقاصی کو اپنا مسلک بنا لیا ہے حالانکہ انہوں نے سنا ہوگا مَا جَعَلَ اللهُ فِي الْحَرَامِ  
شِفَاءً (اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی) ہاں الْغَرِيقُ يَتَّعَلِقُ بِكُلِّ  
حَشِيئَةٍ وَ حُبُّ الشَّيْءِ يُعِينِي وَيُصِمُّ (ڈوبنے والا شخص ہر ایک تنکے کا سہارا  
ڈھونڈتا ہے اور کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے) اگر نماز کے کمالات کی کچھ بھی  
حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی تو وہ ہرگز سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجید کو یاد نہ  
کرتے۔

ع جب حقیقت نہ ملی ڈھونڈ لی افسانے کی راہ

## بدعت فی الطریقت

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

جماعہ از متاخرین خلفائے ایشان ترک اوضاع این بزرگواران  
گرفته بعضیے امور درین طریق احداث نمودہ اند و سماع و رقص و  
جہر اختیار کردہ منشاء آن عدم وصول است بہ حقیقت نیات  
اکابر این خانوادہ بزرگ خیال کردہ اند کہ بہ این محدثات و



مبدعات تکمیل و تتمیم این طریقہ می نمایند ندانستہ اند کہ در تخریب و اضعاف آن می کوشند (دفتر اول مکتوب: ۲۸۶)

ترجمہ: سلسلہ نقشبندیہ کے خلفائے متاخرین کی ایک جماعت نے ان بزرگوں کے اوضاع و اطوار کو ترک کر کے بعض ایسے نئے امور مثلاً سماع و رقص اور ذکر جہر اختیار کر لیے ہیں۔ اس کی وجہ عدم وصول ہے یہ لوگ اس بزرگ خاندان کے اکابرین کی نیتوں کی حقیقت تک نہیں پہنچے اور خیال کر بیٹھے ہیں کہ ان محدثات (نئی باتوں) اور مبدعات (بدعتوں) سے اس طریقہ کی تکمیل و تتمیم کر رہے ہیں حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس طرح سے وہ طریقہ کو خراب اور ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اپنی طریقت کی حفاظت اہم ترین امر ہے

آج کل اکثر نقشبندی اور مجددی حضرات حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے برعکس تواجد، ذکر جہر اور رقص و سماع کی رسموں پر عمل پیرا ہیں اور اس نسبت جامعہ کے باطنی فیوض و برکات سے خالی ہیں اور دوسرے سلاسل کی طرح اس سلسلہ کے لوگوں میں بھی تعلیم و تربیت کا تفاوت اور عملی طریقت کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ افسوس کہ اس خالص نسبت کے حامل افراد بہت کم ہیں اور یہ نسبت کبریت احمر (سرخ گندھک) سے بھی زیادہ نایاب ہے۔

اس کی چند وجوہات ہیں

پہلی وجہ..... یہ ہے کہ انہوں نے اس نسبت کی اصل حقیقت سے بے خبری کی بناء پر محض اپنی دکانوں کو چمکانے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔

دوسری وجہ..... یہ ہے کہ مجددی تعلیمات کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے جس

ذہانت، استعداد اور اخلاص کی ضرورت تھی اس کے فقدان سے اس نسبت کے صحیح خدوخال اپنے مریدوں پر واضح اور وارد نہ کر سکے اور خود بھی اس نسبت کی علمی اور عملی تشکیل سے محروم رہ گئے۔

تیسری وجہ..... یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی نسبت کے ساتھ ساتھ دوسری نسبتوں سے بھی اختلاط و انتساب رکھتے ہیں۔ لامحالہ اپنے مزاج کی مجبوری اور اپنی طبع کے میلان کے سبب جس نسبت کا غلبہ پاتے ہیں اسی پر فریفتہ ہو کر وہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ (وَلِلنَّاسِ قِيمًا يَعِشِقُونَ مَذَاهِبَ) حالانکہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نسبت میں دوسری نسبت کو خلط ملط کرنے پر سختی سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے ارقام فرمایا:

احداثے کہ در طریقت پیدا کنند نزد فقیر کم از بدعتہ نیست... چون امر محدث در طریقت پیدا شد راہ فیوض و برکات آن طریق مسدود گشت پس محافظت طریقت از اہم مہام آمد (دفتر اول مکتوب: ۲۶۷) یعنی وہ نئی بات جو طریقت میں پیدا کرتے ہیں فقیر کے نزدیک بدعت سے کم نہیں جب کوئی نیا طریقہ سابقہ طریقت میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے فیوض و برکات کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اس لئے اپنی طریقت کی حفاظت اہم ترین امر ہے۔ (مستفاد از سرمایہ ملت کا نگہبان)

مجدد مائة خامسه

عالم ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

(مختصر تعارف)

آپ کا اسم گرامی یوسف، کنیت ابو یعقوب، سراج الامة سيدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز پیر ۲ صفر ۳۴۱ھ کوہ سفید کے دامن میں واقع ہمدان کے نواحی گاؤں میں ہوئی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں بغداد آ کر حضرت ابواسحاق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کر کے فقہ و اصول فقہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ علاوہ ازیں دیگر جید علماء و مشائخ سے اکتساب علم کر کے تفسیر و حدیث، اصول و فروع اور فقہ و تصوف پر کامل دسترس حاصل کی۔ آپ علمی فوقیت اور حاضر جوابی کی وجہ سے مناظرے میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ بقول کے

چنین گفته ست آن شمع دل افروز

ہمہ دان یوسف ہمدان یکے روز

آپ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تربیت و خلافت پا کر ساٹھ برس مسند دعوت و ارشاد پر متمکن رہے۔ آپ پانچویں صدی کے مجدد، غوثِ وقت، امام عصر، صاحب آیات باہرہ اور کرامات ظاہرہ تھے۔ بغداد، اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند اور بخارا جیسے دیار و امصار اور ممالک میں آپ کی دعوت و ارشاد کا شہرہ تھا۔ اس لئے علمائے راہنہ اور عرفائے کاملین کا مرکز و مرجع تھے۔ خواجہ خواجگان

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ چھ ماہ آپ کی صحبت و خدمت میں رہے۔ آپ کی مجلس میں علماء، فقہاء اور صلحاء کا جم غفیر ہوا کرتا تھا جو آپ کے فرمودات و فیوضات سے مستفیض ہوتے تھے آپ کی خانقاہ و مدرسہ کو احتراماً کعبہ خراسان کہا جاتا تھا۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

یوسف ہمدان امام روزگار

صاحب اسرار جہاں بینائے کار

یوسف ہمدان کہ چشم راہ داشت

سینہ پاک و دل آگاہ داشت

غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول جب آپ بغداد

تشریف لائے تو آپ نے میرے تمام احوال بیان کر کے میرے تمام اشکالات کا حل فرما دیا اور دعوت و تبلیغ کے لئے برسرِ منبر آنے کی تلقین کر کے شجر شاہیہ دار ہونے کی بشارت بھی سنائی۔ چنانچہ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظِ حسنہ اور دعوت و تحریک نے مسلمانوں

میں جذبہء جہاد و شوقِ شہادت کا شعور بیدار کیا کہ ہزاروں عراقی مجاہدین سلطان نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی افواج میں شامل ہو کر صلیبیوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ بالآخر مسلمانوں نے بیت المقدس کو دوبارہ فتح کر کے فلسطین و شام کو آزاد کروا لیا۔ یوں شیخ جیلانی کی تبلیغ و دعوت اور شیخ ہمدانی کی فراست و بشارت سے ملت اسلامیہ کو عظمتِ رفتہ عطا ہوئی۔ (وللہ الحمد)

آپ کے دستِ حق پرست پر آٹھ ہزار آتش پرستوں نے اسلام قبول کیا بے شمار لوگ تائب اور واصل باللہ ہوئے۔ شیخ صنعان دین عیسائیت سے تائب ہو کر قسطنطنیہ میں آپ کے حلقہء ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ کے اس تصرف و کرامت کا یہ واقعہ اس دور میں عالم اسلام میں زبان زدِ خاص و عام تھا جس سے لوگ آپ کے اور بھی گرویدہ

ہو گئے۔

آپ کی دعا مستجاب ہو، توجہ اکسیر اور زبان سیف تھی۔ آپ ۵۰۵ھ میں ایک مرتبہ جامعہ نظامیہ بغداد میں شریعت و طریقت کے امام کی حیثیت سے اہل علم سے وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کی فصاحت و بلاغت اور پند و موعظت سے مجمع مسرور و مسحور تھا۔ ابن سقناوی فقیہ نے بدعتی سے سوال کرتے ہوئے آپ کو ٹوکا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ تمہارے کلام سے کفر کی بدبو آتی ہے۔ چنانچہ وہ ملک روم سے آئے ہوئے سفیر کے ساتھ قسطنطنیہ میں جا کر عیسائی ہو کر مرا۔

غالباً اسی قیام کے دوران وعظ دو فقیہوں نے بر بنائے حسد آپ کو کہا ”چپ رہو کہ تم بدعتی ہو“ آپ کی زبان سے نکلا خاموش رہو تمہیں موت آئے۔ چنانچہ وہ دونوں اسی وقت مر گئے۔ بقول کے

جراحتی کہ ز تیغِ زباں رسد بہ دلے

بہ ہیج مرہمے راحت نکو نخواہد شد

آپ نے ارشاد فرمایا کہ دورانِ ذکر، ذاکر کے لئے پانچ طہارتیں لازم ہیں پھر ذکر کی تاثیر و برکت ذاکر کے قلب و روح میں سرایت کرتی ہے۔

اول..... طہارتِ چشم، دوم..... طہارتِ گوش، سوم..... طہارتِ لسان، چہارم.....

طہارتِ شکم، پنجم..... طہارتِ صُبت۔

آپ نے تقریباً ۹۵ برس کی عمر میں ۷۱۵ھ میں رجب المرجب ۵۳۵ھ میں وصال فرمایا۔

مزار فیض آثار مرو (ترکمانستان) میں زیارت گاہ خواجہ یوسف کے نام سے معروف اور

مرجعِ خلافت ہے۔ آپ کی تاریخ ارتحال کان امام العرفاء ہے۔

## رسالہ در بیان توحید

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الشيخ الامام العالم المحقق العارف ابو يعقوب

يوسف بن ايوب الهداني قدس روحه العزيز

توحید کے متعلق گفتگو کرنا اور سننا ہر شخص کے لئے روا ہے خواہ وہ حقیقت توحید سے متحقق ہو خواہ حقیقت توحید سے متحقق نہ ہو۔ کیونکہ حقیقت توحید آسمان و زمین کی مخلوق سے ان کی صورت توحید کی وجہ سے محبوب ہے۔ عام مؤمن اپنے نفس کی وجہ سے

لے ..... توحید بروزن تفعیل وحدت سے ماخوذ ہے اور وحدت سے واحد مشتق ہے واحد کا معنی ایک اور توحید کا معنی ایک کرنا کے آتے ہیں دستور العلماء جلد اول میں ہے التوحید فی اللغۃ یگانہ کردن۔ لغوی اعتبار سے اللہ تعالیٰ ایسی توحید سے منزہ ہے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”یکے کہ منزہ است از یکے“ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب: ۷۰) علاوہ ازیں واحد عدد اور شمار ہے اور واحد کی اقسام خمسہ میں سے پہلی چار قسمیں (واحد جنسی، واحد نوعی، واحد عددی اور واحد اتصالی) میں وحدت عارضی اور منقسم ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے تعدد و تقسیم، ترکیب و تبغیض، امکان و حدوث، مجانست و مماثلت اور اتصال و انفصال سے قطعاً پاک ہے البتہ اللہ تعالیٰ کی وحدت عارضی نہیں بلکہ اس کی وحدت اصلی، ذاتی اور مستقل ہے آیت کریمہ و الھکم الہ واحد (البقرہ: ۱۶۳) میں اللہ تعالیٰ کی وحدت ذاتی اور حقیقی بیان فرمائی گئی ہے اس سلسلہ

صورتِ توحید سے محبوب ہیں۔ خاص مؤمن اپنے قلب کی وجہ سے صورتِ توحید سے محبوب ہیں۔ عام مقربین اپنے سر کی بناء پر صورتِ توحید سے محبوب ہیں۔ خاص مقربین اپنی روح کی بنا پر صورتِ توحید سے محبوب ہیں۔ عام پیغمبروں کرام علیہم السلام اپنے غیب کی بنا پر صورتِ توحید سے محبوب ہیں اور خاص پیغمبروں عظام علیہم السلام اپنے غیب الغیب کی بنا پر صورتِ توحید سے محبوب ہیں۔

عام مؤمن جو موحد ہیں وہ حقیقتِ توحید سے نہیں بلکہ نفسانی صورتِ توحید سے موحد ہیں۔ خاص مؤمن جو موحد ہیں وہ حقیقتِ توحید سے نہیں بلکہ قلبی صورتِ توحید سے موحد ہیں۔ عام مقربین جو موحد ہیں وہ حقیقتِ توحید سے نہیں بلکہ سرِّ صورتِ توحید سے موحد ہیں۔ خاص مقربین جو موحد ہیں، وہ حقیقتِ توحید سے نہیں بلکہ روحی صورتِ توحید سے موحد ہیں۔ عام پیغمبروں کرام علیہم السلام حقیقتِ توحید سے نہیں بلکہ غیبی صورتِ توحید سے موحد ہیں اور رسل عظام علیہم السلام حقیقتِ توحید سے نہیں بلکہ غیب غیبی صورتِ توحید سے موحد ہیں۔

میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز ارشاد گرامی ہے واللہ تعالیٰ واحد لا من طریق العدد ولكن من طریق انہ لا شریک لہ (قل هو اللہ احد) (الفقہ الاکبر: ۱۳) یعنی اللہ تعالیٰ بطریق عدد واحد نہیں بلکہ لا شریک لہ ہونے کے اعتبار سے واحد ہے جبکہ قل هو اللہ احد میں اللہ تعالیٰ کی احدیت کا ذکر ہے جو شمار و حساب اور علم و عقل کی حدود سے ورا ہے کیونکہ ہر ماسوی کو فنا ہے صرف ذات اللہ کو ہی بقا ہے کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والا کرام (الرحمن: ۲۶-۲۷)

غرضیکہ ”واحد“ میں اللہ تعالیٰ کی وحدتِ مطلقہ اور ”احد“ میں احدیتِ الہیہ کا بیان ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یگانہ ہے اس کی ذات کی طرح اس کی صفات و افعال بے چون اور بے چگون ہیں وہ ممکنات کی صفات و افعال کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتیں کیونکہ کوئی ممکن کسی امر میں

حقیقت توحید<sup>۱</sup> ان تمام صورتوں میں ہے ورنہ، نہ صورت ہے اور نہ توحید صورت ہے البتہ صورت توحید ہے۔ کیونکہ صورت میں توحید، صورت توحید بے صورت توحید ہے اور توحید میں صورت توحید، بے توحید صورت ہے۔

صورت حقیقت توحید بے اشارت و بے علامت ہے اور بے بیان و بے عبارت ہے۔ بے عیان و بے رؤیت ہے اور بے برہان و بے معرفت ہے۔ کیونکہ حقیقت توحید، اشارت اور علامت اشارت ہے اور بیان و عبارت میں، بیان و عبارت ہے اور عیان و رؤیت میں عیان و رؤیت ہے اور برہان و معرفت میں برہان و معرفت ہے۔ اشارہ و علامت پر وہ توحید ہے نہ کہ توحید اور بیان و عبارت، کسوت توحید ہے نہ کہ توحید ہے اور عبارت و رؤیت، حجاب توحید ہے نہ کہ توحید ہے۔

..... مثال توحید..... آتش و آفتاب میں حرارت و نور کی مانند ہے۔ آتش و آفتاب بھی ہے اور آتش و آفتاب نہیں بھی۔ عین آتش بھی ہے اور عین آفتاب بھی۔ غیر آتش بھی ہے اور غیر آفتاب بھی، آتش و آفتاب کی صفت بھی ہے اور آتش و آفتاب کی صفت نہیں

بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے البتہ مشارکت اسی اور مناسبت لفظی بحث سے خارج ہے۔  
<sup>۲</sup> ..... رمز توحید سے نا آشنا، رسمی موجد، توحید کا زبانی اقرار کر کے توحید قالی کے مدعی ہیں مگر تصدیق قلبی سے محروم اور توحید حالی سے بے بہرہ ہیں

بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے

ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

در حقیقت مسئلہ توحید، گفت و شنید اور تدریس و تبلیغ سے حل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ مسئلہ پینے پلانے

سے تعلق رکھتا ہے۔ عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش ~~رحمۃ اللہ علیہ~~ نے خوب کہا

جہاں اک گھٹ بھر کے چتا وحدت دے مدالوں

علم کلام یاد نہ رہیا گذرے قال مقالوں



بھی۔ فعل آتش و آفتاب بھی ہے اور فعل آتش و آفتاب نہیں بھی۔ ذات بھی ہے، صفات بھی ہے اور فعل بھی ہے اور نہ ذات ہے، نہ صفات ہے، نہ فعل ہے۔

توحید موحدان، ان کی حرارت و نور واحدی ہے ان کا عین بھی ہے اور ان کا غیر بھی۔ ان کا مفعول و فاعل بھی ہے اور ان کا مفعول و فاعل نہیں بھی۔ نہ ان کا عین ہے اور نہ ان کا غیر ہے۔ نہ ان کی صفت ہے، نہ ان کی ذات ہے۔ نہ ان کا فعل ہے نہ ان کا مفعول ہے اور نہ ان کا فاعل ہے۔

۲..... مثال توحید..... پانی میں لین، طراوت (تازگی) اور ملا بست کی طرح ہے جو عین آب بھی ہے اور غیر آب بھی، صفت آب بھی ہے اور فعل آب بھی۔ فاعل آب بھی ہے اور مفعول آب بھی۔ نہ عین آب ہے نہ غیر آب ہے۔ نہ صفت آب ہے نہ فعل آب ہے اور نہ فاعل آب ہے نہ مفعول آب۔

۳..... مثال توحید..... خاک میں کدورت، خشونت (کھردرا پن) اور صلابت (سختی) کی سی ہے جو عین خاک بھی ہے اور غیر خاک بھی، صفت خاک بھی ہے اور فعل خاک

توحید..... شراب مصفا ہے، نشہ صہبا ہے، مستی ہوش ربا ہے، ذوق دل کشا ہے، عشق بے بہا ہے، دردِ لادوا ہے، نسخہ کیمیا ہے، شربت جام فنا ہے، لذتِ دوام بقا ہے۔ مئے توحید ایسا نشہ ہے جو مرشد کے ذریعے چڑھتا ہے اور عشق کے ذریعے بڑھتا ہے اور بندے کو خدا سے ملا دیتا ہے۔

مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تو

پلا کے مجھے مئے لا الہ الا ہو

شراب توحید کا متوالا، دنیا کے مئے نوشوں کو یوں دعوتِ فکر دیتا ہے

جام پر جام پینے سے کیا فائدہ رات گزری تو ساری اتر جائے گی

تیری نظروں سے پی ہے خدا کی قسم! عمر ساری نشے میں گزر جائے گی

(مستفاد از البیان جلد اول، الہیات شرح مکتوبات جلد دوم)

بھی۔ فاعلِ خاک بھی ہے اور مفعولِ خاک بھی۔ اور نہ عینِ خاک ہے نہ غیرِ خاک ہے۔  
 نہ صفتِ خاک ہے نہ فعلِ خاک ہے۔ اور نہ فاعلِ خاک ہے نہ مفعولِ خاک ہے۔

۴..... مثالِ توحید..... توحید موحّد، اس کا عین بھی ہے اور اس کا غیر بھی ہے۔ اس کی  
 صفت بھی اور اس کا فعل بھی۔ اس کا فاعل بھی ہے اور اس کا مفعول بھی، نہ اس کا عین  
 ہے نہ اس کا غیر ہے۔ نہ اس کی صفت ہے نہ اس کا فعل ہے، نہ اس کا فاعل ہے نہ اس کا  
 مفعول ہے۔

یہ ہے بیانِ توحید، علامۃ الناس کی عقل کے مطابق اور یہ ہے بیانِ نمودِ خلق میں نمودِ خلق  
 کا اور یہ ہے بیانِ بطونِ حق کے ساتھ ظہورِ حق کا۔

(تمت الرسالة بعون الله تعالى)

رسالہ

## در آدابِ طریقت

(عالم ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو مرید اپنے پیر کی صحبت سے محروم ہو، اُسے چاہئے کہ وہ روزانہ گروہ صوفیاء کے ملفوظات مقدرہ میں سے آٹھ (۸) اوراق مطالعہ کیا کرے تاکہ وہ ملفوظات اس کے دل کی حیات کا سبب بن جائیں۔ پس اسے چاہئے کہ اپنے طور طریقوں کی بنیاد چار ارکان پر رکھے۔

۱۔ ..... مرید باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا مادہ اشتقاق ارادت ہے۔ مرید اس بندۂ مومن کو کہا جاتا ہے جو کسی شیخ کامل مکمل کے دست حق پرست پر قرب حق کی خاطر شرف بیعت حاصل کرے تاکہ شیخ اُسے راہ طریقت کی منازل و مدارج طے کروا کر واصل باللہ کر دے۔ مقولہ المرید لا یرید الا اللہ کے مصداق یہی حقیقی مرید ہوتا ہے۔ اس قسم کے مرید بمشکل دو فیصد ہوتے ہیں۔ ۹۵ فیصد خرافاتی مرید ہوتے ہیں جبکہ ۳ فیصد رکی مرید ہوتے ہیں۔ تصوف رسم و اسم کا نام نہیں بلکہ صدق و یقین اور اخلاص سے عبارت ہے جسے حدیث جبریل میں احسان کہا گیا ہے۔

۲۔ ..... علمائے راہنہ اور عرفائے کاملین تصفیہ باطن اور تزکیہ نفس ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی نفسانی خباثوں اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہوتے ہیں اس لئے ان کا کلام الہام رحمانی اور علم لدنی کا ثمرہ ہوتا ہے۔ بتائیں وہ کلام علل معنویہ اور امراض قلبیہ کے لئے باعث شفاء اور مجبوروں کیلئے قرب آشنا ہوتا ہے۔

ہست ذکر سیرت پیران عزیز

قصہ شان جلوہ بر جانش کند

بر مرید صادق صاحب تمیز

ذکر پیران تازہ ایمانش کند

## رکن اول

ریاضتِ نفس سہ ہے جس کی تفصیل، طویل ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اس کا خورد و نوش، نیند اور لباس بقدر حاجت ہو، نہ کہ بقدر شہوت۔ اگر اسے روزانہ ایک بار کھانا کفایت کرے تو دوبارہ ہرگز نہ کھائے اور اگر کھانا بقدر کفایت ہو تو سیر ہو کر نہ کھائے۔ بھوک اصل عظیم ہے جو مرید اپنی روش کو اس اصل کے مطابق نہیں کرتا، غالب ہے کہ وہ عالم بالا سے عالم اسفل میں آگرے اور تباہ و برباد ہو جائے۔ جب تک نفس امارہ مطیع نہیں ہو جاتا، شیطان دور نہیں ہو جاتا، دنیاوی خیال اس کی نگاہوں سے محو نہیں ہو جاتا اور نفسانی خواہشات کا امالہ نہیں ہو جاتا اُسے گوہر مقصود نہیں مل سکتا۔ جب تک سالک طویل مدت بھوک کو اپنا پیشہ اور حرفہ نہیں بناتا، یہ مذکورہ معانی اسے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ الحکایات جند من جنود اللہ بقوی بہا قلوب المریدین (رسالہ قشیریہ) یعنی مشائخ کرام کی حکایات و ملفوظات خدائی لشکر ہیں جن سے مریدوں کے دل قوی ہو جاتے ہیں۔

ہجومِ نفس و ہوا کز سپاہِ شیطانند  
بجز جنودِ حکایات رہنمایاں را  
چو زور بر دلِ مردِ خدا پرست آرد  
چہ تاب آنکہ براں رہزناں نکست آرد

۳..... اہل اللہ کے نزدیک نفس سے مراد ایسا لطیف وجود ہے جو اخلاق ذمیرہ کا مورد و مصدر ہے جیسے کان سننے کا، ناک سونگھنے کا اور زبان چکھنے کا مرکز و مصدر ہیں اسی طرح نفس اخلاق ذمیرہ اور عاداتِ رذیلہ کا لطیف محلِ اتصاف ہے۔ ابلیس، نفس کی جہتِ ضلالت کا مظہر ہے۔ اسے انسانوں پر نفس کی وساطت سے ہی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث قدسی عادنفسک فانہا انتصبت معاداتی کے مطابق نفس بلا کا ضدی اور ہٹ دھرم واقع ہوا ہے۔ نفس، عالمِ خلق کے لطائفِ خمسہ میں سے ایک لطیفہ ہے جس کا مقام جسم انسانی میں وسطِ پیشانی یا ناف کے متصل ہے۔ نفس کی معروف تین قسمیں ہیں۔ (۱) نفس امارہ (۲) نفس لواہ (۳) نفس مطمئنہ۔ جو نفس عاداتِ سفلیہ سے مغلوب ہو اُسے نفس امارہ کہتے ہیں۔ ان النفس لا مقارۃ بالسوء (یوسف: ۵۳) جو نفس ریاضت اور مجاہدہ کے نور کی برکت سے معصیت پر ملامت کا

دوسری ریاضت، عزلت ہے۔ اس کی شرائط بہت ہیں جن کی شرح کا یہ رسالہ متحمل نہیں ہے۔ خلوت گزینی اور عزلت نشینی مبارک ہے۔ اس کے ثمرات میں سے ایک قلبی نگاہداشت ہے لہذا قلبی جمعیت، خلوت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

ریاضت کی دیگر اقسام میں سے ایک قسم کم خوابی ہے۔ کیونکہ نیند عمر کو ضائع کرتی ہے، جسم کو مست کرتی ہے اور نشاط کار (قلبی اطمینان) کو ختم کر دیتی ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

اظہار کرتا ہوں اے نفس لوامہ کہتے ہیں۔ ولا اقسام بالنفس اللوامۃ (القیامۃ: ۲) جو نفس مزکی و مطہر ہو کر صلاح و فلاح کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہو جاتا ہے اُسے نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة (الفجر: ۲۷-۲۸) (تفصیلات الہینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب: ۲۲ میں ملاحظہ فرمائیں)

۲..... حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ضلع طوس کے شہر طہران میں ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے استاد امام الحرمین عبدالملک جوینی کی وفات کے بعد ۴۷۸ھ میں سلطان نظام الملک طوسی نے آپ کو امام الحرمین کا منصب اعلیٰ اور جامعہ نظامیہ بغداد کی مسند تدریس پیش کئے۔ آپ نے لسان خراسان حضرت بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ (پیشوائے نقشبنداں) کے دست حق پرست پر شرف بیعت کے بعد روحانی تربیت حاصل کی۔ آپ پانچویں صدی ہجری کے مجدد تھے کہ فلاسفہ کی بذریعہ تحریر و تقریر، تردید فرما کر اسلام کے صحیح خدو خال امت مسلمہ کے سامنے پیش کئے اور حجۃ الاسلام کے لقب سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بھر ۲۰ برس تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ دس سال صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی میں گزارنے کے باوجود ۵۴ برس کی عمر میں قواعد العقائد، المنقذ من الضلال، کیمیائے سعادت، احیاء العلوم (۴ جلدیں) اور تفسیر یا قوت التاویل (۴۰ جلدیں) تحریر فرمائیں۔

بوقت وصال بعض تلامذہ نے وصیت کی فرمائش کی تو اخلاص کی تلقین کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا، علیک بالاخلاص، بروز پیر ۵۰۵ھ علم و فضل کا یہ آفتاب سینے پر بخاری شریف رکھے ہوئے عالم فنا سے عالم بقا کی طرف کوچ کر گیا۔ آپ کی تحریر فرمودہ رباعی ملاحظہ ہو۔

اے کان بقا در چہ بقائے کہ نہی  
اے ذات از ذات تو جہت مستغنی  
در جائے نہ کدام جائے کہ نہی  
آخر تو کجائی کہ کجائے کہ نہی

مرید کو چاہئے کہ وہ دن رات میں آٹھ گھنٹوں سے زیادہ نہ سوئے۔ جس شخص نے ایسا کیا اس کی تہائی عمر ضائع ہوگی، بس یہی کافی ہے کہ اس کی عمر عزیز کا تہائی حصہ ہی ضائع ہو۔ وہ خوردن اور خفتن (کھانا پینا اور سونا) جو شرائط کے ساتھ ہوں کم تر نقصان رکھتے ہیں۔

اس کی شرائط بہت ہیں۔ اول درجہ یہ ہے کہ خورد و نوش کی حاجت ہو۔ بھوک کے وقت باطہارت ہو، ایک برتن میں برادرانِ طریقت سے مل کر کھائے، لقمہ چھوٹا لے۔ کھانا باشرہ نہ ہو۔ کوئی لقمہ ذکر حق کے بغیر نہ کھائے اور ہاتھ منہ دھونا ہر حال میں پیش نظر رکھے۔

مرید کو سوتے وقت چاہئے کہ وہ باطہارت (باوضو) ہو، معدہ پُر نہ ہو، سوتے وقت ماثورہ دعائیں جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں، پڑھے۔ درود و سلام پڑھتا اور ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اسے نیند آجائے۔ جب بیدار ہو کر اٹھے تو پہلے..... ذکر کرے، دوم..... طہارت (غسل / وضو) کرے، سوم..... نماز ادا کرے نیز کوشش کرے کہ طلوع آفتاب تک نہ سوئے۔

## رکن دوم

یہ ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اس کا لقمہ اور لباس رزق حلال سے ہو کیونکہ لقمہ

۵..... اللہ تعالیٰ ﷻ ہر جاندار کے رزق کا کفیل و ضامن ہے۔ جیسا کہ وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها سے آشکارا ہے۔ مگر کسب حلال کی طلب ایک اہم فریضہ اور رزق حلال کمانے والے کو اللہ کا حبیب کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادات نبویہ ﷺ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد فریضۃ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۸۳۸۲) اور الکاسب حبیب اللہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ غیر محتاط شخص کی طلب و کسب سے حاصل شدہ رزق میں حلال و حرام کی آمیزش کا قوی امکان ہوتا ہے یوں وہ

رزق مشکوک و مشتبہ کے قبیل سے ہو جاتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے کلو امن طیبات ما کسبتم کے مطابق حلال کمائی سے طیب و پاکیزہ کھانے کا حکم دیا ہے۔

کسی شخص نے حضرت ابو عبد اللہ بن سالم بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا، کیا ہم کسب رزق کی عبادت میں مشغول رہیں یا توکل اختیار کریں؟ انہوں نے فرمایا، توکل رسول اللہ ﷺ کا حال ہے اور کسب رزق رسول اللہ کی سنت ہے۔ کسب رزق کی سنت توکل سے عاجز ضعیف الحال کے لئے قائم کی گئی۔ سو اس کیلئے طلبِ معاش و کسب جائز ہے تاکہ وہ سنت کے درجہ سے نہ گرے جس طرح کہ درجہ حال سے ساقط ہو گیا ہے جس بندہ مومن کو توکل کا حال ملا ہو اس کے لئے حال کی وجہ سے کسب رزق مباح نہیں کہ کہیں کسب پر ہی اعتماد نہ کر بیٹھے البتہ کسبِ معاونت اس کیلئے جائز ہے۔

جس خوش بخت کو توکل علی اللہ کی نعمت عظمیٰ نصیب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نور حکمت کی بدولت اسے ایسا قلبی سکون و قرار عطا فرماتا ہے کہ اس کی ہر حاجت کی ایسی سہیل پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ آیات کریمہ و من توکل علی اللہ فهو حسبہ (طلاق: ۳) اور من یتق اللہ يجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب (طلاق: ۲) میں حال توکل کا ہی بیان ہے بذریعہ توکل حاصل ہونے والی فتوحات (رزق وغیرہ) طیب ہی ہوتی ہیں کیونکہ طیب کے خزانوں سے آتی ہیں۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ظاہر میں تو آپ کوئی کام و کسب نہیں کرتے پھر کھاتے کہاں سے ہیں؟ فرمایا: میرا خدا توکتے اور خنزیر کو بھی رزق دیتا ہے کیا یہ سمجھتے ہو کہ بایزید کونہ دے گا۔ اہل اللہ فرماتے ہیں رزق العوام فی مہینہم و رزق الخواص فی یقینہم عوام کا رزق ان کے ہاتھ میں ہے اور خواص کا رزق ان کے یقین میں ہے۔

بارگاہ ربوبیت میں وہی اعمال صالحہ شرفِ قبولیت پاتے ہیں جن کا صدور رزق حلال کے باعث ہوتا ہے خصوصاً نماز میں حضور، وقوف و آگاہی سے کھائے ہوئے رزق حلال سے ہی ملتا ہے بلکہ عارف باللہ خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسا کرنے سے تو ذکر و فکر کی بھی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا۔

عشق و رقت آید از نانِ حلال

علم و حکمت زاید از نانِ حلال

حرام سے نوری دل حاصل نہیں ہوتا اور حرام لباس سے قلبی صفائی اور عبادت کی لذت صورت نہیں پکڑتی۔ حضرت شیخ جنید قدس سرہ<sup>۱</sup> کہتے ہیں:

بِصَفَاءِ الطَّعْمِ وَالْمَسْكَنِ يَصْلُحُ الْأَمْرُ كُلُّهُ

(خوراک اور رہائش کی پاکیزگی سے تمام معاملات درست ہو جاتے ہیں)۔

یہ بات اس لئے کہتے ہیں کہ راہِ حق کے مرید اور راہِ آخرت کے مسافر کو مشغولیات سے فراغت اور آزادی زیادہ ملے تو وہ تھوڑے مال کو پسند کرے گا۔ آدمی کے لئے لباس، خوراک اور رہائش تینوں چیزیں ضروری ہیں۔ جب یہ تینوں چیزیں پاک اور حلال ہوں گی تو اس کے تمام کام نیک ہوں گے۔

جس طرح حرام اور گناہ سے احتیاط اور پرہیز واجب ہے اسی طرح حرام

۱..... سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن جنید کے ہاں بغداد میں متولد ہوئے۔ آپ حضرت امام ابوسفیان ثوری، حضرت شیخ محمد قصاب اور حضرت حارث محاسبی کے مصاحبین اور تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور خلیفہ ہیں۔ آپ صوفیاء کے طبقہ ثانیہ میں سے ہیں۔ آپ شیخ علی الاطلاق، قطب بالاستحاق، منبع انوار و اسرار تھے۔ آپ کے اقوال اہل طریقت میں بطور حجت تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ نے ساٹھ برس تک کبھی تکبیر اولیٰ قضا نہیں کی۔ دوران نماز دنیوی اندیشہ راہ پاتا تو از سر نو نماز ادا کرتے اور اگر عاقبت کا خیال آجاتا تو سجدہ سہو بجالاتے۔ آپ نے فرمایا تصوف وہ خلق کریم ہے جسے کریم شخص، کریم زمانے میں، کریم آدمی سے کریم قوم کے درمیان بیان کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا، انبیائے کرام کا کلام خبر حضور اور صدیقین کا کلام رموز مشاہدہ سے معمور ہوتا ہے۔ خبر کا تعلق نظر اور مشاہدہ کا تعلق فکر سے ہوتا ہے، خبر دیدار پر مبنی ہوتی ہے اور رمز کا تعلق غیر سے ہوتا ہے اس لئے اولیاء کا منتہائے کمال انبیاء کا مقام ابتدا ہوتا ہے۔ آپ کا وصال مبارک ۲۹۷ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت سری سقطی کے مزار کے متصل بغداد شریف کے قبرستان میں ہے۔



خوروں اور فاسقوں کی صحبت و مجالست کے سے اجتناب کرنا چاہئے بلکہ جو شخص راہِ راست پر نہیں اور تیری راہ پر گامزن نہیں ہے اس سے دور رہنا چاہئے۔ کیونکہ سالک کو کوئی چیز

کے ..... اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو لوگوں کی تعلیم و تزکیہ کے لئے مبعوث فرمایا اور آیہ کریمہ واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداوة والعشوة ویريدون وجهه (الكهف الاية: ۲۸) کے مطابق لقائے ربانی اور رضائے رحمانی کے طالبوں کو شرفِ معیت بخشنے کا حکم فرمایا تاکہ وہ آپ کی زیارت و صحبت کے انوار و اسرار اور فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر تعلیم و تزکیہ کے اعلیٰ مراتب پر فائز المرام ہو سکیں۔

علمائے راسخین اور عرفائے کاملین کی مجالست و مقاربت کی تلقین کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا تجلسوا عند كل عالم الا عالم يدعوكم من خمس من الشك الى اليقين ومن الرياء الى الاخلاص ومن الرغبة الى الزهد ومن الكبر الى التواضع ومن العداوة الى النصيحة (حلیہ للنعمیم) یعنی ہر عالم کے پاس مت بیٹھو بلکہ اس عالم کے پاس بیٹھو جو پانچ چیزوں سے دوسری پانچ چیزوں کی طرف دعوت دے۔ اول: شک سے یقین کی طرف، دوم: ریا سے اخلاص کی طرف، سوم: دنیاوی رغبت سے ترک دنیا کی طرف، چہارم: تکبر سے تواضع کی طرف، پنجم: باہمی دشمنی سے خیر خواہی کی طرف۔

دوسری روایت میں ہے: اذا رأيتم العبد يُعطى زهداً في الدنيا وقلّة منطقي فاقتربوا منه فإنه يلقى الحكمة (ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۰۹۱) یعنی جب تم ایسے بندے کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی عطا ہوئی ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ اسے معرفتِ لقاء کی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا، اگر تم بزرگوں کے درجہ تک پہنچنا چاہتے ہو تو اپنے اوپر لازم کر لو کہ شاہزادوں کی طرف التفاف نہ کرو نیز لالچی علماء اور حریص فقراء کی صحبت سے بھی دور بھاگو کہ ان کی صحبت دنیا داروں کی صحبت سے بھی بری ہے۔ بقول شاعر

بابداں کم نشین کہ صحبت بد      گرچہ پاکی ، ترا پلید کند

آفتابے چنیں درخشاں را      اندکے ابر نا پدید کند

عارف کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کا مفہوم یوں منظوم فرمایا۔

راہِ راست سے اتنا گمراہ نہیں کرتی جتنا اہل کی صحبت اسے جادہٴ حق سے بھٹکاتی ہے۔ یہ معنی عیاں، ظاہر اور واضح ہے کہ جو شخص جادہٴ شریعت پر گامزن نہیں ہوتا وہ شیطان کا پیروکار ہے۔ اگرچہ روزانہ اس سے ہزار کرامات ظاہر ہوں اور جو شخص خلاف سنت کسی چیز کا اعتقاد رکھتا ہے وہ راہزن ہے۔ اگرچہ دنیا کے علوم کا حافظ ہو۔

## رکن سوم

مجاہدہ ہے، مجاہدہ دشمنانِ باطن کے خلاف جنگ ہے یعنی شیطان<sup>۸</sup>، دنیا<sup>۹</sup> اور نفسِ امارہ۔ جان لیجئے! کہ نفس، شیطان اور دنیا بندہ کے اختیار و ارادت کی راہِ گذر پر (گھات لگائے) بیٹھے ہیں۔ اسے راہِ دین سے بھٹکاتے ہیں، شیطان و سوسہ اندازی کرتا ہے اور معصیت پر ابھارتا ہے۔ نفس مکر کرتا ہے اور معصیت کا حکم دیتا ہے۔ دنیا اپنے آپ کو تیری نظر میں آراستہ کرتی ہے اور اپنی طرف دعوت دیتی ہے۔

مجاہدہ یہ ہے کہ سالک اپنے دل کے دروازے جو اختیار و ارادت کا محل ہے، پر بیٹھے اور نگہبانی کرتا رہے کہ اس کے دل میں کیا آتا ہے۔ اگر معصیت کا خطرہ ہے تو

نیکان لوکان دی صحبت یارو جویں دکان عطاراں      سودا بھانویں مول نہ لیے ہتے آون ہزاراں  
بریاں لوکان دی صحبت یارو جویں دکان لوہاراں      کپڑے بھادیں کنج کنج پیسے چنگاں پین ہزاراں  
۸..... شیطان، ناری جنات میں سے ہے جو اشکال مختلفہ میں متغزل ہو سکتا ہے۔ قیام جنت کے دوران وہ بڑا عابد اور معلم ملائکہ تھا اور عزرا زیل کے نام سے موسوم تھا مگر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے رائدہٴ درگاہ ہوا اور دائمی پھٹکار کا حق دار ٹھہرا، اغوائے بنی آدم کے لئے شیطان کے مہلت مانگنے پر اسے مہلت دی گئی وہ دوسرا اندازی کر کے اور سبز باغ دکھا کر حراماں نصیبوں کو اپنے دامِ تذریر میں پھنساتا ہے اور یہ لوگ اس کی چکنی چڑی باتوں میں آکر اس کے پیروکار بن جاتے ہیں اور اپنے مخلص رہنماؤں کی ہمدومو عظمت کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں مگر مخلص نیکوکار مومنوں کو شیطان معصیت و غواہیت میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ الا عبادک منهم المخلصین (الحجر آیت: ۴۰)

۹..... لفظ دنیا اسم تفضیلِ ادنیٰ کا مؤنث ہے، جو کچھ سے مشتق ہے اہل لغت کے نزدیک عالمِ ناسوت کو

جان لے کہ اسے شیطان لایا ہے، اُسے دفع کرنے میں مشغول ہو جائے اس کے دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حریم حق ﷺ میں صدق نیت اور حضور قلب سے التجا کرے۔ وہاں سے خطرہ معصیت کو جھٹک دے اور درگاہ حق جل سلطانیہ کی استعانت کو ڈھال بنائے اور شیطان کے مقابلہ میں ڈٹ جائے یہاں تک کہ وہ دفع ہو جائے۔

اگر سالک کے دل میں خاطر شہوانی ہے کہ جس میں نفس کی راحت و چاہت ہے پھر بھی درگاہ حق (جل جلالہ) کی طرف متوجہ ہو اور اپنے نفس کو رنج پہنچائے جیسے بھوک اور شب بیداری یا سفر خیر میں پیدل چلنا یا لوگوں کے ہجوم میں ایسا کام کرنا جس سے نفس کو عار، نفرت اور شکستگی ہو۔ جب تو نے دشمن کو ضعیف کر دیا اور اس سے اسلحہ چھین لیا تو اس سے جنگ کرنا آسان تر ہو گیا۔

سلطان العارفين حضرت بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لوگوں نے

دُنیا اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ زوال کے قریب ہے۔

علمائے متکلمین ہر اس مخلوق کو دنیا کہتے ہیں جو آخرت سے قبل وجود میں آئی۔ جبکہ صوفیائے طریقت کے ہاں دنیا دولت و ثروت اور اموال و عیال کو نہیں کہتے بلکہ دنیا ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

چيست دُنیا از خدا غافل بدن      نه قماش و نقره و فرزند و زن

حضرت خواجہ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اس قدر صاحب ثروت تھے کہ ان کے مویشوں کے کچے (میخیں) بھی سونے چاندی کے ہوتے تھے مگر رجال لاتلہیہم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ (النور الایہ: ۳۷) کے مصداق وہ یاد حق سے ایک لمحہ بھی غافل نہ تھے۔ کیونکہ حقیقت ذکر طرہ کسلت اور رفع غفلت سے عبارت ہے، بلکہ ان کا مال و اسباب مدارس و مساجد اور غرباء و مساکین کے لئے وقف تھے۔

۱۰..... سلطان العارفين حضرت بايزيد طيفور بن عيسى بسطامي رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۳۶ھ شہر بسطام (نیشاپور) میں ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کا باطنی انتساب اہل بیت کے امام ہشتم حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔ مگر بطریق اویسیہ امام الاولیاء حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تربیت پائی۔

عرض کیا۔ سب سے بڑی بلا جو حق تعالیٰ نے راہ سلوک میں آپ پر ڈالی، کیا تھی؟ ارشاد فرمایا..... اگر میں بیان کروں تو تم اسے سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لوگ عرض گزار ہوئے سب سے چھوٹی بلا کیا تھی؟ فرمایا..... تم میں طاقتِ شنید نہیں ہے۔ کسی نے کہا سب سے چھوٹی بلا (تکلیف) جو آپ نے خود کو دی..... وہ کیا تھی؟ فرمایا..... کہ میں نے اپنے نفس سے اطاعت طلب کی تو اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو میں نے سال بھر اس سے پانی کو روکے رکھا۔ (یعنی پانی نہیں پیا)

مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچمبروں کو اپنے نفس پر شفاعت کنندہ لے آئے مگر خود کار خیر بجانہ لائے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور نہ وہ قبول ہوگا۔

بھوک اور شرعی ضرورت سے زائد کو برہنہ رکھنے سے تمام مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ ما حاصل اس کا یہ ہے کہ شیطان کے خلاف راہ شریعت کی روش، بسیار طاعت اور

آپ طبقہ اولیٰ کے دس ائمہ مشائخ اور معروف اہل طریقت میں سے ہیں۔ آپ سے قبل علم طریقت میں کسی کو اتنا تبحر نصیب نہیں ہوا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق فرمایا، ابویزید منا بمنزلہ جبریل من الملائکۃ، شیخ بایزید ہم اہل اللہ میں ایسے ہیں جیسے فرشتوں میں سیدنا جبریل علیہ السلام۔ آپ نے فرمایا، جادۂ شریعت پل صراط سے زیادہ باریک اور پُرخطر ہے۔ آپ نے فرمایا، خلقت بحر بے کنار کی مانند ہے اور اہل اللہ کشتی کی طرح ہیں کوشش کرو کہ اپنے تئیں اس کشتی میں پہنچادو اور اپنے مسکین بدن کو غرق ہونے سے بچالو۔ آپ سے سنت اور فرض کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: سنت ترک دُنیا کا نام ہے اور فرض آقا کے ساتھ صحبت کو کہتے ہیں کیونکہ سنت ساری کی ساری ترک دُنیا پر دلالت کرتی ہے اور کتاب تمام تر صحبت مولیٰ پر دلالت کرتی ہے جس شخص نے سنت اور فرض کو سیکھا وہ کامل ہو گیا۔ آپ ۱۲۵ برس کی عمر میں ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف سدھارے۔

مزار پُانوار بسطام میں ہے۔

حسن عبادت کی پابندی کی جائے۔ راہِ آخرت کا نور، قرب و کرامتِ حق اللہ، مشاہدہٴ جلال و جمال، اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ و صفات کے حقائق کی معرفت، کشفِ اسرار اور تجلیٰ انوار اللہ سب مخالفتِ نفس سے حاصل ہوتے ہیں۔

پس لب لباب اس کا یہ ہے کہ دنیا آخرت کا حجاب ہے۔ شیطان، شریعت کا حجاب ہے۔ اور اپنی ذات، حقیقت کا حجاب ہے۔ اگر مجاہدہ دنیا کو پس پشت پھینکنے اور اس کا خیال محو کرنے کے لئے ہو تو دل اور سینہ سے جمالِ آخرت کا ہر آئینہ نمودار ہوتا

اللہ ..... علامہ سعد الدین تفتازانی نے کرامت کی تعریف یوں کی ہے الکرامة ظهور امر خارق للعادة من قبله بلا دعوى النبوة وهي جائزة ولو بقصد الولي ومن جنس المعجزات لشمول قدرة الله تعالى وواقعة كقصة مريم واصف واصحاب الكهف وما تواتر جنسه من الصحابة والتابعين و كثير من الصالحين (حاشیہ شرح المقاصد جز ثانی: ۲۰۳) یعنی دعویٰ نبوت کے بغیر خلاف عادت امر کے ظہور کو کرامت کہا جاتا ہے۔ اور یہ جائز ہے اگر چہ ولی کے قصد سے ہو اور اس میں قدرتِ الہیہ کے شمول کی وجہ سے یہ معجزات کے قبیل سے ہے نیز یہ واقع ہے جیسے حضرت مریم، حضرت آصف بن برخیا، حضرات اصحاب کہف کے واقعات اور صحابہ و تابعین اور صالحین رضی اللہ عنہم کی کرامات تو اتر سے ثابت ہیں۔

اظہار کرامت کی تین اقسام ہیں۔ اول: جس میں اللہ تعالیٰ ولی کے کسب و اختیار کے بغیر اس سے خلاف عادت افعال کا ظہور فرمادیتا ہے۔ دوم: جس میں اللہ تعالیٰ ولی کی دُعا سے کوئی خلاف عادت فعل ظاہر فرمادیتا ہے۔ سوم: جس میں اللہ تعالیٰ ولی کے قصد، کسب اور اختیار پر خلاف عادت فعل کا اظہار فرمادیتا ہے۔

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی نے خوارق عادات کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ اول: وہ علوم و معارفِ الہیہ جن کا تعلق واجب تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال سے ہے یہ نظر و عقل کے دائرہ سے ماوراء ہے اور یہ اہل حق اور ارباب معرفت سے مخصوص ہے۔ دوم: اس کا تعلق امور کونیہ اور صور کشفیہ کے ساتھ ہے۔ احقاق و ابطال کے اشتمال و التباس کی بنا پر اہل استدراج کو بھی یہ قسم شامل ہے۔ (ملخصاً مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب: ۲۹۳) حضرت ملا علی قاری احراری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں، ان کشف

العلم بالامور الشرعية خير من كشف العلم بالامور الكونية (شرح فقہ اکبر: ۸۰) امور شریعہ کے متعلق کشف علم، امور کونیہ کے کشف علم سے بہتر ہے کیونکہ اول کا فقدان و نقصان دینی مضرت کا موجب ہے جبکہ ثانی کا عدم و فقدان بعض اوقات زیادہ نفع بخش ہے۔

۱۲ ..... صوفیاء کرام کی اصطلاح میں وجود حق بلا اعتبار صفات و تعینات کو ذات کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا وجود مطلق جو صفات و تعینات کے اعتبارات سے برتر ہے۔ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ معارف لدنیہ معرفت: ۲۱ میں فرماتے ہیں۔ ذات آنست کہ قائم بنفسہ باشد و صفات قائم باو یعنی ذات اس کو کہتے ہیں جو خود اپنے نفس کے ساتھ قائم ہو اور صفات جو اسی ذات کے ساتھ قائم ہوں (لیکن ذات پر جو زائد کے ساتھ خارج میں موجود ہوں)۔ (الہیات شرح مکتوبات، مکتوب: ۴) متکلمین مآثر یہ کہ نزدیک اللہ تعالیٰ کی آٹھ ذاتی حقیقی صفتیں ہیں جنہیں صفات ذاتیہ حقیقیہ کہا جاتا ہے جو حسب ذیل ہیں۔ حیات، علم، کلام، سمع، بصر، قدرت، ارادہ اور تکوین۔

۱۳ ..... تجلی کا لغوی معنی ظاہر کرنا و ظاہر ہونا ہے اصطلاح صوفیاء میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اسماء و افعال کا کسی شان یا رنگ، کیفیت یا حالت میں اظہار تجلی کہلاتا ہے۔

حق تعالیٰ جب بندے پر تجلی فرماتے ہیں تو اس تجلی کا نام حق کے اعتبار سے شان الہی رکھا جاتا ہے اور بندے کے اعتبار سے اسے حال کہتے ہیں اور وہ ہر آن ایک نئی تجلی فرماتا ہے۔ کل یوم ہو فی شان (الرحمن: ۲۹)

ہر لحظہ جمال خود نوع دگر آرائی شور دگر انگیزی شوق دگر افزائی  
لامتناہی تجلیات کا احاطہ و حصر قطعاً ناممکن ہے تاہم چار تجلیات اہل معرفت کے ہاں معروف ہیں۔  
اول: تجلی آثاری، دوم: تجلی فعلی، سوم: تجلی صفاتی، چہارم: تجلی ذاتی اور تجلی ذاتی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تجلی ذاتی برقی (۲) تجلی ذاتی دائمی۔ اکثر مشائخ طریقت کے نزدیک تجلی ذاتی، برقی ہوتی ہے جبکہ اکابرین نقشبندیہ کے نزدیک تجلی ذاتی دائمی ہوتی ہے یعنی جب تجلی آتی ہے تو پھر جاتی نہیں ہمیشہ رہتی ہے سلسلہ نقشبندیہ میں اس کو دوام حضور مع اللہ بلا غیبت اور یادداشت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (مزید تفصیلات الہیات شرح مکتوبات، مکتوب: ۱۱۔ ۱۳ میں ملاحظہ فرمائیں)

ہے۔ اگر مجاہدہ نفس امارہ کی عداوت کو توڑنے اور اس کی خواہش کی مخالفت کے لئے ہو تو ذوالجلال کی ذات و صفات کا مشاہدہ<sup>۱۴</sup> نصیب ہوتا ہے۔ جب ارباب مذاہب اور علماء و سلف صالحین رضی اللہ عنہم نے شیطانی وسوسوں سے اپنے آپ کو بچایا، گناہوں اور مخالفت شریعت سے خود کو پاک کر لیا تو ان پر حقائق و معانی اور ان کی شرح کے دروازے کھل گئے۔ یہاں تک کہ جہانوں کے اصول و فروع ان کے کشف<sup>۱۵</sup> کے طفیل

<sup>۱۴</sup>..... مشاہدہ بروزن مفاعلہ شہود سے مشتق ہے اہل طریقت کے نزدیک کسی امر کے استحضار اور یقینی تصور کا قلب سالک پر اس طرح غالب اور قوی ہو جانا کہ گویا وہ دل کی آنکھ سے اسے دیکھ رہا ہے، مشاہدہ کہلاتا ہے جیسا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نکون عند رسول اللہ ینذکرنابالنار والجنة کأنارائی عین (مسلم جلد دوم ص: ۳۵۵) ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب دوزخ و جنت کا ذکر سنتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

و جو ب کے مرتبے میں سالک کو دو قسم کا مشاہدہ ہوتا ہے کبھی صفات بدون تعلقات اس کی نظر میں بعنوان کلیت مشہود ہوتی ہے اور کبھی صفات متعلق بہ معلومات و مقدمات بعنوان جزئیات نظر آتی ہیں۔ پہلی قسم کے مشاہدے کو شہود صفات کلیہ کا نام دیتے ہیں اس مرتبے میں صفات مجردہ مشہود ہوتی ہیں ان کا ممکنات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کو شہود صفات جزئیہ کہا جاتا ہے اس مرتبے میں صفات کا ممکنات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور سالک مشاہدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم فلاں معلوم کے ساتھ اور صفت قدرت فلاں مقدور کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام صفات، ممکنات سے متعلق نظر آتی ہیں سالکین کے نزدیک مشاہدے کی پہلی قسم (شہود صفات کلیہ) زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (اہلبیات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب: ۱۴)

<sup>۱۵</sup>..... کشف کی تعریف علامہ شریف جرجانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تحریر فرمائی الکشف فی اللغة رفع الحجاب و فی الاصطلاح هو الاطلاع علی ما وراء الحجاب من المعانی الغیبیة و الامور الحقیقیة وجوداً و شہوداً (التعریفات: ۸۰) کشف کا لغوی معنی رفع حجاب ہے اور اصطلاح میں ماورائے حجاب معانی غیبیہ اور امور حقیقیہ پر وجوداً اور شہوداً مطلع ہونا کشف ہے۔ کشف کی بنیاد ایمان و تقویٰ ہے جس کی بدولت علمائے راہنما کو حق و باطل میں امتیاز معلوم ہوتا ہے کتاب و سنت میں اسے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا .....  
(العنكبوت الایہ: ۶۹)

خواطر کی حقیقت جو باطن میں نمودار ہوتی ہے چار قسم کی ہے۔ اول..... وسواس  
دوم..... نفس کی ٹال مٹول، سوم..... محبت دنیا کی آرائش، چہارم..... خدائی فرمان سے  
الہام ملائکہ۔ ان چاروں خواطر کی شناخت اور ان کے درمیان فرق کرنا نور قلب کے  
بغیر نہیں ملتا اور نور قلب بجز اللہ کے ذکر کے حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا  
إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال الایہ: ۲)

## رکن چہارم

ذکر الہ کے بیان میں ہے۔ جان لیجئے! کہ راہ حقیقت کو اگر چہ عبادت، تقویٰ،

فرقاں و فراست سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فراست کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں  
اول..... فراست ایمانیہ، دوم..... فراست ریاضیہ، سوم..... فراست خلقیہ (شرح فقہ اکبر: ۸۰) حضرت  
امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فراست کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں اول..... اہل معرفت کی  
فراست، دوم..... اہل ریاضت کی فراست۔ اول الذکر کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال کے  
ساتھ ہے۔ سالکین کی باطنی استعداد اور ارباب ولایت کی شناخت کا موجب بھی یہی فراست ہے جبکہ  
ثانی الذکر کا تعلق اشکال کونیہ اور احوال مغیبہ کے ساتھ ہے علامۃ الناس کے نزدیک یہی کمال ہے (ملخصاً  
من المکتوبات الشریفہ دفتر دوم مکتوب: ۹۲)

۱۱..... آقائے ولی نعمت سراج العارفین حضرت علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی  
دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ اول..... ذکر اسم ذات، دوم..... ذکر نفی اثبات۔ ذکر اسم ذات کے دو طریقے  
ہیں۔ پاس اناس (اللہ ہو) اور اثبات مجرد (اللہ . اللہ)۔ صوفیائے نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک  
ذکر خفی قلبی ہی معتبر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر خفی کو سب سے بہتر قرار دیا خیر الذکر الخفی (مسند احمد  
جلد اول ص: ۱۷۲) دیگر سلاسل طریقت میں باطنی سلوک ذکر خفی کے ذریعے ہی طے کروایا جاتا ہے ذکر نفی  
اثبات لا الہ الا اللہ سب سے افضل ذکر ہے باطن کی تطہیر اور ایمان کی تجدید کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے



ریاضت اور مجاہدہ کی بہت ضرورت ہے لیکن جب تک ذکر حق نہ ہو یہ رستہ نہیں کھلتا۔  
حضرت خواجہ علی خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

ذکر ولایت کا قلعہ ہے جسے ذکر کی توفیق دیتے ہیں اسے ولایت عطا فرماتے ہیں۔ جسے ذکر سے معزول کر دیتے ہیں اُسے ولایت سے محروم کر دیتے ہیں۔ ذکر حقیقی  
حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لوگ کلمہ طیبہ کی برکتوں سے آگاہ نہیں اللہ تعالیٰ اگر تمام دنیا کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے پر بخش دین تو گنجائش رکھتا ہے سالک کو چاہئے کہ ذکر نفی اثبات بمطابق لائے معکوس یعنی لا کوناف سے کھینچ کر تالو سے ہوتا ہوا لطیفہ روح پر الہ کہے وہاں سے تمام لطائف سے گذار کر اللہ کی ضرب قلب پر لگائے دوران ذکر و قوف عددی اور جسم دم کا خیال رکھے اور آخر میں دل کی زبان سے محمد رسول اللہ ﷺ اس طرح پڑھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا فیضان ایک ٹب میں ہے اور اسے اپنے اوپر انڈیل لے اور یوں خیال کرے کہ میں فیضان رسالت سے سرشار ہو گیا ہوں اور میرا ظاہر و باطن ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو گیا ہے۔

..... قطب ربانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی علی بن احمد اور کنیت ابوالحسن ہے آپ ۳۵۲ھ خرقان میں متولد ہوئے سلطان العارفين حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے آپ کی جلوہ گری کی خوش خبری سنائی تھی جسے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں منظوم کیا ہے

از پس آن سالها آمد پدید بوالحسن بعد از وفات بایزید

آپ کا باطنی انتساب حضرت خواجہ ابوالمنظف مولانا ترک طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے مگر آپ نے بطریق اویسیت، شیخ بسطامی سے روحانی تربیت پائی۔ آپ طبقہ دوم کے اجلہ مشائخ میں سے غوث یگانہ تھے۔ شیخ مہنہ حضرت خواجہ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے طویل ملاقات کے بعد اپنا جانشین مقرر فرمایا من ترا بولایت عہد خود برگزیدم صاحب رسالہ قشیریہ حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی حدود خرقان میں داخلہ پر خواجہ خرقانی کے رعب و حسمت سے فصاحت و بلاغت و ولایت جاتی رہی پسنداشتتم کہ از ولایت خود معزول شدم۔ سلطان محمود غزنوی آپ کا نیاز مند تھا اور آپ کے خرقہ کی برکت سے ہی سومنات کا مندر فتح ہوا۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری، لسان خراسان حضرت بوعلی فارمدی اور حضرت خواجہ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہم آپ کے ہی فیض یافتہ تھے آپ نے یوم عاشورہ ۲۳ صفر ۴۳۵ھ کو حضرت بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا عالم آخرت کی طرف کوچ فرمایا۔

وہ ہے جو دل سے ہو لیکن وہ سالک جو ذکر قلبی سے شاد کام ہو ایسے مرید کو چاہئے کہ اپنے بقیہ اوقات میں جب فرائض اور سنتوں سے فارغ ہو جائے سوائے ذکر کے کسی چیز میں مشغول نہ ہو۔

اگرچہ حق تعالیٰ کے اذکار بہت ہیں۔ لیکن سلطان الاسماء نام اللہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ چار کلمات بھی حق تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ کیونکہ سبحان اللہ تسبیح ہے..... والحمد لله تحمید ہے..... ولا الہ الا اللہ توحید ہے..... واللہ اکبر تکبیر ہے۔ ان کلمات میں سے جو کلمہ بھی اختیار کر لیں اچھا ہے۔ لیکن اکثر سالکین نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو اختیار فرمایا ہے کیونکہ علایق و عوایق کو ختم کرنے والا یہی کلمہ ہے۔ حقائق و طرائق تک پہنچانے والا اور حجاب اٹھانے والا بھی یہی کلمہ ہے۔ پس مرید کو چاہئے کہ وہ ہر روز و شب میں چند ساعت (کم از کم عام مرید آدھا گھنٹہ صبح اور آدھا گھنٹہ شام) یوں معین کرے کہ سالک..... بدن پاک، لباس پاک، اور تعظیم و حرمت کو مد نظر رکھ کر اپنے گھر میں تنہا قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور اس کلمہ کا ورد کرتا رہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی مدد کو زیادہ کھینچے اور اپنے باطن پر توجہ مرکوز رکھے۔ ہر ماسوی اللہ جو خیال، ہوس اور چیز کے قبیل سے ہو، سالک کے دل میں آئے، اس کلمہ کی برکت سے دفع ہو جائے گی اور اس کلمہ کے تکرار میں مواظبت کرے حتیٰ کہ سالک کی حقیقت (کیفیت) یوں ہو جائے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ (آل عمران الایہ: ۱۹۱)

جب سالک کا ذکر دائمی ہو جائے تو اس کی نگاہوں کے سامنے سے حجاب، تاریکی اور خیال اٹھ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا سبح لطف و کرم منڈلانے لگتا ہے..... بارانِ فضل برسنے لگتی ہے..... لطف و سعادت کی باد نسیم چلنے لگتی ہے۔ اس وقت ایسی غیر مرئی اشیاء دکھائی دیتی ہیں..... ایسے لطائف سنائی دیتے ہیں..... اور ایسی لذتیں چکھائی

جاتی ہیں کہ جنہیں عبارت و لفظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کیفیت کو کسی بزرگ نے یوں بیان کیا ہے۔ بیت

دردی کہ مرا ز عشق تو ہست

دانستی ست و گفتی نیست

ترجمہ: اے محبوب! تیرے عشق سے جو درد مجھے نصیب ہوا ہے وہ محسوس تو ہوتا ہے لیکن بیان نہیں کیا جاسکتا۔

خواجہ جہاں، محبوب سبحانی

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی

(مختصر تعارف)

آپ کا نام نامی عبدالخالق لقب خواجہ جہاں ۲۲ شعبان المعظم ۱۲۳۵ھ غجدوان میں حضرت امام عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے جو اکابر اولیاء، اعظم اتقیاء، حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے صحبت دار اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ روم کے شاہی خاندان میں سے تھیں۔ آپ سر حلقہ دفتر خواجگان، فریدالہ ہر، وحید العصر اور قطب وقت تھے۔

۵..... ایک روز آپ اپنے استاذ گرامی حضرت مولانا صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے اَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (اپنے رب کو زاری اور خفیہ پکارو بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا) تو آپ نے اپنے استاد محترم سے دریافت کیا وہ کونسا خفیہ طریقہ ہے جسے بیان کیا جا رہا ہے؟ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا دوران ذکر اعضاء حرکت کریں تو غیر شخص اس پر واقف ہو جاتا ہے اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم حدیث شریف الشَّيْطَانُ يَجْرِي مِنَ الْاِنْسَانِ حَجْرِي الدَّمِ شَيْطَانِ ذَكَرَ مِنْ آغَاہ ہو جاتا ہے۔ استاد نے فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہو تو تمہیں اہل اللہ میں سے

کوئی واقف راز مل جائے گا اور بتا دے گا۔

۰..... بعد ازاں آپ ہمیشہ کسی مرد کامل کے منتظر رہتے یہاں تک کہ ایک روز حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل ہوا حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آپ کو اپنی فرزندگی میں قبول کر کے ارشاد فرمایا اے جوان میں تجھ میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں اس لئے ایک سبق بتاتا ہوں اسے ہمیشہ دہراتے رہنا تم پر اسرار کھل جائیں گے۔ پھر وقوف عددی کی تعلیم دے کر حوض میں غوطہ لگا کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے تعمیل ارشاد کی اور اس ورد میں مشغول رہے یہاں تک کہ آپ پر اسرار کھل گئے۔

۰..... اس وقت آپ کی عمر مبارک کم و بیش ۲۲ برس تھی کہ امام ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ بخارا میں تشریف لائے آپ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیوض و برکات اور توجہات قدسیہ کی خیرات لیتے رہے یوں آپ کے پیر سبق حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں اور شیخ صحبت و خرقہ حضرت خواجہ ہمدانی قدس سرہ ہیں اگرچہ خواجہ ہمدانی کے طریقہ میں ذکر جہر تھا لیکن سیدنا خضر علیہ السلام کے ذکر خفی تلقین فرمانے کی وجہ سے انہوں نے آپ کو ذکر جہر کا حکم نہیں فرمایا بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ جس طرح حضرت خضر نے حکم فرمایا ہے اسی طرح ذکر میں مشغول رہیں۔

۰..... ایک روز ایک خوب رونو جوان حاضر ہو کر آپ سے دعا کا طالب ہوا آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اس کے بعد وہ نو جوان یکبارگی غائب ہو گیا جب آپ سے اس نو جوان کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فلک چہارم کا ایک فرشتہ تھا جو کسی تقصیر کے باعث اس مقام سے معزول کر دیا گیا تھا اور فلک دنیا پر آ گیا تھا اس نے فرشتوں سے کہا کہ میں کیا کروں کہ میری تقصیر معاف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے پھر میرے مقام پر پہنچا دے فرشتوں نے اسے میرے بارے میں بتایا تھا اس

لئے وہ طالب دعا بن کر میرے پاس آیا تھا میں نے اس کے حق میں دعا کی جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا اور اسے پھر پہلا مقام مل گیا۔ (نفحات الانس)

بے عنایت حق و خاصانِ حق  
گرچہ ملک باشد یہ ہستش ورق

◎..... ایک درویش نے آپ سے پوچھا کہ سالکین طریقت پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے یا نہیں ارشاد فرمایا جو سالک فتنائے نفس تک نہ پہنچا ہو شیطان اس پر حالت غصہ میں غلبہ پاتا ہے لیکن جس سالک کو فتنائے نفس حاصل ہو اسے غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور یہ صفت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ میں اور سنت رسول اللہ ﷺ کو بائیں ہاتھ میں لئے دونوں کی روشنی میں چلتا ہو۔

◎..... مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند رہو اور ائمہ سلف کے مسلک پر قائم رہو کیونکہ بدعات سراسر گمراہی ہیں۔

◎..... علم فقہ کی طلب میں ایک قدم بھی دور نہ ہو اور حدیث کا علم سیکھو۔

◎..... جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

آپ کے کلمات قدسیہ میں خصوصاً اصطلاحات نقشبندیہ نہایت اہم ہیں جن پر طریقت نقشبندیہ کی بنیاد ہے اور وہ آٹھ ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ہوش دردم..... نظر بر قدم..... سفر در وطن..... خلوت در انجمن..... یاد کرو.....

بازگشت..... نگاہ داشت..... یادداشت

مزید تین اصطلاحات سالار طریقت حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان

فرمودہ ہیں۔

۱..... وقوف عددی ۲..... وقوف زمانی ۳..... وقوف قلبی

(ان مصطلحاتِ نقشبندیہ کی تفصیلات تذکرہ مشائخ آلو مہار شریف میں ملاحظہ فرمائیں)  
 آپ کا وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو ہوا۔ وصال کے وقت ہاتھ  
 غیب سے آواز آئی یا ایہا النفس البطیئنة ارجعی الی ربك راضیة  
 مرضیة۔ مزار مبارک غجدوان نزد بخارا میں ہے۔

آپ کے خلفاء میں معدنِ معارف پیری حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ  
 کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔

## رسالہ صاحبیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے میرے الہ! تیری اخص صفت! تیری عزت جلال، تیرے انبیائے کرام  
علیہم السلام کی عظمت، تیرے شہداء کے خون، تیرے اصفیاء کے نفوس کے طفیل، ہم تجھ سے  
علم میں زیادتی، رزق میں برکت، موت سے قبل توبہ، موت کے وقت مغفرت، موت  
کے بعد راحت، جہنم سے نجات، جنت میں دخول اور دنیا و آخرت میں عافیت مانگتے  
ہیں۔

۱..... صفات نقص کے انتقاء اور جمیع صفات کمال کے اعتبار سے صفات باری تعالیٰ کی دو قسمیں ہیں (۱)  
صفات سلبیہ (۲) صفات ثبوتیہ۔ صفات سلبیہ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہیں حضرت امام ربانی سیدنا  
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیس کملہ شئی فی الذات ولا فی الصفات ولا فی الافعال  
بلکہ اللہ تعالیٰ مماثل موافق اور مماثل مخالف سے بھی منزہ ہے انہیں صفات جبروتیہ جلالیہ بھی کہا جاتا ہے۔  
صفات ثبوتیہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود اور ثابت ہیں انہیں صفات ایجابیہ کمالیہ بھی کہا جاتا ہے ان کی دو  
قسمیں ہیں (۱) صفات ذاتیہ (۲) صفات فعلیہ۔ صفات ذاتیہ اللہ تعالیٰ کی قدیم، حقیقی اور کمالی صفات ہیں  
جن کا ذات اقدس سے انفکاک محال ہے متکلمین ماتریدیہ کے نزدیک ان کی تعداد آٹھ ہے (۱) حیات  
(۲) علم (۳) ارادہ (۴) قدرت (۵) سمع (۶) بصر (۷) کلام (۸) تکوین۔ متکلمین اشاعرہ کے ہاں  
آٹھویں صفت قدم ہے۔ انہیں صفات ثمانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ صفات ذاتیہ کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) وہ



بندگانِ بارگاہِ احدیت کا ضعیف ترین اور شکستگانِ حضرتِ صمدیت کا نحیف ترین بندہ عبد الخالق بن عبد الجلیل کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقاصدِ سالکین تک نزول اور مقاماتِ عارفین تک وصول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

عہدِ شباب میں جو ہنگامِ غرور، ایامِ سرور، نفسانی ہوا جس اور شیطانی وساوس کے غلبہ کا زمانہ ہوتا ہے۔ اچانک اس ضعیف کے دل میں داعیہ طلب کا جذبہ (إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ) ظاہر ہوا۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُورِ کے تقاضا کے موافق برادرانِ اصحاب مع اللہ کی معیت کا عزم مصمم پیدا ہو گیا۔ اس بیچارہ کے صحیفہ قلب پر ملہمِ غیب نے قلمِ رشد سے یہ نقش کھینچ دیا کہ ان کرامات کا حصول، اس دولت کی یافت اور اس سعادت تک وصول، سالکِ محقق کی اقتداء اور مخدومِ مرتقی کی اقتضاء کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہوگا۔ مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَّ كَقَضِيَّةٍ صَادِقَةٍ اَوْ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ کی علامت کے مطابق میں سر ارادت، ولی قہ ولایت، صفی کعبہ ہدایت، مرشد صمدانی شیخ ابو یوسف یعقوب ہمدانی کے قدموں پر رکھ دوں اور آستانِ ارادت کے معتکفین اور اس دو دمانِ حقائق کی درگاہِ موذت کی بلند چوکھٹ کے ملازمین کے رستہ کی طرف متوجہ ہو جاؤں اور سیاحِ بیدائے طریقت، غواصِ دریائے حقیقت، متابعِ شرع سید المرسلین، مکاشفِ اسرارِ غیبین، ابو یعقوب یوسف بن عبد الواحد بن عبد الباسط بن ظمظم بن باقر بن محمد بن اسماعیل بن ابو حنیفہ نعمان

صفات ذاتیہ جو خارجی وجود رکھتی ہیں جیسے یہی صفات ثمانیہ متعارفہ۔ (۲) وہ صفات ذاتیہ جن کا وجود خارجی نہیں بلکہ انتزاعی اور اعتباری ہے جیسے الوہیت، ازلیت، ابدیت، وجود، قدم، بقاء اور غناء۔ صفات فعلیہ، صفات ذاتیہ کے آثار ہیں ان صفات کا ظہور، وجودِ خلق پر موقوف ہے اور یہ وہ صفات ہیں جن کی اضداد سے اللہ تعالیٰ موصوف ہے جیسے اللہ تعالیٰ رحیم ہے اور اس کی ضد اللہ تعالیٰ قہار بھی ہے صفات فعلیہ کی مثالیں تخلیق، تزیین، احیاء، امانت، انعام، ایلام وغیرہا۔ (مزید تفصیلات سعادت العباد شرح مبداء و معاد جلد دوم، منہا: ۵۸-۶۰ میں ملاحظہ فرمائیں)

بن ثابت بن مرزبان بن شیش بن زید بن ہرمز بن پرویز بن دارا بن دارا بن دارا بن کسریٰ بن دارنوش بن اشکوس بن ایزدیار بن کلباد بن بہوش بن نیارام شاہ بن اردشیر بن بہمن بن اسفندیار بن کتاسب بن لہراسب بن طہماسب بن کیکاؤس بن کیقباد بن نوذر بن منوچہر بن ایرج بن فریدوں بن جم بن جمشید بن برد بن طہماس بن ہوشنگ بن شیرہند بن جرجیس بن سام بن احنوس بن گیومرث بن شیت بن آدم علیہ السلام کی متابعت میں اس طریق مستقیم پر مدتوں ہمت، متابعت اور نیاز مندی کا قدم جمائے رکھوں۔

حضرت سلطان الاولیاء نے اس ضعیف بے بضاعت اور فقیر بے استطاعت کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی سفارش سے ذکر کی تعلیم و تلقین سے مشرف فرمایا۔ اب تمام مخلوق بادشاہ، وزیروں، عالموں، زاہدوں درویشوں میں سے ہر خاص و عام پر واجب ہے کہ وہ اس خواجہ بزرگ، عالم ربانی شیخ ابویعقوب یوسف ہمدانی کے تابعدار، اطاعت گزار اور تربیت یافتہ ہو جائیں کیونکہ اس عزیز نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے موافق زندگی گزار دی ہے۔ بلکہ محفوظہ ہمدان اور جہاں کہیں وہ رہے ہیں ہمیشہ اس ارشاد پر قائم رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ ہی راہِ راست ہے کیونکہ خواجہ عالم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

کہ اے ابو ہریرہ لوگوں کو میری سنت <sup>۱</sup> سکھاؤ اور خود بھی اس پر عمل کرو تا کہ

۱..... سنت نبوی اور متابعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بندہ مؤمن کے لئے محبت خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کفارہ سینات کا موجب ہے، سنت کی بدولت وہ نزول رحمت اور دخول جنت کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ سنت کی برکت سے اُسے ظاہری و باطنی کمالات اور صوری و معنوی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ سنت ہی بندہ مؤمن کے لئے حریم قدس صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کا واحد ذریعہ اور ابوابِ غیب کے وا ہونے کا وسیلہ ہے حضرت علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ ومن یطع الله والرسول کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں یصلون بسلبو کہ جناب

تجھے روز قیامت نور تاباں نصیب ہو۔

جب حضرت رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے تو شیخ بزرگ نے اپنے پاک روش اصحاب، تابعداروں اور خدمت گزاروں یعنی خواجہ حسن اندقی، خواجہ عبداللہ برقی، خواجہ احمد یسوی، خواجہ علیانہ، دعا گو فقیر عبدالخالق بن عبد الجمیل اور باقی درویش جو آپ کی خدمت میں حاضر باش رہتے تھے، نبی اکرم ﷺ کے جادہ شریعت کے طالب تھے، ہوئی و بدعت کے، مخالفت شریعت، اہل فتنہ و بطلان کے طریقے اور

القدس ویفتح ابواب الغیب..... سنت کے باعث ہی بندہ مؤمن کو انبیاء و اصدقاہ اور شہداء و صلحاء کی معیت و قربت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ مؤمن کو سنت نبوی ﷺ کی بدولت چار نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ (۱) صالحین کے قلوب میں اس کی محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (۲) فاسقوں کے دلوں میں اس کی ہیبت ڈال دی جاتی ہے۔ (۳) اس کے رزق میں وسعت و برکت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (۴) اسے دین متین کی نقاہت عطا کر دی جاتی ہے۔ (روح البیان)

حضرت حکیم سنائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

گردنعل اسب سلطان شریعت سرمہ کن      تابود نور الہی با دو چشمت مقترن  
مژہ در چشم سنائی چوں سنانہ باد تیر      گرسنائی زندگی خواہد زمانہ بی سنن  
..... بدعت، سنت کا متضاد ہے حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت کی تعریف یوں کی ہے ان  
البدعة هي الفعلة المخترعة في الدين على خلاف ما كان عليه النبي وكان عليه الصحابة  
والتابعون (تفسیر روح البیان جلد نہم: ۲۴) یعنی بدعت اس فعل کو کہا جاتا ہے جسے سنت نبوی ﷺ کے  
خلاف وضع کیا گیا ہو یونہی وہ صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم) کے طریقہ کے بھی خلاف ہو۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں المحدثات ضربان ما احدث مخالفا کتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه بدعة  
ضلالة وما احدث من الخير لا يخالف شيئا من ذلك فهذه محدثة غير مذمومة (فتح  
الباری شرح بخاری جلد اول: ۳۰۲) محدثات کی دو قسمیں ہیں ایسے امور جو قرآن یا سنت یا اثر یا اجماع  
کے مخالف ہوں وہ بدعت ضلالہ ہیں اور جو امور ان کے خلاف نہ ہوں وہ محدثات محمودہ ہیں۔ ارشاد نبوی  
ﷺ من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (ابوداؤد جلد ثانی: ۲۸۷) میں "مالیس  
منہ" کی قید اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ جو چیز دین اسلام کے خلاف ہو وہی قابل رد ہے اور جو چیز

مقلدوں کی تقلید مذموم سے خبردار رہتے تھے۔ اس صدیق (شیخ ہمدان) اور ان عزیزوں کی روشن تمام آفتوں سے پاک ہے جو نہ تو رنگِ تعطیل رکھتی ہے اور نہ ہی بوئے تشبیہ، بلکہ ہدایت و معرفت کا نورِ محض ہے۔

ہمارے حضرت شیخ جس روش پر گام زن تھے، کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ روش حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے جو قرناً بعد قرن ہم تک پہنچی ہے اور تا قیامت باقی رہے گی۔

دین اسلام سے مزاحم و متصادم نہ ہو وہ محدثات محمودہ میں سے ہے جسے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها (مشکوٰۃ: ۳۳) میں سنت حسنہ کہا گیا ہے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس غربت و ضعف اسلام کے دور میں سلامتی ادائے سنت اور خرابی تحصیل بدعت کے ساتھ مربوط ہے کوئی فرد بدعت، حسنہ نہیں، بدعت میں ظلمت و کدورت کے سوا کچھ نہیں بلکہ بدعت حسنہ، رافع سنت ہے۔ بدعت کدال کی مانند ہے جو بنائے اسلام کو منہدم کرتی ہے جبکہ سنت درخشاں ستارے کی مانند ہے جو گمراہی کی شبِ بےجور میں رہنمائی کرتا ہے۔ (مزید تفصیلات الہیات شرح مکتوبات جلد چہارم مکتوب: ۱۸۶ میں ملاحظہ فرمائیں)

۳..... ادیان عالم میں دین اسلام ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک دین ہے اس لئے عقائد اسلامیہ اور احکام شرعیہ میں بھی کسی قسم کی کوئی افراط و تفریط نہیں پائی جاتی۔ اہل سنت و جماعت جو دین اسلام کے سب سے بڑی وحدت اور عالمگیر اکثریت ہے۔ اس جماعت کے عقائد و نظریات بھی ہر قسم کی افراط و تفریط اور حشو و زوائد سے پاک و معتدل ہیں کیونکہ اعتدال میں ہی دارین کی عافیت و خیریت ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامور اوسطها سے یہی عیاں ہے جبکہ مشبہ و معطلہ وغیرہا گمراہ فرتے ہیں۔ اہل تشبیہ سے مراد فرقہ مشبہ ہے جو مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے تشبیہ دیتے ہیں بلکہ ان کے غلاۃ لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق جسم محض کا اعتقاد رکھتے ہیں جبکہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے جسم کا قول تو کرتے لیکن خون و گوشت کے اجسام کی طرح نہیں مانتے جبکہ اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ جہت و جسمیت سے پاک ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: لا یشبہ شیئاً من الاشیاء من خلقه ولا یشبہہ شیء من خلقه (فقد اکبر مع شرح طاعلی قاری: ۱۵) یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا اور نہ ہی مخلوق کی کوئی شئی اس سے مشابہت

پس تمام مؤمنوں اور سالکوں پر واجب ہے کہ اس برگزیدہ کی رائے کی اتباع کریں۔ اس خانوادہ کی نسبت رکھنے والوں کی صحبت اختیار کریں، اس راہ سلوک پر گامزن ہوں اور اس خانوادہ کی مجالست و موانست سے دور نہ ہوں۔ اسی مقام پر شہزادہ حضرت قسّم بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص اس روش پر عمل پیرا ہو اور اسے مضبوطی سے پکڑے رکھے یقیناً وہ تمام ظلمتوں سے محفوظ ہو جائے گا اور دریائے بدعت کی موجوں سے چھٹکارا پالے گا۔ بعدہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ

اے عبدالحق! جان لو کہ راہ حق کا سلوک دو قسم کا ہے

سلوکِ ظاہر ..... سلوکِ باطن

قسم اول: سلوکِ ظاہر یہ ہے کہ تمام حالتوں میں شرعی حدود کی نگہداشت کی جائے حتی الامکان ان کی محافظت کی جائے اور نفسانی خواہشات سے اجتناب کیا جائے۔

قسم دوم: سلوکِ باطنی یہ ہے کہ تصفیہ قلب کے لئے کوشش کی جائے اور نفس کی صفات مذمومہ کو ختم کرنے میں سعی بلیغ کی جائے۔ کیونکہ باطنی طہارت کا اسی مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔ ذکر قلبی <sup>۵</sup> میں بے حد جدوجہد کرنا چاہئے یہاں تک کہ قلب، ذکر حق میں

رکتی ہے۔

جبکہ اہل تعطیل اللہ تعالیٰ کے معطل ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ جیسا کہ فلاسفہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عقل اول صادر ہوئی پھر اس سے دیگر عقول عشرہ کا صدور ہوا وہ عقل عاشرہ کو عقل فعال کہتے ہیں۔ جس پر نظام عالم کی تدبیر کا مدار و انحصار ہے اور ان کے نزدیک عقل فعال سے مراد سیدنا جبریل رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ اہل سنت کے نزدیک مخلوقات کی پیشانیاں ید الہی میں ہیں۔ آیات کریمہ ان اللہ یحکم ما یرید (مانکہ الآیہ: ۱) اور ان اللہ یفعل ما یشاء (حج الآیہ: ۱۸) سے ثابت ہے۔

۵ ..... طریقت نقشبندیہ کے ذکر کا طریقہ یوں ہے سالکین کو دوران ذکر قلب صنوبری وغیرہا کسی عضو کو تصدّاً حرکت نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی قلب صنوبری کی صورت کا خیال کرنا چاہئے بلکہ صرف قلب کی طرف متوجہ رہنا چاہئے اور اس پر اسم مبارک اللہ..... اللہ کا خیال گزارنا چاہئے جو بالآخر شیخ کامل مکمل کی

مشغول ہو جائے (یعنی لطیفہ قلب جاری ہو جائے)۔

اس ذکر قلبی کی تلقین کی ابتداء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے حضرت سلمان فارسی تک پہنچی۔ پھر ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان سے سلطان بایزید بسطامی، ان سے شیخ ابوالحسن خرقانی، ان سے شیخ بزرگوار حضرت بوعلی فارمدی طوسی اور ان سے ہم تک پہنچی ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہما)

توجہات قدسیہ اور کثرت ذکر کی بدولت لطیفہ قلب میں سرایت کر کے رفع غفلت کا باعث ہوتا ہے فہو المقصود ایسا سالک حالت نیند بلکہ بوقت وصال اور بعد از وفات بھی یاد خدا سے غافل نہیں ہوتا ابتداءً سلوک میں استحضار اسم ذات ہوتا ہے جو منتہائے سلوک میں استحضار ذات پر منتج ہوتا ہے اسی کو دوام حضور مع اللہ کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں دوران ذکر اسم مبارک اللہ کو بے چون اور بے چگون پیش نظر رکھنا چاہئے جب سالک اللہ تعالیٰ کی ذات بحت کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے اور ذات بے مثل و بے کیف کا تصور کرتا ہے تو اسے بالآخر ذات تک رسائی نصیب ہو جاتی ہے اور اگر وہ دوران ذکر صفات کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جس صفت کی طرف وہ متوجہ ہوگا اسی صفت تک رسائی میسر ہوگی لہذا اسی صفت پر قناعت کر بیٹھنے کی وجہ سے ذات تک رسائی سے محروم رہ جائے گا جبکہ مقصود ذات ہے صفات نہیں اسی لئے مشائخ نقشبندیہ بوقت بیعت صفات کی بجائے اسم ذات کا سبق دیتے ہیں تاکہ سالک صفات اور چون و چگون کائنات کی طرف ملتفت ہی نہ ہو۔ چونکہ اشیا کے کائنات، صفات و اسماء و افعال کے ظلال ہیں اس لئے ذات کو چھوڑ کر صفات کی طرف متوجہ ہونے والے سالکین کائنات کی شکلوں، صورتوں، رنگینیوں اور کثرتوں میں گم ہو کر اپنی منزل کھوٹی کر بیٹھتے ہیں اور واصل باللہ ہونے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ سبحانہ

۱۔ ..... جمال طریقت حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام ربیع الاول ۸۳ھ مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔ آپ کا لقب صادق ہے جو آپ کے صدق مقال کا مظہر ہے۔ آپ کا شجرہ نسب والد گرامی کی طرف سے ابو محمد جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن الحسن بن علی المرتضیٰ ہے۔ والدہ ماجدہ کی طرف سے ام فروہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق اور نانی اسماء بنت عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق ہے غالباً اسی لئے آپ نے فرمایا وَلَدَنِي أَبُو بَكْرٍ مَرَّتَيْنِ (طہ)

آپ ۱۴ برس اپنے دادا شمس الاوتاد حضرت امام زین العابدین ..... ۳۴ برس اپنے والد حضرت امام محمد باقر اور ۲۷ برس اپنے نانا حضرت امام قاسم کی صحبت و ملازمت میں رہے۔ یوں آپ

یہ فرما کر اپنا سر مبارک آگے کی جانب جھکا لیا، یہاں تک کہ نماز ظہر کی اذان ہوگئی، جب نماز ظہر ادا کر لی تو یہ الفاظ مبارک فرمائے کہ

اے درویشو! اگرچہ اس سلسلہ عالیہ میں ان مخدوموں کے علاوہ عزیز (بزرگ) ہوئے ہیں۔ ان اکابرین کو تخصیص اس اعتبار سے ہے کہ اس سلسلہ کے عظمائے مشاہدہ اور اصحابِ اساطین کشف یہی بزرگ ہوئے ہیں۔ بعدہ چہرہ مبارک اس فقیر کی طرف کر کے یہ لفظ مبارک دوبار ارشاد فرمائے کہ

اے عبد الخالق! جب شیخ بزرگوار خواجہ بوعلی فارمدی دارفناء سے دار بقاء کی

دونوں نسبتوں (نسبت علوی اور نسبت صدیقی) کے جامع اور مجمع البحرین قرار پائے۔ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور مسلم کی یادان جابر بن حیان جیسے مشاہیر امت نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے حکمت و معرفت اور حقیقت و شریعت سے معمور کلمات قدسیہ میں سے چند ایک ہدیہ قارئین ہیں..... عبادت توبہ کے بغیر درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ... الخ

..... جو شخص عبادت پر فخر کرے گناہ گار ہے جو معصیت پر نادم ہو وہ فرماں بردار ہے۔ ..... جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت میں زیادتی کرنا چاہئے۔ ..... تعجب ہے اس شخص پر جو چار چیزوں میں مبتلا ہو اور ان سے غافل رہے۔ اول جو غم میں مبتلا ہو وہ کہے لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُخَيِّبُ الْمُؤْمِنِينَ (الانبیاء: ۸۷، ۸۸)۔ دوم..... جو شخص کسی آفت سے ڈرتا ہو وہ کہے حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ آلِهِمْ لَمَّا نَمَسُوا مِنْهُمْ لُحُومُهُمْ (آل عمران: ۱۷۳)۔ سوم..... جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو وہ کہے: وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْبَاطِلِ فَإِنَّ إِلَهًا بَصِيرًا (البقرہ: ۱۷۷)۔ چہارم..... جو جنت کی خواہش اور رغبت رکھتا ہو وہ کہے مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ كَيْفَ يُرِيدُ (البقرہ: ۲۰۰)۔ آپ نے بمر ۶۸ برس چند ماہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع قبر اہلبیت میں مدفون ہوئے۔

طرف رحلت کر گئے تو شریعت و طریقت میں جو بھی مشکل مجھے پیش آتی، میں ان کی روحانیت سے التماس کرتا ہوں۔ اسی لحظہ حضرت خواجہ کی روحانیت اس مشکل کو حل کر دیتی ہے۔ اس راہ طریقت کے جو فوائد خواجہ علی کلاں (حضرت ابوالحسن خرقانی) سے پہنچے تھے میں سالکانِ راہ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے نیاز مندوں تک پہنچا رہا ہوں۔

بعدہ آپ نے رخ انور میری طرف کر کے یہ لفظ مبارک فرمائے کہ

اے عبدالخالق! جیسے میں خواجہ علی کلاں کا خلیفہ چہارم تھا تو بھی ہمارا چوتھا خلیفہ ہوگا۔ میں نے دیکھا کہ ان کی مبارک آنکھیں پر نم ہو گئیں۔

اس کے بعد میں نے سوال کیا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ شیخ نے فرمایا کہ ہمارے بعد خواجہ عبداللہ برقیؒ کا جانشین ہوں گے، ان کے بعد خواجہ حسن انداقیؒ اور ان کے بعد خواجہ احمد یسویؒ خلیفہ ہوں گے (عجلتہ اللہ علیہم)۔ جب خواجہ احمد یسوی

کے..... سند الامتیاء حضرت خواجہ عبداللہ برقیؒ عظیم اپنے پیر و مرشد امام العصر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے جانشین اول تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد بکرے فروخت کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو برقی کہتے ہیں آپ کو علوم تفسیر و حدیث اور فقہ میں درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ عظیم عالم و عارف اور صاحب مقامات تھے۔ جس زمانہ میں قرمطیہ نے حرم پاک پر قبضہ کر لیا تھا۔ آپ نے ۱۳ روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا فرماتے اللہ کے گھر میں حادثہ ہوا ہے جب تک اسے درست نہ کر لیا جائے نہیں کھاؤ پیوں گا۔ آپ کی وفات حسرت آیات ۵۵۵ کو ہوئی مدفن مبارک بخارا شریف کے جنگل میں ہے۔

۸..... قطب الاولیاء حضرت خواجہ حسن انداقیؒ عظیم شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر قصبہ انداق میں ۴۶۶ھ میں متولد ہوئے۔ مدتوں اپنے مرشد و مربی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی عظیم کی خدمت و محبت میں حاضر باش رہے ان کے ہمراہ حجاز مقدس اور بغداد کا سفر کیا صاحب تصانیف اور آثار سنت کے پیر و کار تھے۔ آپ بکثرت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے حضرت خواجہ ہمدانی کے جانشین دوم رہ کر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا فریضہ بخوبی انجام دیا۔ آپ ۲۶ رمضان ۵۵۲ھ نے وصال فرمایا۔ مدفن مبارک بخارا کے بیرون دروازہ کلاباد میں ہے۔

۹..... سلطان طریقت حضرت خواجہ احمد یسوی عظیم کے معلم طریقت حضرت سیدنا خضر علیہ السلام اور شیخ



ولایت ترکستان کی طرف سفر کر جائیں تم خلیفہ ہو گے۔ خبردار! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جادۂ شریعت پر قائم رہنا اور شرعی حد سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرنا۔ جس شخص کو تو دیکھے کہ وہ شریعت کی مخالفت کر رہا ہے، اسے منع کرنا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

سنجر بن ملک شاہ نے بروز بدھ ۱۱ رمضان المبارک ۵۰۴ھ قاسم بن جوکی کی طرف سمرقند میں مکتوب بھیجا، اس خط میں تحریر تھا کہ

شہر سمرقند کے بزرگان دین حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ علی بن محمد، قاضی علاؤ الدین عمر، خواجہ عماد الدین، امیر عبدالوہاب، خواجہ دہقان، شیخ بکر الدین، شیخ عزالدین، شیخ ابوالقاسم بن یوسف، شیخ لالائے چاکر اور شیخ محمد (رحمۃ اللہ علیہم) جان لیں کہ سنا جا رہا ہے کہ خواجہ سبحانی، شیخ یوسف ہمدانی کمال عمر تک پہنچ گئے ہیں۔ ہمیں اس طرف جانے کی فرصت نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ سلیمان شاہ کر بہت بڑا لشکر لے کر اس طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ ہم حکومت کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے اس لئے درویشوں کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے قاسم بن جوکی کو پچاس ہزار دینار نہایت احتیاط سے کمائے گئے، حلال مال کے ساتھ روانہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے حق میں دعائے فاتحہ فرمائیں

خرقہ و بیعت سلطان اولیاء حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ طریقہ یسویہ کے سرخیل اور طریقت نقشبندیہ کے ہفت خواجگان اور سبع سیارگان کے رکن رکین اور فرد فرید ہیں آپ مشائخ ترک کے پیر حلقہ بلکہ اکثر ترک مشائخ کا انتساب آپ سے ہی ہے۔ آپ نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے حکم سے خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو مسند مشیخت پر متمکن فرما کر ولایت ترکستان (روس) کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا۔ ۹ ہزار سے زیادہ لوگ آپ کی صحبت و ملازمت اور توجہ و متابعت کی برکت سے کدورات بشریہ سے چھٹکارا حاصل کر کے درجہ کمال و تکمیل کو پہنچے اور ۱۲ ہزار شہزادے آپ کی توجہات قدسیہ اور تصرفات باطنیہ کی بدولت مقام ولایت پر فائز الہرام ہوئے۔ آپ کے معروف خلفاء میں حضرت منصور اتا، حضرت سعید اتا، حضرت سلیمان اتا اور حضرت حکیم اتا رحمۃ اللہ علیہم ہوئے ہیں آپ نے ۲۷ شوال ۵۶۲ھ کو جان، جان آفرین کے سپرد کر دی آپ کا مزار پرانوار سی (ترکستان) میں ہے۔

گے۔ پوری توقع ہے کہ حضرت شیخ کی سند کو ہمارے لئے تحریر فرما کر بھیج دیں گے کیونکہ یہ بات زبان زد عام ہے کہ ان کا طریقہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طریقہ کی مانند ہے۔ یقیناً بلاشبہ وہ اسے اہم سمجھتے ہیں۔ دعا جو کو بھی اس سے مشرف فرمائیں گے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام ہمدانی مریدوں کے پاس خواجہ عبداللہ برقی کے حجرہ میں تشریف لائے اور خواجہ حسن انداقی، خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ شاہ غاتفری، خواجہ علیانہ، خواجہ اہلکم، خواجہ شمس الدین غاتفری، شیخ محمد نظام الدین ماتریدی، خواجہ محمد، خواجہ کاروزن کلابادی، خواجہ محمود سوچی، خواجہ پل غاتفری، ابو موسیٰ، امام یحییٰ غاتفری، خواجہ اسحاق، امام سلمان عارف، خواجہ محمد جہلمہ، خواجہ قریش، خواجہ آدم شاو داری، خواجہ رباط اور اس فقیر عبدالخالق کو جمع فرمایا۔ سلطان سنجر کا قصہ ان کے درمیان لایا گیا۔ یونہی جمعیتِ خواطر کے ساتھ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ انہوں نے سنجر بن ملکشاہ کا قصہ اور اس کی نذر نیاز کو آپ کے سامنے عرض کیا اور سلطان کے لئے سورہ فاتحہ (دعائے خیر) پڑھی۔

اس کے بعد آپ نے (ازراہِ عجز) ارشاد فرمایا کہ

اے درویشو! ہم سے سلطان سنجر کی طرف بھیجنے کے لئے بجز سہو، خطا اور بدی کے کون سا کمال ظاہر ہوا ہے۔ اس کے بعد خواجہ علیانہ نے عرض کیا:

اے بزرگوار! آپ کی جناب میں درویشوں کی التماس ہے کہ انہیں کچھ تحریر کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

اس کے بعد ہمارے شیخ نے یہ الفاظ دُرر بار ارشاد فرمائے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے موافق ہم سے جو چیز ملاحظہ کی جائے، اسے لکھ لیا جائے۔  
۲۸ ذیقعد ۵۰۴ھ منگل کا دن تھا کہ ہمارے شیخ مکرم کی عمر مبارک ایک ہزار ۲۶ روز ہو گئی تھی۔ ہمارے شیخ کا مولود مسعود اسلامی سال کے دوسرے ماہ صفر

المنظر کے اختتام پر بروز پیر ہوا تھا۔

آپ نے ۳۸ حج پیادہ پائے تھے۔ آپ نے مصحف مبارک دیکھ کر قرأتِ حفص کے ساتھ ایک ہزار مرتبہ ختم قرآن کیا تھا۔ آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، فروع اور علم کلام کی کتابوں سے سات سو (۷۰۰) اوراق زبانی یاد تھے۔ آپ دو سو تیرہ (۲۱۳) مشائخ کرام کی صحبت و زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ اکثر اوقات روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آٹھ ہزار بت پرست آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے تھے۔ جو لوگ گناہوں سے تائب ہوئے اور راہِ راست پر آئے، ان کا کسی کو شمار ہی نہیں۔

آپ کا پاؤں مبارک ایک طرف سے کوتاہ تھا۔ آپ کے چہرہ انور پر چچک کے داغ تھے۔ آپ کے چہرہ مبارک کی دو طرفین دراز اور سرخ تھیں۔ آپ بہت نازک اندام تھے۔

آپ جسے بھی دیکھتے اسے خواجہ کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ بہت سفر کرتے تھے۔ آپ کا لباس اُون اور خود رنگ ہوتا تھا۔ آپ کی غذا جو کی روٹی، ارزن (شیراز میں ایک غلہ کا نام) کی روٹی اور تخم کا تیل ہوا کرتی تھی۔ چالیس دنوں میں ایک بار مرغ کا گوشت تناول فرماتے۔ گاہے گاہے اونٹ اور مینڈے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ موزہ دوزی اور کھیتی باڑی کرتے۔ خدا تعالیٰ جو رزق عطا فرماتا، اسے فقیروں، بیواؤں، یتیموں، غریبوں اور عیال دار مسکینوں میں تقسیم کر دیتے۔ آپ نے عمر بھر کبھی بھیک نہیں مانگی اور اپنے متوسلین کو اس سے منع فرمایا کرتے اور ہمیشہ متوکل رہنے کی تلقین فرماتے۔ تعمیر دنیا میں مشغول نہ ہوتے اگر کوئی اور تعمیر دنیا کرتا اسے منع نہ کرتے۔ ہر سال چالیس روز احتساب کرتے۔ بادشاہ اور دنیا داروں کے گھر نہ جاتے۔ پچھتر (۷۵) برس مجرد زندگی بسر کی۔ آپ کے خانہ چشم میں چمک تھی۔ آپ کی وفات حسرت

آیات کے بعد وہ چمک مشتبہ ہو گئی۔ بعض احباب کہتے کہ وہ دائیں طرف ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ بائیں جانب ہے۔ آپ کی چشم مبارک نمکین تھی۔ آپ نامحرم کے چہرے اور امرد کو ہرگز نہ دیکھتے۔

آپ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے اذن سے دس رجب عظیمہا اللہ حرمة کو سمرقند تشریف لے آئے۔ آپ خوش آواز اور میانہ قد تھے۔ آپ کی مبارک انگلیاں دراز تھیں۔ آپ ترکی زبان نہیں جانتے تھے۔ اکثر اوقات نعلین پہنا کرتے۔ پیوند لگا لباس پہنتے، متوسلین میں جو پیوند لگا لباس پہنتا اسے دوست رکھتے اور اس کی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ادباً تا حیات پاؤں دراز نہیں کئے۔ خوفِ خدا سے آنکھیں اشکبار رہتیں شیریں زبان تھے۔ تبسم کناں لہجے میں گفتگو کرتے۔ بھوک اور ریاضت کی وجہ سے کمر مبارک خم ہو گئی تھی۔ جہری ذکر نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو بکثرت مرید کرتے تھے۔ ان کے عہد ہمایوں میں جہری ذکر نہ تھا۔ اپنے دادا پیر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف تھے۔ آپ کا جائے ولادت ہمدان محلہ غیمہ تھا۔ آپ پیدل بہت چلتے تھے۔ جمعہ اور جمعرات کی راتوں اور عیدوں کی شاموں کو بزرگوں کی خانقاہوں میں بسر کرتے تھے۔ جو مسافر کسی دوسرے ملک سے آتا۔ اس سے دریافت فرماتے کہ تم کس ملک سے آئے ہو، اس ملک کے مشہور درویش کون ہیں؟ اور غیر معروف درویشوں کے نام کیا ہیں؟ آپ کے اعضاء مبارک ذکر قلبی کی وجہ سے ہمیشہ پسینے سے شرابور رہتے تھے کیونکہ آپ جس دم کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ شبانہ روز اوراد کے علاوہ ہر فریضہ کے بعد ایک سیپارہ قرآن پڑھتے تھے۔ غاتفر کے محلوں میں سے محلہ خوشرود، جہاں آپ آسودہ خاک ہیں، سے لے کر جامع مسجد تک ایک قرآن مجید ختم کر دیتے اور مسجد سے لے کر خواجہ حسن انداقی اور خواجہ احمد یسوی کے گھر تک سورہ بقرہ پڑھ دیتے اور مسجد سے محلہ میں واپس آنے تک سورہ آل عمران ختم کر لیتے۔ ہمارے

شیخ کی مسجد سے لے کر ان درویشوں کے حجرہ تک ایک سوسات (۱۰۷) قدم تھے۔ نماز کی ہر رکعت میں قرآن کا ایک سیپارہ پڑھتے۔ گاہے گاہے ہمدان کی طرف رخ مبارک کر کے اکثر رویا کرتے تھے اور خدا تعالیٰ سے صالح اور فرزند ارجمند مانگا کرتے تھے۔ ہمیشہ خواجہ عبدالرحمن (دہ مردہ علیا نگلی) کی مجلس وعظ میں بیٹھا کرتے تھے۔ موسم سرما میں موئے مبارک بہت ترشویا کرتے تھے آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا عصا مبارک اور جرسدان تھا۔ جب نیا چاند دیکھتے تو سمرقند کے موالی کو بلا کر ان کی دعوت کرتے تھے اور ان کے ساتھ شرعی مسائل کی بابت بحث مباحثہ کرتے۔ ان کی مجلس سے دور نہ ہوتے۔

آپ خواجہ زندہ دلاں حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحب تھے۔ آپ نیزہ اندازی کرتے تھے۔ مال و اسباب نہیں خریدتے تھے۔ قرآن مجید کا نسخہ، مصلیٰ، کنگھی، مسواک، خوشبو اور رومال اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ آنکھوں کے درد اور زخموں کے لئے دوا اور مرہم بنایا کرتے تھے۔ اگر کوئی بدعتی اور نظر باز آجاتا تو اسے غصے ہوتے۔

آپ ہمیشہ با وضو رہتے، نماز جمعہ اور جماعت عذر کے بغیر ترک نہ کرتے۔ جو شخص آپ سے جتنی جفا کرتا، آپ اتنی ہی اس سے وفا کرتے اپنا آتش (شیر انما حلوه) پکالیتے، کپڑے دھولیتے، اگر لباس پھٹ جاتا تو اسے پیوند لگا لیتے۔ بازاری کھانا تناول نہ فرماتے۔ بڑا عمامہ باندھتے اور لمبا شملہ چھوڑتے۔ جامہ کے آستین کشادہ اور کوتاہ رکھتے۔ صابن سے کپڑے بہت کم دھوتے۔ بلند آواز سے نہ ہنستے تھے۔ کسی کی خیر خواہی اور لقمہ کو واپس نہیں لوٹاتے تھے۔ نرم گفتگو کرتے۔ راتے میں آہستہ چلتے۔ دعائیں اور استغفار بہت کرتے تھے۔ وتر، تہجد اور تسبیح کی نمازیں اکٹھی ادا کیا کرتے تھے۔ دعا کثرت سے مانگا کرتے تھے اور ہم نشینوں کو بھی کثرت دعا کی تلقین فرماتے تھے۔ کرامت اور ولایت کا اظہار نہ کرتے۔ جو مؤمن آپ کو دعوت دیتا، اس کے ہاں

تشریف لے جاتے۔ آپ کسی شخص اور کسی چیز کی تحقیر، تصغیر اور اہانت نہیں کرتے تھے، اور کسی پر فخر نہیں کرتے تھے۔

اہل قبور کی زیارت کے لئے بکثرت جایا کرتے تھے۔ قبرستان میں ننگے پاؤں جاتے تھے۔ اہل قبور کو سلام کرتے۔ اس کے متعلق جو دعائیں اور آیتیں وارد ہوئی ہیں انہیں پڑھا کرتے تھے۔

اکثر نان، سرکہ کے ساتھ کھایا کرتے، دعائے سیفی، قصیدہ بردہ، چہل اسم اعظم اور قرآنی آیات بکثرت تلاوت کرتے تھے۔ رات کے وقت سر اور داڑھی کے بالوں کو اکثر کنگھی کیا کرتے تھے اور اس کے فائدے بہت بیان فرمایا کرتے تھے۔ گھوڑ سواری کم کرتے البتہ دراز گوش اور اونٹ پر بیٹھا کرتے تھے۔ بازار کم جاتے۔ خلفائے اربعہ (رضی اللہ عنہم) کے فضائل و مناقب بہت بیان فرمایا کرتے تھے۔ حلال خوروں اور حلال کوشوں کو دوست رکھتے تھے۔

موت، قیامت، جان کنی، قبر میں سوال و جواب، دوبارہ زندہ ہونے، نامہ اعمال پڑھنے، میزان اور پل صراط سے گذرنے کو بہت یاد کر کے رویا کرتے تھے۔ لوگوں کو حلال پہننے اور حلال کمانے کی ترغیب دیتے تھے۔ مؤمنوں کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا کرتے۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھوں کو دھوتے اور نمک سے کھانے کی ابتدا اور انتہا کرتے۔

کفریہ کلمات بیان فرمایا کرتے تھے اور یہ دعا بہت پڑھا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَ أَنَا أَعْلَمُ وَ  
أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ

اے اللہ! میں تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں

در آنحالیکہ کہ مجھے اس کا علم ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس چیز کے متعلق جسے میں نہیں جانتا بے شک تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔

نماز ادا کرنے کے بعد سورہ ایس کو پڑھا کرتے تھے اور اس عمل کو نہ چھوڑتے تھے۔ جمادی الثانی کے آخری روز سے ماہ رجب کا پورا مہینہ لگاتار روزے رکھتے اور اس معمول کو نہیں چھوڑتے تھے۔ تانبے، چاندی اور سونے کے برتنوں میں غسل اور طہارت (وضو) نہیں کرتے تھے۔

مکار، بے وفا، فاسق، بدگو، حیلہ جو، ظالم، مخلوق اور ماں باپ کو اذیت دینے والا، جھگڑالو، بدعتی، بد مذہب، بے نماز، فضول گو، چاپلوس، دغا باز، سودخور، دروغ گو، بد پرہیز، بازاری، حرام خور، بدنام، جھوٹا وکیل، حیلے، چرب زبانی اور دنیاوی تدبیر سے حق کو ناحق بنانے والے، لوگوں کے درمیان اپنے آپ کو مؤمن، زاہد، پارسا، سنی، درویش، عالم، متقی، عابد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے، خود کو نیک ظاہر کرنے والے، دنیاوی عزت و حرمت کی خاطر لوگوں کی نظروں میں اپنے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کرنے والے لوگوں کو اپنی مجلس میں تو بہ کرواتے، اگر وہ دعوت تو بہ قبول نہ کرتے، انہیں دشمن سمجھ کر اپنی مجلس سے نکال دیتے۔

نان کو پانی کے ساتھ کم کھاتے البتہ خشک نان تناول فرمالتے ”صن“ نہ کہتے اگر ضرورت پڑتی، تو چہار دہ سیر (چالیس سیر) کہتے۔

کسی کو اے سگ! (کتا)، خنزیر، بد بخت، تجھ پر لعنت اور بے نصیب نہ کہتے۔ یہ نہ کہتے کہ بہت سردی ہے یا بہت گرمی ہے۔ حمام میں نہ جاتے۔ کسی کو بددعا نہ دیتے۔ جو مؤمن سامنے آتا اسے سلام کہتے۔ ہر کسی کو اٹھ کر ملتے، ہمیشہ متفکر اور غمزہ رہتے۔ حساب کتاب نہیں جانتے تھے البتہ خوش خط تھے۔ اپنی اور مریدین کی مونچھوں کو پست رکھتے تھے۔ آپ تنہائی اور خلوت گزینی اختیار کرتے تھے۔ حریرہ (شور با وغیرہ) کو

اکثر اوقات موٹی خشک روٹی سے کھاتے۔ ہمیشہ مجاہدہ و ریاضت کرتے۔ دوسروں کا کھانا نہ کھاتے۔ عام لوگوں کی ہم نشینی سے کنارہ کش رہتے تھے۔ سیاہ رنگ کے موزے پہنتے۔ دستار مبارک دانا لوگوں کی طرح باندھتے اور شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔ کدال خوب چلاتے، بے کار، مفت خور اور تن پرور آدمی کو دوست نہیں رکھتے تھے۔ علم طب بیان فرماتے، رستے میں چلتے ہوئے دائیں بائیں نہ جھانکتے، مجلس میں سب سے مخاطب ہو کر گفتگو کرتے۔ جب مجلس اور خانقاہ میں داخل ہوتے تو دایاں پاؤں پہلے رکھتے اور جب باہر تشریف لاتے تو بائیں پاؤں پہلے باہر رکھتے۔ دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ ننگے سر نہ نماز ادا کرتے نہ کھانا کھاتے۔ باواز بلند قرأت نہ کرتے۔ اگر دن میں سو بار وضو ٹوٹ جاتا تو بار بار وضو کرتے۔ ایک گھڑی بھی بے وضو نہ گزارتے۔ مسجدوں، صحراؤں، محلوں، دیہاتوں اور پہاڑوں میں جاتے۔ ان جگہوں کے رہائشیوں اور باشندوں یعنی ترک، تاجک، عرب، خواجہ، درویش، غلام، بازاری، گڈریا، چرواہا، شتربان اور ہر واقف و ناواقف کے سامنے فرائض، واجبات، سنتیں، مستحبات، آداب، حلال، حرام، مباح، مکروہ، حیض، نفاس، استحاضہ، مستحاضہ اور معاملات (خرید و فروخت) کے مسائل بیان کرتے اور روک روک کر وعظ و نصیحت کرتے۔ ان کی وسعت و طاقت کے مطابق دینی مسائل سکھاتے تھے۔ جس کسی سے تھوڑی سی بھلائی دیکھتے اسے دگنا بدلہ دیتے۔ ہمیشہ اپنے پاس کھجور، منقہ اور کلچہ رکھتے۔ جس کے ہاں تشریف لے جاتے اسے عطا فرماتے۔

اپنے شیخ بزرگوار کی موجودگی میں کسی اور سے بات چیت نہ کرتے۔ لوگوں کے کاشت کردہ کھیتوں سے نہ گذرتے۔ نماز کو زیادہ لمبا نہ کرتے۔ اپنے گھر کے کام کاج خود کر لیتے۔ چکی خود چلاتے۔ موسم بہار میں بہت گشت کرتے۔ فجر، اشراق، اوایین، تہجد اور استخارہ کی نماز نہ چھوڑتے۔ فی سبیل اللہ شہید ہونے کی تمنا رکھتے۔ صدقہ و زکوٰۃ



ادا کرتے، اعتکاف بیٹھتے، قربانی کرتے اور غلام آزاد کرتے، وعید سے ترساں اور وعدہ سے امیدوار رہتے۔ لوگوں کے درمیان محبوب تھے۔ صدق و صفا، اخلاص اور علم و سخا کے حامل تھے۔ خدا تعالیٰ کے شکر گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ہرگز شکایت نہ کرتے۔ حق تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہتے۔ ہمیشہ موت کی استعداد (تیاری) میں رہتے۔ تمام مخلوق پر مہربان رہتے۔ عمر رسیدہ لوگوں کی تعظیم کرتے۔ ناقصین کو عنایات سے نوازتے۔ امانت کی خوب حفاظت کرتے۔ صلہ رحمی بجالاتے۔ ہر قسم کے خطرہ سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے۔ ہمیشہ طلبِ آخرت میں مشغول رہتے۔ خدا تعالیٰ سے اطاعت کی توفیق مانگتے۔ ہمسایوں کے حقوق کی رعایت کرتے۔ رستے سے موذی اشیاء کو ہٹا دیتے۔

اپنے ایمان میں شک نہ کرتے اور مومنم حقائق (انامومن حقا) کہتے۔ جماعتِ مسلمین کے خلاف نہ کرتے۔ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کر لیتے۔ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہتے۔ ہر چھوٹے اور بڑے کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے۔ فرماتے اچھی اور بری تقدیر سب خدا کی طرف سے ہے۔ بادشاہ کے اطاعت گزار رہتے۔ ارشاد فرماتے:

..... ایمان خدا تعالیٰ کی عطا ہے۔

۱۰۔ آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں انامومن حقا کے قائل تھے اور اپنے آپ کو مؤمن برحق جانتے تھے یعنی اپنے ایمان کے ثبوت اور حق ہونے کا اعتراف کرتے تھے انامومن ان شاء اللہ نہ کہتے تھے کیونکہ یہ موہم شک ہے کہ یہ ثبوتِ ایمان کی صورت میں مخالفت رکھتا ہے مذہب اول کا تعلق ایمانِ حال سے ہے مذہب ثانی کا تعلق مال و عاقبت کار سے ہے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کلمہ استثناء (ان شاء اللہ) کا استعمال خاتمہ کی طرف راجع کریں جو کہ مبہم ہے تو وہ بھی ثبوتِ حال کے اشتباہ سے خالی نہیں ہے لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ شک و شبہ کی صورت کو ترک کر دیا جائے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب: )

- ..... ۰ بندہ تمام تر جلاتوں اور کرامتوں کے باوجود مخلوق ہے۔
- ..... ۰ قرآن ﷻ مخلوق کے ساتھ خدا کا کلام ہے۔
- ..... ۰ عذابِ قبر، حق ہے اور منکر نکیر حق ہے۔
- ..... ۰ زندوں کی دعا سے فوت شدگان کو نفع ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت و معراج، حق ہے۔
- ..... ۰ اعمال نامہ پڑھنا اور پل صراطِ حق ہے۔
- ..... ۰ دس صحابہ کرام (عشرہ مبشرہ) بہشتی ہیں۔
- ..... ۰ کافر ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔
- ..... ۰ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔
- ..... ۰ مردہ ہڈیاں آگ میں اس طرح جلیں گی جس طرح پتھر آگ میں جلتا ہے۔
- ..... ۰ خدا تعالیٰ کا دیدار حق ہے۔
- ..... ۰ حضرات انبیائے عظام (علیہم السلام) کی عقل، اولیاء کرام (رضی اللہ عنہم) کی عقل سے برتر ہے۔

ﷻ..... قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے حرف و آواز کے لباس میں ہمارے پیغمبر ﷺ پر نازل فرمایا گیا ہے اور اس کے ذریعے بندوں کو امر و نہی کا حکم دیا گیا ہے جس طرح ہم اپنے کلامِ نفسی کو نالو اور زبان کے ذریعے حرف و آواز کے لباس میں لا کر ظاہر کرتے ہیں اور اپنے پوشیدہ مقاصد و مطالب کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح حق تعالیٰ سبحانہ نے اپنے کلامِ نفسی کو نالو اور زبان کے واسطے کے بغیر محض اپنی قدرتِ کاملہ سے حرف و آواز کا لباس عطا فرما کر اپنے بندوں کے لئے بھیجا ہے اور اپنے پوشیدہ اوامر و نواہی کو حرف و آواز کے ضمن میں لا کر ظاہر فرما دیا ہے پس کلام کی دونوں قسمیں یعنی کلامِ نفسی اور کلامِ لفظی اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں اور ان دونوں قسموں پر کلام کا اطلاق کرنا حقیقت کے طور پر ہے جس طرح کہ ہمارے کلام کی دونوں قسمیں نفسی و لفظی حقیقت کے طور پر ہمارا کلام ہیں..... کلامِ لفظی کو کلامِ خدا نہ کہنا کفر ہے۔ (مکتوبات شریفہ دفتر دوم مکتوب: ۶۷)

- ..... ۰ کرامات اولیاء حق ہیں۔
- ..... ۰ نبیوں (ﷺ) کا مرتبہ ولیوں (ﷺ) سے برتر ہے۔
- ..... ۰ مؤمنوں کی عقل کافروں کی عقل سے برتر ہے۔
- ..... ۰ حق تعالیٰ حقیقت سے دانا اور قدرت سے توانا ہے۔
- ..... ۰ انسانوں کے پانچ گروہ ہیں۔
- (۱) مؤمن..... (۲) کافر..... (۳) منافق..... (۴) گناہ گار..... (۵) مشرک
- ..... ۰ ایمان حقیقت ہے مجاز نہیں۔
- ..... ۰ اپنے دشمنوں کو راضی کرو۔
- ..... ۰ توفیق، فعل کے برابر ہے۔

..... ۰ ایمان دو اعضاء پر ایک چیز ہے (اقرار باللسان و تصدیق بالقلب)

..... ۰ خدا تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ نہیں اور نہ ہی کوئی چیز خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ کسی مکان پر نہیں اور نہ ہی کسی میں ہے۔ وہ خالق ہے اُسے کسی مکان کی حاجت نہیں۔ کسب، فریضہ ہے۔ نیک عمل، ایمان کی وجہ سے قابل قبول ہے۔ ایمان طاعت ہے نہ کہ ہر بندگی ایمان ہے اور نہ ہی گناہ کفر ہے۔ انبیاء کرام، اولیاء، مؤمنین، صالحین، گناہ گار اور جبریل (ﷺ) کا ایمان ایک جیسا ہے۔

امام کے حدیث کو ہم حدیث سمجھتے ہیں۔ ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے <sup>۱۲</sup>۔ محبت کے

<sup>۱۲</sup>..... حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول الايمان لا يزيد ولا ينقص اور حضرت امام شافعی کے قول الايمان يزيد وينقص کے درمیان مطابقت کی روشنی میں حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی <sup>۱۳</sup> کا موقف ہے کہ نفس ایمان میں کمی و بیشی متصور نہیں کیونکہ تصدیق قلبی، نفس ایمان اور قلبی اذعان سے عبارت ہے جس میں کمی و بیشی کے فرق کی گنجائش نہیں اور جو فرق کو قبول کرے وہ ظن اور وہم کے دائرہ میں داخل ہے ایمان میں کمال اور نقص طاعات و حسنات کے اعتبار سے ہے جس قدر طاعت زیادہ ہوگی اتنا ہی ایمان میں کمال زیادہ ہوگا لہذا علمۃ المسلمین کا ایمان حضرات انبیاء کرام (علیہم الصلوٰت) کے ایمان

سبب عاشقوں سے حکم نہیں اٹھتا، خوف خاتمہ سے ترساں رہتے۔ سنت وہ تھی جس کے متعلق حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جماعت وہ تھی جس کے رستے پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم چلے تھے۔

فقرو فاقہ کو دوست رکھتے۔ چاروق (جنگلی باشندوں کا سخت اور سادہ جوتا) پہننے والے درویشوں کو دوست رکھتے۔ حضرت شیخ موزوں پر مسح فرماتے۔ کھانے کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہتے۔ آپ مریدوں کو فرمایا کرتے..... ہوش

کی مثل نہیں ہوتا کیونکہ ان کا ایمان طاعات کی قربتوں کی وجہ سے کمال کے اس بلند مقام پر پہنچ گیا ہے کہ عام مؤمنوں کا ایمان ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ دونوں ایمان، نفس ایمان میں شرکت رکھتے ہیں۔ جیسے علمۃ الناس اگرچہ نفس انسانیت میں انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم کے ساتھ شریک ہیں لیکن صفات کاملہ کے اعتبار سے وہ دوسرے انسانوں پر بدرجہا فضیلت و فوقیت رکھتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب: ۲۶۶ وغیرہا)

۳..... سراج الامت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ کو ذہ میں متولد ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی نعمان بن ثابت، لقب امام اعظم اور وصفی معنی کے اعتبار سے کنیت ابوحنیفہ ہے آپ نوید مصطفیٰ اور دعاء مرضی کا ثمرہ ہیں۔ آپ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے چار ہزار ساتواں تابعین سے اکتساب علم کیا۔ آپ چھ ماہ جملہ نشین حریم امامت حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ اور دو برس امام الاولیاء حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت، محبت و تلمذ سے مستفیض ہوئے۔ آپ سے چار ہزار احادیث مبارکہ مروی ہیں جن میں ۱۲۱۵ احادیث میں آپ منفرد ہیں۔ تخریج مسائل کے سلسلہ میں آپ کا طریق کاریوں تھا انما عمل اولاً بکتاب اللہ ثم بسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ثم اقصیة ابی بکر و عمر و عثمان و علی ثم اقصیة الصحابة رضی اللہ عنہم ثم اقیس بعد ذالک (میں پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں پھر سنت رسول پر پھر حضرات ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے فیصلوں پر پھر دیگر صحابہ کرام کے فیصلوں پر، پھر اس کے بعد قیاس کرتا ہوں آپ آسمانِ فقاہت کے درخشندہ آفتاب ہیں کہ آپ کے طریق اجتہاد سے تمام ائمہ مجتہدین نے استفادہ کیا۔ بنا بریں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ آج بھی امت مسلمہ کے دو تہائی مسلمان آپ کی فقہی تحقیقات پر عمل پیرا ہیں۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترویج دین اور احکام شرعیہ کے اجراء

دردم، نظر بر قدم، سفر در وطن اور خلوت در انجمن رکھو۔ مشائخ کرام کی مجلس میں ظاہری و باطنی طور پر ادب، تعظیم اور احترام کے ساتھ بیٹھو۔

برادرانِ صحبت کے ساتھ موافقت، خدمت اور اسرار رکھتے۔ ان کی منت سماجت نہ کرتے۔ تمام لوگوں سے راضی رہتے۔ کسی سے حسد نہ کرتے، تو نگری سے ڈرتے۔

کبھی کبھی یہ الفاظ مبارک فرمایا کرتے کہ

۰..... یہ با عظمت بادشاہ مگر درویشوں کے ذکر قلبی کی لذت و حلاوت سے غافل و نادان اس چاشنی کو چکھے بغیر کیسے جان سکتے ہیں۔

۰..... نفس کی عداوت اور قلبی خطرات سے آگاہ رہو۔

۰..... اے عبدالحق! قلبی خطرات کی شناخت تجھ پر لازم ہے۔

۰..... اپنے ظاہر کو تفرقہ سے محفوظ رکھو۔

کرنے والے بارہ اقطاب کے رئیس حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے تلامذہ و مقلدین میں حضرت امام محمد، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام زفر، عالم ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی، قدوة الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، سالار طریقت حضرت شاہ نقشبند، حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں۔

ہمہ شیرانِ جہاں بستمہ این سلسلہ اند زوبہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

آپ نے ۵۵ حج ادا فرمائے۔ آخری حج کے موقع پر خدام کعبہ نے آپ کے لئے باب کعبہ

کھول دیا۔ دورانِ عبادت واقعہ میں آپ کو ہاتفِ غائب سے آواز آئی۔ یا ابا حنیفہ اخلصت

خدمتی واحسنک معرفتی فقد غفرت لک ولمن اتبعک ببرکة اخلاصک واحسانک الی

قیام الساعة (مکتوبات سعید یہ مکتوب: ۹۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابو حنیفہ! تو نے

میرے دین کی خدمت اخلاص سے کی اور میری معرفت خوب حاصل کی۔ میں نے تجھے بخشا اور تیرا

اخلاص واحسان کی برکت سے قیامت تک آنے والے تیرے تمام مقلدین کو بخشا۔ آپ نے ۱۵۰ھ میں

وصال فرمایا آپ کا مزار پر انوار آرمیہ بغداد میں مرجع خلائق ہے۔

.....۰ جتنا ظاہر پریشان ہوگا اس سے زیادہ باطن پریشان ہوگا، یہ اہل اللہ خوش فعل اور ہشاش بشاش ہوتے ہیں۔

متوسلین کہتے ہیں کہ

آپ یہودیوں، عیسائیوں اور آتش پرستوں کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔ ان کے سامنے حضرت رسول اللہ ﷺ کے فضائل بیان فرماتے اور وعدہ و وعید کو اس طرح بیان کرتے کہ وہ دین اسلام قبول کر لیتے۔ اس کے بعد ان کے لئے کچھ مال و اسباب جمع کرتے اور خود بھی انہیں کچھ عطا فرماتے۔ انہیں احکام شریعت سکھاتے۔ مریدین کو فرماتے کہ ان کی تعظیم و ادب کرو۔ مریدین کے ساتھ جانا بہت پسند کرتے۔ فرماتے:

.....۰ عقل کے موافق اور نفس کے مخالف ہو جاؤ کیونکہ عقل اور نفس دو ضدیں ہیں جو جمع نہیں ہو سکتیں۔

.....۰ طاعت پر فریفتہ نہ ہونا اور دنیاوی آرائش کی طرف میلان نہ رکھنا۔

.....۰ آپ شیخ کے پیچھے نماز ادا کرتے اور شیخ کے پہلو میں کھڑے نہ ہوتے۔

.....۰ مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنتے اور ایڑھی پر نظر رکھتے اس کے بعد بائیں جوتا پہنتے۔

.....۰ فرض نماز ادا کرنے کے بعد آیۃ الکرسی، امن الرسول الخ اور قل اللہم مالک الملک الخ پڑھ کر جلدی کھڑے ہو جاتے اور سنتیں شروع کر دیتے۔

.....۰ نماز بروقت ادا کرتے، تاخیر نہ کرتے۔

.....۰ جاڑے کے موسم میں اپنے نیچے تالائی بچھاتے اور گرمی میں چٹائی پر استراحت

فرماتے اور یہ مناجات (دعا) کرتے کہ ”اللہی ہمیں ہمارے نفس کے حوالے نہ کر۔ ہمیں

اس بات پر قائم رکھ جس پر تیری رضا ہے ہمارا انجام اچھا کرنا جو صورتہ انسان اور سیرتا

شیطان ہیں، ان سے ہمیں دور رکھ۔

۰..... اپنے اصحاب سے پیار کرتے چاہے وہ غائب ہوتے یا موجود ہوتے۔ آپ کے اصحاب میں سے اگر کوئی ایک دوسرے کی شکایت کرتا تو دوسرے کو طلب کر کے دونوں میں صلح صفائی کروادیتے اور کسی کی کسی بات سے رنجیدہ نہ ہوتے۔ جو کوئی آپ سے کہتا کہ فلاں شخص نے آپ کی اہانت کی ہے فرماتے ”قابل آنم“ میں اسی قابل ہوں۔

قاضیوں، مفتیوں، نگرانوں، اماموں، مؤذنون اور مستسبوں کے سامنے ثواب کی فضیلت اور اس کا درجہ بیان فرماتے اور انہیں ثواب کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے حق کی طرف ہو جاؤ۔ سمرقند کے بزرگوں کو فرماتے شہر کے ارد گرد فصیل بناؤ۔ اگر ہانڈی پر چمچہ رکھا ہوتا تو اس سے کھانا تناول نہ فرماتے۔ بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ قرض دے کر واپس نہ لیتے۔ حضرت شہزادہ قسم بن عباس رضی اللہ عنہما کے مزار پر انوار پر حاضری کے لئے جایا کرتے۔

جنت، توقمات اور اوروں کی جنگ میں اپنے کسی مرید کی شہادت کی خبر سنتے تو اسی وقت نماز شروع کر دیتے۔ کسی چیز اور کسی آدمی پر لعنت نہ بھیجتے۔ کسی کے لئے بددعا نہ کرتے۔ اپنے اصحاب کو زیادہ گوشت کھانے اور زیادہ گفتگو کرنے سے منع کرتے۔ خود بھی باتیں زیادہ نہ کرتے۔ اپنے حجرہ میں چٹائی، کمبل، لوٹا، مٹی کے ڈھیلے (بٹوانی) اور دو تکیوں کے علاوہ کوئی اور چیز نہ رکھتے، مال دار کو اس کی تو نگری کی وجہ سے درویش پر ترجیح نہ دیتے۔

ہمیشہ اپنے مریدین کے سامنے فقراء صحابہ اور اغنیاء صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ کرتے اور انہیں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی متابعت اور موافقت کا حکم دیا کرتے۔ آپ فصد کھلواتے، سچھنے لگواتے، دوا کھاتے، مکتب (مدرسہ) رکھتے اور درس و تدریس

فرماتے۔ ہمیشہ با وضو رہتے اور با وضو کھانا تناول فرماتے۔ کاموں میں عجلت نہ کرتے۔ رنج، مصیبت اور آزمائش میں صبر کرتے۔ ہر کسی کو راز نہ بتاتے۔ اپنے وظائف نہ چھوڑتے۔ ان کے چھوٹ جانے پر افسوس کرتے اور استغفار پڑھتے۔ ہر شب اپنا محاسبہ کرتے۔ روزی کی فکر نہ کرتے۔ نمازیں بہت پڑھتے اور روزے بہت رکھتے۔ جنوں، انسانوں اور شیطانوں کی دشمنی سے اپنے مریدین کو آگاہ کرتے۔ ان دشمنوں کا دفعیہ دائمی وضو اور دائمی قلبی ذکر بتاتے۔

اپنے شیخ سے جو کچھ دیکھا یا سنا ہوتا، مریدین میں اسے بیان کرتے۔ معین جگہ کے علاوہ قضائے حاجت سے ہر جگہ کو طوٹ نہ کرتے۔ گھاس کو پسند فرماتے۔ گھاس کی جگہ نہ بول و براز کرتے اور نہ تھوکتے۔ سخن حق بہت کرتے۔ ذکر خدا کے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ فرماتے ”لحمہ کھانا بیج ڈالنا ہے چاہئے کہ بیج کو باطنی آگاہی سے ڈالا جائے تاکہ طاعت کی قوت میسر ہو۔ لباس کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچاتے۔ جس کسی سے وعدہ کرتے پورا کرتے۔ اپنے ہاتھ اور زبان کو مسلمانوں سے دور رکھتے۔ جو ضرورت مند آتا اس کی حاجت روائی کرتے۔ جب کبھی خوشبو مشام جان کو پہنچتی تو درود شریف پڑھتے اور کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ. سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اتُوبُ إِلَيْهِ اور کلمہ سُبْحَانَ اللَّهِ الخ کثرت سے پڑھتے۔ ہمیشہ درد سر سے نالاں رہتے۔ آپ نے ایک روز خواجه حمید الدین ملتانی کے ہاں یہ لفظ مبارک فرمائے، ۴۳ برس ہو گئے ہیں یہ درد مجھے عطا کیا گیا ہے، پھر آپ کی زبان پر یہ الفاظ مبارک جاری ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ایسے حضرات ہوئے ہیں جو ہمیشہ درد مند رہتے لیکن اسے لوگوں سے پوشیدہ رکھتے۔ آپ بیوہ، غریب، یتیم، اور مسافر کے پرسان حال تھے۔

ولایت ہمدان سے گیارہ افراد آپ کے ہمراہ آئے تھے۔ ان میں اول.....



ابوموسیٰ خادم، دوم..... بندہ ضعیف عبدالحق، سوم..... امام یحییٰ غاتفری، چہارم.....  
خواجہ اسحاق، پنجم..... خواجہ اباط، ششم..... برادرزادہ خواجہ زکریا غزنی، ہفتم.....  
خواجہ آدم شادواری، ہشتم..... خواجہ محمد حکیم بلخی، نہم..... خواجہ محمد جہلم، دہم..... خواجہ  
قریش، یازدہم..... بابا سلمان عارف ترک (رحمۃ اللہ علیہ)

ہمارے شیخ طریقت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا ولایت سمرقند تشریف  
لانے کا سبب یہ تھا کہ خواجہ حمید الدین ملتانی وہاں گئے اور چھ برس وہیں گزارے۔  
حضرت خواجہ خضر رحمۃ اللہ علیہ ولایت ملاطیہ میں رہائش پذیر تھے۔ وہاں حضرت امام  
مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نسل مبارک سے عبدالجھیل نامی مرد مقیم تھے۔ ان کی عمر ۱۱۳ برس ہو چکی  
تھی مگر ان کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے فرزند ارجمند کے  
خواستگار تھے۔ قصہ کوتاہ! بادشاہ پر کسی دشمن نے حملہ کر کے اسے ملک بدر کر دیا اور اس  
کے ملک پر قبضہ کر لیا اور یہ بادشاہ اپنی داڑھی اور برو، تراشے ہوئے ولایت ملاطیہ کے  
جنگل، کوہسار اور ریگستان میں گھوم رہا تھا۔

اتفاقاً وہ بادشاہ خواجہ عبدالجھیل کے گھر آیا۔ کئی راتوں سے اس نے کچھ نہ کھایا  
تھا۔ دل میں خیال آیا کہ اس صاحب خانہ سے کھانا طلب کروں۔ جب اس گھر کے  
دروازہ پر پہنچا تو اس کی مشام روح کو بوئے آشنائی پہنچی۔ ایک عمر رسیدہ شخص کو دیکھ کر  
سلام کیا اور رومی زبان میں کہا۔ میں اس حکومت کا لشکری ہوں، چند روز ہو گئے ہیں کہ  
میں نے کھانا نہیں کھایا۔ خواجہ عبدالجھیل نے فرمایا۔ اندر تشریف لائے! جب بادشاہ  
گھر میں داخل ہوا تو آپ نے اس کی بہت تعظیم کی اور فرمایا: تشریف رکھئے! پانی لائے  
اور اسے فرمایا۔ طہارت کر لیں۔ بادشاہ نے طہارت (وضو) کی۔ اس کے بعد فرمایا  
تحت الوضو ادا کر لیں۔ بادشاہ نے تحت الوضو کے دو نفل ادا کئے۔ اس کے بعد دستر  
خاں لائے۔ قسما قسم کی نعمتیں بادشاہ کے سامنے دسترخوان پر رکھ دیں۔ بادشاہ نے

خوب سیر ہو کر کھانا کھایا پھر آپ نے اس کے کپڑے دھونے اور بال تراشنے کو کہا اور بادشاہ کو فرمایا۔ کافی دیر ہو گئی آرام کر لیں۔ بادشاہ سو گیا۔ جب بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تو گریہ و زاری کرنے لگا۔ اس کے بعد خواجہ عبد الجمیل گھر تشریف لائے دیکھا کہ بادشاہ بہت زیادہ رورہا ہے۔ حضرت خواجہ نے اس سے دریافت فرمایا رونے کا سبب کیا ہے؟ بادشاہ نے عرض کیا میں نہیں بتا سکتا۔ خواجہ عبد الجمیل نے اسے قسم دے کر فرمایا ”بتائیں..... مت شرمائیں۔ جب بادشاہ نے اتنی التفات و عنایت دیکھی تو کہا۔ کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ خواجہ نے فرمایا۔ آپ ملاطیہ کے بادشاہ تو نہیں؟ اس نے کہا ”ہاں“ خواجہ عبد الجمیل نے فرمایا کیا اپنی ولایت چاہتے ہو؟ بادشاہ نے کہا کیوں نہیں چاہتا؟ کہ وہاں میرے بیوی بچے سب پریشان حال ہیں۔ پھر خواجہ نے فرمایا۔ اگر تجھے بادشاہت مل گئی تو کیا اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو گے؟ بادشاہ نے قبول کر لیا۔ اسی وقت خواجہ نے فرمایا کہ ”تجھے ہمارے جد امجد حضرت امام مالکؒ

۱۴..... امام دارالہجرۃ حضرت امام مالکؒ کی ولادت باسعادت ۹۳ھ کو ہوئی۔ آپ نے ۹۰۰ سے زیادہ علماء و مشائخ سے علم دین حاصل کیا۔ آپ کو تحصیل علم کی اس قدر لگن تھی کہ زمانہ طالب علمی میں مال و دولت کے فقدان کی وجہ سے مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیاں فروخت کیں اور کتابیں خریدیں بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود دولت کھول دیا۔ آپ ملت اسلامیہ میں وہ پہلے شخص ہیں جو دنیا سے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت رکھی صرف ایک دفعہ حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے، پھر کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہ گئے۔ قضائے حاجت کے لئے تمام عمر حرم مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ آپ مدینہ منورہ کے جس مکان میں رہائش پذیر تھے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا گھر مبارک تھا۔ مسجد نبوی شریف میں اس جگہ بیٹھے جہاں امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ تشریف فرما ہوتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلا۔ دئے زمین کی تمام دولت صدقہ کرنے سے بہتر ہے، کسی شخص کی دینی الجھن دور کرنا سوچ کرنے سے افضل ہے اور کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سوغزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ آپ کی فقہ کو ترویج و اشاعت زیادہ تر مغرب خصوصاً اندلس میں ہوئی۔ آپ نے ۱۷۹ھ کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

ﷺ کی مرقد انور پر جا کر چالیس روز بیٹھنا چاہئے، بادشاہ نے قبول کر لیا اور حضرت امام مالک کی تربت بابرکت پر چلا گیا۔

اس قابض بادشاہ کی حکایت یہ ہے کہ جب اس نے ولایت ملاطیہ پر قبضہ کر لیا۔ تو اس نے لوگوں پر ظلم ڈھانا شروع کر دیا حتیٰ کہ مسلمانوں کے اولاد و اموال بھی چھین لئے۔ اس پر عوام پکار اٹھے اور مجبور ہو کر اس پہلے بادشاہ کو طلب کرنے لگے مگر اسے نہ پایا۔ ولایت ملاطیہ کے بزرگ خواجہ عبد الجمیل کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بد حالی کا قصہ خواجہ کے حضور عرض کیا۔ خواجہ نے فرمایا ”میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ اس بادشاہ کے ساتھ یک دل ہو جاؤ اور دشمن کے خلاف جنگ کرو تم نے سستی کی اب اس کی سزا بھگتو۔“

ان بزرگوں نے باواز بلند عرض کیا کہ ہمیں وہی بادشاہ چاہئے۔ آپ باطنی تصرف فرمائیں۔

اس کے بعد خواجہ نے انہیں فرمایا جب رات کا وقت آئے تو آہنی لباس پہن لینا اور آلات جنگ سے لیس ہو جانا اور بادشاہ کا اسی مقام پر گھیراؤ کر لینا، بادشاہ اور اس کے امراء کو قید کر لینا یہاں تک کہ میں تمہارے بادشاہ کو لے کر آ جاؤں۔

خواجہ نے یہ کہہ کر لوگوں کو بھیج دیا اور خود حضرت امام مالک ﷺ کی درگاہ کی طرف چل دیئے، جب درگاہ امام پر پہنچے۔ بادشاہ کو دیکھا وہ خفیف اور لاغر ہو چکا تھا۔ جب بادشاہ کی نظر خواجہ پر پڑی۔ اٹھ کر آپ کی تعظیم بجالایا اور قصہ ولایت کا سوال کیا حضرت خواجہ نے فرمایا: ولایت رابتو تسلیم کر دیم برخیز و بمرکب سوار شو۔ ہم نے بادشاہت تمہیں دی اٹھو اور سواری پر سوار ہو جاؤ۔ جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو خواجہ کی خدمت میں عرض کیا۔ ”دختر مراقبول کنید“ میری بیٹی کو اپنے نکاح میں قبول فرمائیں۔ خواجہ نے ارکان سلطنت کو طلب کر کے بادشاہ کی

بیٹی سے نکاح کر لیا اور روم کی طرف چل دیئے۔

روم کے بزرگ اور امراء آپ کے استقبال کے لئے باہر آئے جس طرح خواجہ نے فرمایا تھا انہوں نے اسی طرح عمل کیا۔ وہ منتظر تھے کہ کب بادشاہ کے آنے کی خبر ہو؟ اسی وقت باہر آئے اور بادشاہ کو تخت پر بٹھایا اور دشمنوں کو ایک ایک کر کے بھاری زنجیروں میں جھکڑ کر لائے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کو ہلاک کر دو۔

پھر بادشاہ نے حکم نامہ جاری کیا کہ شہر کی آرائش کی جائے اور میری بیٹی کو خواجہ کے سپرد کر دو۔ خدا تعالیٰ نے خواجہ عبد الجلیل کو بیٹا عطا فرمایا جس کا نام گرامی خواجہ عبد الخالق رکھا۔

میرے والد محترم حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے متعلق یوں کہتے تھے کہ یہ نام (خواجہ عبد الخالق) حضرت خواجہ خضر نے تجویز فرمایا ہے۔ اس کے بعد جب میں ۲۲ برس کی عمر کو پہنچا تو خواجہ خضر علیہ السلام مجھے شیخ ہمدانی کے پاس لے گئے۔ شیخ بزرگوار نے خواجہ خضر کی موجودگی میں مجھے قلبی ذکر کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد خواجہ خضر نے شیخ ہمدانی کو فرمایا کہ آپ کو ولایت سمرقند جانا چاہئے بعد ازاں شیخ ہمدانی ان عزیزوں کے ہمراہ کہ جن کے اسماء گرامی اوپر لکھے گئے ہیں، سمرقند تشریف لے آئے۔

جب سمرقند کے محلہ غاتفر میں خوشرو د کے مقام پر آپ سکونت پذیر ہوئے تو تین تین ماہ کے وقفے سے خواجہ حسن انداقی اور خواجہ احمد یسوی، شیخ ہمدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذکر قلبی کی تلقین حاصل کی۔ نو (۹) ماہ کے بعد خواجہ عبد اللہ برقی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ ۱۰۱ بزرگوں کے زمانے میں سمرقند ایسا مرکز ہدایت بن گیا تھا کہ دریائے آمو کے کنارے سے لے کر قراخواجہ تک، ولایت خوارزم سے لے کر بدخشاں تک کوئی بدعتی اور نفس پرست نہ رہا۔

حضرت شیخ ہمدانی علیہ السلام کی وفات حسرت آیات بروز جمعرات ۲۸ محرم الحرام

کو ہوئی۔ نماز ظہر ادا کر کے محراب کی جانب پشت مبارک کر کے متوسلین کو فرمایا کہ ”پانی گرم کرو“ اصحاب پر گریہ طاری ہو گیا۔ بعد ازاں روئے مبارک خواجہ عبداللہ برقی، خواجہ حسن انداقی، خواجہ احمد یسوی، بندۂ ضیف عبدالخالق اور دیگر اصحاب جو وہاں حاضر تھے، کر کے یہ الفاظ مبارک ارشاد فرمائے۔ میں اپنا جانشین خواجہ عبداللہ برقی کو مقرر کرتا ہوں، تم پر لازم ہے کہ ان کی موافقت کرنا، مخالفت نہ کرنا، جب تم مسند خلافت پر متمکن ہو جاؤ تو صالح زندگی گزارنا اور اصحاب سے کہنا کہ ذکر قلبی اور ذکر جہری کریں جو آداب سلطان سنجر بن ملکشاہ کے لئے لکھے گئے انہیں اپنے مریدوں اور اصحاب میں بیان کرنا۔

اس کے بعد خواجہ احمد یسوی کی طرف رخ انور کر کے فرمایا سورۂ فاطر، سورۂ یس اور سورۂ النازعات کی تلاوت کریں۔ جب انہوں نے تلاوت ختم کی تو یارانِ طریقت آہ و فریاد کرنے لگے۔ بعد ازاں فرمایا، خدا تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے جان دینے کو خداوند تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا اور یہ شعر پڑھا۔

در کوئے تو عاشقان چناں جان بدھند

کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

ترجمہ: تیرے کوچے میں عاشق یوں جان دیتے ہیں کہ حضرت ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

اس کے بعد شیخ مکرم کے چہرہ مبارک پر تغیر کے آثار نمودار ہوئے۔ خواجہ عبداللہ برقی نے یارانِ طریقت کی طرف رخ کر کے کہا آپ لوگ باہر آ جائیں۔ بعد ازاں حضرت شیخ نے فرمایا مجھے اس گھر میں دفن کرنا اور میری نماز جنازہ جامع مسجد میں ادا کرنا اور میری بیٹی سید شرف الدین کے بیٹے کے نکاح میں دینا۔ حضرت شیخ سے چالیس (۴۰) روز پہلے آپ کے اہل خانہ کی وفات ہوئی تھی۔ اور انہیں چاکر دیزہ میں

دفن کیا گیا تھا۔

بعدہ فرمایا! مجھے خواجہ عبداللہ برقی غسل دیں اور قبر میں خواجہ حسن انداقی اتاریں۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت خواجہ خضر، حضرت خواجہ الیاس، ابدال، غوث اور قطب شریف لے آئے۔ ان میں سے ہر ایک نے آپ کو سلام کیا۔ بعد ازاں خواجہ خضر نے دست مبارک دراز فرمایا اور حضرت شیخ کو ایک سفید سیب عنایت فرمایا، ہمارے شیخ نے سیب کو سونگھ کر غوث کو پیش کیا، جب غوث خوشبو سونگھ رہے تھے تو ہمارے شیخ اصحاب کو یہ فرما رہے تھے کہ اے یارانِ طریقت! نماز قائم کرنا، مخلوق پر مہربان رہنا اور غوث کو میرے پہلو میں دفن کرنا۔

وصیت ختم کرنے کے بعد ہمارے شیخ کا مرغِ روح، عالم بالا کی طرف پرواز کر گیا اور غوث نے بھی ہمارے شیخ کی موافقت میں جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ بعد ازیں بزرگانِ دین حاضر ہوئے اور شیخ کی وصیت کو بجالائے۔ انہوں نے بھی نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد ہم نے آپ کو قبر میں دفن کر دیا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور حضرت غوث کو بھی ہم نے گھر میں ہی دفن کیا اور اس گھر کو ہم نے کشادہ کر کے قبروں کے تعویذ تعمیر کر دیئے۔ تمت ہمارے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ

ذکر کرتے وقت، اپنی توجہ مرکوز کرنے اور دل حاضر کرنے کے بعد زبان کے اگلے حصے کو تالو سے چپکا دیں، اس طرح کہ جسم حرکت نہ کرے، اپنے تمام اعضاء کو برقرار رکھے۔ اپنی سانس کا خیال رکھے، بے تکلف اسے آنے جانے دے۔ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت دائیں طرف اشارہ کرے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت تمام لطائف سے گذار کر دل پر ضرب لگائے اور گنتی کو یاد رکھے۔ سانس ٹوٹنے وقت محمد رسول اللہ (ﷺ) کہے۔ اس طرح ذکر کرنا انشراح صدر اور اطمینانِ قلب کا ذریعہ ہے۔ تمت

روز جمعہ ۴ شعبان ۱۴۰۰ھ تھی کہ فقیر کو پابوسی کی سعادت نصیب ہوئی خواجہ ناصح الدین قلی، خواجہ حمید الدین ناگوری کے بیٹے اور مولانا حمید الدین شاشی حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے ہمارے شیخ سے التماس کی کہ ذکر قلبی کے متعلق شرائط بیان فرمائیں۔

اس کے بعد ہمارے شیخ نے یہ الفاظ ڈر بار ارشاد فرمائے کہ! جو سالک اس راہ طریقت میں گامزن ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے دل کو غبارِ غفلت اور زنگِ طبیعت سے پاک رکھے۔ صفاتِ ذمیرہ سے نفس کو صاف کرے کیونکہ تصفیہ دل، کلمہ طیبہ طاہرہ پڑھنے سے ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ شیخ کامل مکمل <sup>۱۵</sup> سے ذکر کی تعلیم و تلقین لے تاکہ اُسے اس راہ پر چلنا آسان ہو جائے۔

۱۵..... اگر کوئی مرید صادق کسی شیخ طریقت کے زیر نگرانی راہ سلوک طے کرتا ہے تو اسے اس راہ میں عروجی مدارج اور نزولی منازل طے کرنا ہوتے ہیں جو سالک عروجی مدارج طے کر کے واصل باللہ ہو جائے اسے <sup>۱۶</sup> کامل کہا جاتا ہے اور جس شیخ کامل کو وصول کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو کہ نزولی مراتب طے کر کے جس رستہ سے تم آئے ہو میرے دوسرے طلبگاروں کو اسی رستہ سے حریمِ قدس تک پہنچاؤ اسے شیخ کامل مکمل کہا جاتا ہے شیخ کامل مکمل کی سات علامات ہیں (۱) عالم ربانی ہو اور اہلسنت کے معتقدات پر یقین رکھتا ہو۔ (۲) قبیح سنت اور پابند شریعت ہو۔ (۳) صاحب اجازت و خلافت ہو۔ (۴) اس کا شجرہ طریقت مستند متصل ہو۔ (۵) مرتبہ احسان پر فائز ہو اور صاحب مشاہدہ ہو۔ (۶) اپنے سلسلہ طریقت کا سلوک طے کر چکا ہو۔ (۷) خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکے۔ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی <sup>۱۷</sup> فرماتے ہیں علم بہ تفصیل احوال و مقامات و معرفت بہ حقیقت مشاہدات و تجلیات و حصول کشف و الہامات و ظہور تعبیرات و واقعات از لوازم این مقام عالی است و بدونہا خرط القتاد (مکتوبات دفتر اول مکتوب: ۲۲۴) یعنی احوال و مقامات کی تفصیل کا علم، مشاہدات و تجلیات کی حقیقت کی معرفت، کشف و الہامات کا حصول اور واقعات کی تعبیرات کا ظہور اس بلند مقام کے لوازمات میں سے ہیں۔ شیخ ناقص وہ ہوتا ہے جس نے سلوک طے نہ کیا ہو۔ سنت و شریعت کا پابند نہ ہو اور مذکورہ آداب و شرائط پر پورا نہ اترے۔ ایسے شیخ ناقص

ایک روز بابا سلمان عارف ترک نے سوال کیا کہ شیخ برہان الدین قلیج کہتے ہیں کہ ذکر کے لئے چند طہارتیں شرط ہیں۔ ہمارے شیخ نے یہ لفظ مبارک ارشاد فرمائے کہ ذکر کرنے کے لئے پانچ طہارتیں ہیں۔

اول..... طہارتِ چشم ہے آنکھ کو چاہئے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اجتناب کرے۔

دوم..... طہارتِ گوش ہے کان کو چاہئے کہ حرام آوازیں سننے سے پاک ہو۔

سوم..... طہارتِ زبان ہے، زبان کو چاہئے کہ غیبت، جھوٹ، لایعنی گفتگو اور بہتان سے پاک ہو۔

چہارم..... طہارتِ شکم ہے، چاہئے کہ شکم حرام ماکولات، مشروبات، مطعومات اور مشتبہات سے پاک ہو۔

پنجم..... طہارتِ صحبت ہے۔ ذاکر کو چاہئے کہ غافلوں، جاہلوں اور کابلوں کی صحبت سے پاک ہو کیونکہ آدمی کی جبلت ایسی ہے کہ جس کی صحبت اختیار کرتا ہے اس کی طبیعت کو اپنا لیتا ہے۔ پس ذاکر پر لازم و اہم ہے کہ اہل معرفت کی صحبت اختیار کرے اور اپنے احوال کو غیر محرم سے پوشیدہ رکھے بلکہ محرم سے بھی اپنے احوال کو مخفی رکھے۔ نیز فرماتے

رازِ خود با یارِ خود چندانکہ بتوانی مگوئی

یارِ را یارے بود از یارِ یار اندیشہ کن

کی مثال نیم حکیم جیسی ہے۔ اس کی صحبت زہر قاتل ہے اس سے طریقہ اخذ کرنا اپنی استعداد و صلاحیت کو ضائع کرنا ہے۔

ایسے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہ ہر دست نباید داد دست  
شیخ ناقص دراصل وصول الی اللہ کی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طلب اور درد و شوق میں  
فتور کا سبب بنتا ہے ایسے شیخ ناقص کی صحبت و بیعت سے دور رہنا چاہئے وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور  
دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔ (الہینات شرح مکتوبات جلد ثانی مکتوب: ۶۱)



ترجمہ: جہاں تک ممکن ہو اپنے راز اپنے یار کو نہ بتا۔ دوست کا بھی دوست ہوتا ہے اس لئے یار کے دوست سے بچ۔

پھر فرماتے کہ چار چیزیں اور بھی ہیں جو قلبی ذکر کو معتبر بنا دیتی ہیں۔

اول..... اخلاص، دوم..... تعظیم، سوم..... حلاوت، چہارم..... حرمت  
کیونکہ بے اخلاص ذکر، منافقوں کا ذکر ہے۔ بے تعظیم ذکر، بدعتیوں کا ذکر ہے۔ بے حلاوت ذکر، فاسقوں کا ذکر ہے اور بے حرمت ذکر، ریاکاروں کا ذکر ہے۔

ایک اور شرط بیان فرمائی کہ

شیخ کو چاہئے کہ سالک کے سامنے راہِ طریقت کی صعوبتوں اور اس کی منزلوں کی دشواریوں کو بیان کر دے اور راہِ طریقت کے خوفناک اور خطرناک مقامات سے سالک کو آگاہ کر دے تاکہ اگر وہ از راہِ مجاز یا خواہشِ نفس کی خاطر آیا ہو تو واپس لوٹ جائے۔ کسی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بلا تامل کہے کیونکہ اگر وہ از راہِ حقیقت آیا ہوگا تو طریقت کی تکلیفوں کو دل و جان سے قبول کرے گا اور صدقِ ارادت سے مرشد کے ہاتھوں میں ہاتھ دے گا۔ تمت

ماہ مذکور (شعبان) ۴۰۰ھ کی کوئی تاریخ تھی کہ قدم بوسی کی سعادت میسر ہوئی۔  
شیخ جمال الدین ہانسوی، نبیرہ قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا شمس الدین اور خواجہ عین الدین حاضر خدمت ہوئے کہ کاشغر کا بادشاہ یوسف بن قراخان بارادت آیا تھا اس نے ہمارے شیخ سے سوال کیا کہ توبۃ النصوح کی کتنی علامات ہیں؟ ہمارے شیخ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ توبۃ النصوح کی چھ علامتیں ہیں۔

اول: غفلت میں تلف کردہ عمر پر شرمندگی۔

دوم: دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔

سوم: ان فرائض کو قضا کرنا جو بندے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہیں۔

چہارم: جہاں تک ممکن ہو لوگوں کا غصب شدہ مال واپس لوٹانا۔

پنجم: حرام کھانے سے جسم پر جو گوشت چڑھا ہے، اُسے گھلانا۔

ششم: اپنے بدن کو طاعت بجالانے، نفس اور اس کی خواہشات کی مخالفت کرنے کا

اس طرح درد چکھانا جس طرح اس نے گناہ کی حلاوت چکھی تھی، اب طاعت کی حلاوت

بھی چکھے۔ واللہ اعلم

بجدِ شریعت و طریقت

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی

(مختصر تعارف)

آپ کا اسم گرامی علی اور لقب عزیزان ہے کیونکہ آپ خود کو دوران گفتگو عزیزان کہا کرتے تھے۔ پیدائش بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر قصبہ رامیتن میں ہوئی۔ حضرت خواجہ محمود انجیر رحمۃ اللہ علیہ نے آخری ایام میں خلافت و سجادہ نشینی آپ کے سپرد فرمادی تھی۔

آپ صنعت بافندگی (نساج) کا کام کرتے تھے، روزانہ بوقت شام سوت کے بازار میں تشریف لے جاتے۔ جن فقیروں کا سوت نہیں بکتا تھا ان کا سارا سوت خرید کر گھر لے آتے۔ آپ ساری رات مراقبہ میں مشغول رہتے لیکن صبح تک چالیس گز کپڑا تیار ہو چکا ہوتا تھا۔ آپ اس کپڑے کو فروخت کر کے رقم کو تین حصوں میں تقسیم کرتے۔ ایک حصہ علماء پر، ایک حصہ فقراء پر اور ایک حصہ اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے۔ آپ کے اس پیشہ کی وجہ سے آپ کو نساج کہا جاتا تھا۔ آپ کے معاصر حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم نے آپ کے اسی لقب کو شعر میں یوں استعمال کیا ہے۔

گر نہ علم حال فوقِ قال بودے کے شدے

بندۂ اعیان بخارا خواجۂ نساج را

یعنی اگر علم حال، قال سے فوقیت نہ رکھتا تو سردارانِ بخارا خواجہ نساج کے غلام کب بنتے۔

آپ قطبِ وقت، مجددِ شریعت و طریقت، حنفی مذہب اور صاحبِ تصرفات و کراماتِ عجیبہ تھے۔ جو شخص ایک روز آپ کی صحبت میں رہتا اسے حقیقت تک رسائی حاصل ہو جاتی اور وہ آپ سے جدائی نہ چاہتا۔ مزدوروں کو مزدوری کی خاطر ایک دن کے لئے آپ کی خدمت باسعادت میں لایا جاتا تو وہ ایک روز میں ہی واصل بحق ہو جاتے تھے۔

سلسلہ کبرویہ کے عظیم بزرگ جامع شریعت و طریقت شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک درویش کو آپ کی خدمت میں بھیج کر تین سوالات پوچھے۔

○..... اول یہ کہ آپ اور میں آنے جانے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ کا دستر خوان سادہ ہوتا ہے اور میرا پر تکلف۔ مگر لوگ آپ سے راضی ہو کر تعریف کرتے ہیں اور میرے شاکی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا..... احسان رکھ کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور ان کا احسان اپنے اوپر رکھ کر خدمت کرنے والے کم ہیں۔ پس کوشش کیجئے کہ دوسری قسم والے لوگوں میں آپ کا شمار ہو۔

○..... دوم یہ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا..... جو حق تعالیٰ سبحانہ کے عاشق ہوتے ہیں خواجہ خضر علیہ السلام ان کے عاشق ہوتے ہیں۔

○..... سوم یہ کہ میں نے سنا ہے آپ ذکرِ جہر کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب فرمایا..... کہ میں نے بھی سنا ہے کہ آپ ذکرِ خفی کرتے ہیں پس آپ کا ذکر بھی جہری ہوا۔

○..... ایک نیاز مند باورچی نے آپ کے مہمانوں کی خدمت کی، آپ نے خوش ہو کر فرمایا ”چہ می خواہی“ تیری جو مراد ہو وہ مانگ، ان شاء اللہ پوری ہوگی۔ اس نے عرض کیا ہم چو شما شوم میری مراد یہ ہے کہ آپ جیسا ہو جاؤں۔ آپ نے

باورچی کو ہر چند سمجھایا کہ ایسی خواہش نہ کرو یہ ایک بارِ عظیم ہے جسے برداشت کرنے کی تجھ میں سکت نہیں۔ لیکن اس نے نہایت نیازمندی سے اسی خواہش کی تکمیل چاہی۔ آخر آپ نے اسے خلوت میں لے جا کر توجہ اتحادی ڈالی تو وہ باورچی (نانبائی) صورت و سیرت اور ظاہر و باطن میں آپ کے مشابہ ہو گیا۔ تقریباً چالیس روز تک زندہ رہا۔ بالآخر اس بارِ گراں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گیا۔

آیہ کریمہ تُوْبُوْا اِلٰی اللّٰہِ میں اشارت بھی ہے اور بشارت بھی۔ اشارت ہے توبہ کرنے کی اور بشارت اس کے قبول ہونے کی ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتا تو پھر توبہ کا امر بھی نہ فرماتا۔ امر دلیل قبولیت ہے مگر دیدِ قصور کے ساتھ۔

①..... دو وقتوں میں اپنے آپ پر کڑی نگاہ رکھنا چاہئے گفتگو کرتے وقت اور کوئی چیز کھاتے وقت۔

②..... کسی درویش نے آپ سے پوچھا کہ بالغ شریعت کون ہے اور بالغ طریقت کون؟ ارشاد فرمایا..... بالغ شریعت وہ ہے جس سے مادہ تولید نکلے اور بالغ طریقت وہ شخص ہے جو خودی سے نکل جائے۔ درویش نے جواب سن کر سر زمین پر رکھ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا زمین پر سر رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جو چیز (خودی) سر میں ہے اسے زمین پر رکھو۔

③..... ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے حال پر توجہ فرمایا کیجئے۔ ارشاد فرمایا..... بازار جاؤ اور ایک لوٹا خرید کر بطور تحفہ ہمیں پیش کرو۔ اس نے تعمیل ارشاد کی۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہماری اس لوٹے پر نظر پڑے گی تو تو بھی میرے پیش نظر ہو جایا کرے گا۔

آپ نے اپنے تالیف فرمودہ کتابچہ ”رسالہ عزیزاں“ میں سالک راہ کو دس شرطیں ہر وقت نگاہ میں رکھنے کی تلقین و تعلیم فرمائی ہیں۔ (۱) طہارت (۲) خاموشی

(۳) خلوت (۴) روزہ (۵) ذکر (۶) نگہداشت خاطر (۷) رضا بحکم خدا (۸) صحبت صلحاء (۹) شب بیداری (۱۰) نگہداشت لقمہ۔

آپ ایک رباعی میں یوں نصیحت فرماتے ہیں۔

باهر کہ نشتی و نشد جمع دلت      و ز تو نرمید زحمت آب و گلت  
از صحبت وے اگر تبراً نکنی      هرگز نکند روح عزیزان بخلت  
ترجمہ: تو جس شخص کے پاس بیٹھا اور تجھے جمعیت خاطر نصیب نہ ہوئی اور تیری آب و  
گل کی کدورت دور نہ ہوئی۔ اگر تو اس کی صحبت سے بیزار نہ ہوا تو عزیزاں کی روح  
تجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔

◎..... آپ سے استفسار کیا گیا کہ پورا مرد، آدھا مرد اور نامرد سے کیا مراد ہے۔ آپ  
نے ارشاد فرمایا رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ میں پورے  
مرد کا ذکر ہے حضور اکرم ﷺ کی یہی کیفیت تھی تنام عینای و لاینام قلبی۔  
آدھا مرد وہ ہے جب تک اس کی زبان ذکر میں مشغول رہے اس کا قلب بھی ذکر سے  
لذت پاتا ہے اور جب زبان ذکر چھوڑ دے تو دل بھی ذکر سے باز رہے۔ نامرد وہ ہے  
جو منافق ہو یعنی ذکر کرے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کرے۔

◎..... اگر روئے زمین پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے معنوی فرزندوں  
میں سے ایک بھی ہوتا تو منصور کبھی سولی پر نہ چڑھتا۔ کیونکہ وہ اسے توجہ دے کر مقام بالا  
پر پہنچا دیتا۔

◎..... آپ کے معاصرین میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ نظام  
الدین دہلوی، حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر، حضرت امام شاذلی (بانی سلسلہ شاذلیہ)  
اور حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اسماء گرامی کتب تاریخ کی زینت ہیں۔

آپ بھرم ۱۳۰ برس بروز پیر ۲۸ ذیقعد ۷۱۵ھ کو اس دارقانی سے رخصت

ہوئے۔ مرقد انور خوارزم میں مرجع خلائق ہے۔ تاریخ وفات بحر الاسرار بود (۷۱۵ھ)  
ہے۔ آپ کے خلفاء میں آفتاب برج حق شناسی حضرت خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا  
اسم گرامی سرفہرست ہے۔

## رسالہ عزیزان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین و الصلوة والسلام علی رسولہ محمد  
والہ و اصحابہ اجمعین

اے خدا کے دوست! اللہ تعالیٰ تیرے صدق و یقین، دولت و اقبال اور عزت و اجلال  
میں اضافہ فرمائے، جان لے کہ سالک راہ طریقت کو دس شرطیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

۱۔..... لفظ حمد (باب سمع - سمع سے) مصدر ہے جس کا مادہ اشتقاق ح، م، د ہے اہل علم نے حمد کی دو قسمیں  
بیان فرمائی ہیں (۱) حمد لغوی۔ (۲) حمد عرفی..... حمد لغوی: ہو الوصف بالجمیل علی الجمیل  
الاختیاری حقیقۃً او حکماً کصفات الباری تعالیٰ یعنی اختیاری خوبی (خواہ حقیقی ہو یا حکمی) پر  
تعریف و ثناء کو حمد کہتے ہیں جیسا صفات باری تعالیٰ۔ یہاں اختیار سے مراد استقلال ذاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ  
جملہ صفات کمالیہ اور تمام خوبیوں سے مستقبل بالذات متصف ہے مخلوق میں مستقلاً کسی خوبی کا پایا جانا ممکن  
نہیں بلکہ عالم ممکنات میں جو خوبی جس میں بھی پائی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ ہے لہذا کائنات  
کے جس فرد کی جس خوبی کی تعریف کی جائے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوگی اشیائے کائنات تو حسن  
خداوندی اور کمال الہی کا مظہر ہیں۔ ممکن میں کسی حسن و کمال کا مستقلاً تسلیم کرنا شرک صریح ہے جس کے  
تصور سے بھی بندہ مؤمن لرزتا ہے۔

حمد عرفی: ہو فعل یقصد بہ تعظیم المنعم من حیث انہ منعم علی الحامد او غیرہ یعنی  
وہ فعل جس کے ذریعے منعم کی تعظیم کا اس اعتبار سے تصد کیا جاتا ہے کہ وہ حامد وغیرہ پر انعام کرنے والا ہے  
حمد عرفی کے پانچ ارکان ہیں۔ (۱) حامد (۲) محمود (۳) محمود علیہ (۴) محمود بہ (۵) صیغہ حمد کہا تقول



استاذی شفیعی لانہ یحسن الی (میرے استاد شفیق ہیں کیونکہ وہ مجھ پر احسان کرتے ہیں) اس مثال میں انت حامد ہے، استاد محمود ہے، شفقت محمود بہ ہے، احسان محمود علیہ ہے اور استاذی شفیق، حمد کا صیغہ ہے۔

اہل طریقت نے احوال حامد کے اعتبار سے حمد کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں (۱) اگر محمود کے جمال و کمال کو ملاحظہ کر کے صرف اس کے بیان پر اکتفا کیا جائے کوئی عمل اس کے اوصاف جمیلہ کے مناسب نہ کیا جائے تو یہ حمد قولی ہے (۲) اگر ایسے اعمال و افعال بجلائے جائیں جو اس کے کمال اوصاف کے شایان شان ہوں تو یہ حمد فعلی ہے۔ (۳) اگر محمود میں پائے جانے والے اوصاف کاملہ سے حامد خود بھی متصف ہو جائے اور اتصفوا بصفات اللہ و تخلقوا باخلاق اللہ کے مرتبہ عظمیٰ پر پہنچ جائے تو یہ حمد حالی ہے

حمد قولی چہیست اقرار زبان	حمد فعلی طاعت و اعمال دان
حمد حالی اتصاف جان و دل	بر صفات پاک و برتر ز آب و گل
در حقیقت حمدآن باشد کہ تو	بودہ پاشی در کراں از غیرا و
گفت پیغمبر کہ لا اُحصی ثنا	حامد تو ہم توئی یا زینا
چوں بعالم نیست غیر یار کس	حامد و محمود ہم خود بود و بس
جملہ ذرات جہاں مرآت اوست	ھرچہ بینی مصحف آیات اوست

۲..... آل کا لفظ کتاب و سنت میں تین معانی میں استعمال ہوا ہے (۱) آل سے مراد ذات ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وبقیۃ مما ترک ال موسیٰ وال ہارون (۲) آل سے مراد قرابت دار ہیں آیت قرآنی ہے قال رجل مومن من ال فرعون (۳) آل سے مراد اہل ملت ہیں جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک استفسار کے جواب میں فرمایا من الک فقال الی کل مؤمن تقی۔ اہل بیت کی تین قسمیں ہیں (۱) اصل اہلبیت (۲) داخل اہلبیت (۳) لاحق اہلبیت۔ اصل اہلبیت ۱۳ (افراد) ہیں نو ازواج مطہرات اور چار بنات طیبات۔ داخل اہلبیت ۳ (افراد) ہیں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرات حسین کریمین۔ لاحق اہلبیت وہ مؤمن ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے نجاستوں اور گناہوں سے کلیۃً پاک کر دیا ہے اور انہیں کمال تقویٰ و طہارت عطا فرمائی ہے خواہ وہ سادات ہوں یا غیر سادات حضرت سلمان فارسیؓ اگرچہ سید نہ تھے لیکن نجاست سے کمال طہارت کی بدولت اہل بیت سے لاحق تھے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ سلمان منا اہل البیت سے ظاہر ہے۔ (تلخیص از سبع سنابل)

## شرط اول

یہ ہے کہ ہمیشہ باطہارت رہے اور طہارت کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ طہارت ظاہری ۲۔ طہارت باطنی ۳۔ طہارت قلبی ۴۔ طہارت سری  
 ۵۔۔۔۔۔ طہارت ظاہری خاص و عام کو معلوم ہے لیکن پانی کی پاکی اور حلالی میں حتی  
 الامکان احتیاط کرنا چاہئے۔ لباس کی پاکیزگی جو بہت اثرات رکھتی ہے (اس کا بھی  
 اہتمام کرنا چاہئے)۔

۵۔۔۔۔۔ طہارت باطنی حرام کھانے پینے سے بچنا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص  
 ایک لقمہ حرام کھالے چالیس روز تک نہ اس کے فرائض قبول ہوتے ہیں نہ نوافل اور نہ  
 ہی اس کی دعا شرف اجابت پاتی ہے۔ (ایک روایت میں یوں ہے: قال النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم یا سعد اجتنب الحرام فان کل بطن دخل فیہ لقمۃ  
 من الحرام لا یتجاب دعاءہ اربعین یوماً (مفاتیح الجنان ص: ۱۶۳)

۵۔۔۔۔۔ طہارت قلبی یہ ہے کہ کدورت و نفاق، کینہ و حسد، مکر و خیانت، بغض و عداوت  
 اور محبت دنیا جیسی ناپسندیدہ صفات سے بچنا ہے، ظاہر ہے کہ یہ دنیا مخلوق کی منظور نظر  
 ہے جب تک قلب محبت دنیا سے پاک نہیں ہوتا، اس کی نماز و طاعت قبول نہیں ہوتی  
 پس خالق کا منظور نظر قلب جب تک پاک نہیں ہو جاتا اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق کی دولت  
 ۳۔۔۔۔۔ طہارت کا معنی نظافت ہے جس کا متضاد نرس (میل کچیل) ہے چونکہ ظاہر و باطن کا باہمی چولی  
 دامن کا ساتھ ہے اس لئے مذکورہ بالا چار طہارتوں سے متصف بندہ مؤمن کے ظاہر کے اثرات، باطن  
 پر مرتب ہوتے ہیں اور باطنی برکات ظاہر سے عیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے ایسے عالم و عارف کی دل  
 آویز ذات و صورت اور جاذب نظر سیرت و شخصیت مخلوق خدا کے لئے سراپا رشد و ہدایت اور باعث رحمت  
 و راحت ہوتی ہے عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

بخش اجیہا مٹھا میوہ قدرت دی گھت شیری جو کھاوے روگ اسدا جاوے دور ہووے دل گیری  
 ۳۔۔۔۔۔ اہل طریقت فرماتے ہیں کہ قلب مظاہر جمیلہ اور مناظر حسنہ کی دید و شنید سے متاثر و مغلوب ہو جاتا

سے مشرف نہیں ہو سکتا۔

..... 0 طہارتِ سری یہ ہے کہ سالک حق سبحانہ کے بغیر کسی چیز کی طرف توجہ ہی نہ کرے۔

## شرطِ دوم

یہ ہے کہ زبان کو بے ہودہ کلام سے خاموش رکھے بلکہ اسے تلاوتِ قرآن، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، لوگوں کی اصلاح، علم سیکھنے اور سکھانے میں مشغول رکھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

هَلْ يَكُتُّ النَّاسَ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ فِي النَّارِ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ  
(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۵۰۳) یعنی جن لوگوں کو نارِ جہنم میں جھوٹکا جائے گا وہ ان کی  
زبانوں کی لغزشوں کی وجہ سے ڈالا جائے گا۔ رباعی

ہے بتابریں سالک کے مظاہر کی رنگینیوں اور مناظر کی رعنائیوں میں گم ہو کر گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے اس لئے حسین و جمیل مناظر و مظاہر کی نشلی اداؤں اور سریلی نواؤں سے مبتدی اور متوسط سالک کو حتی المقدور اجتناب کرنا چاہئے البتہ ختمی عارف مغلوب نہیں ہوتا بلکہ وہ ابوالوقت ہونے کی وجہ سے ماحول کو بدل دیتا ہے غوثِ انگلیں حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مذہبِ خلویہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ فانہم یقولون النظر الی بدن الجمیلہ والامر د حلال ... وهذا کفر محض (سر الاسرار ص: ۵۶) خلویہ کہتے ہیں کہ خوبصورت جسم اور بے ریش نوجوان کو دیکھنا حلال ہے۔ اور یہ کفر محض ہے۔ حضرت شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیس مرتبہ ابدال پر فائض مشائخ کرام نے بوقت رخصت مجھے یہی نصیحت فرمائی ایاک ومعاشرة الاحداث (فحات الانس) بے ریش لڑکوں کی محبت و محبت سے بچنا۔ حضرت شیخ مظفر کرمان شاعی فرماتے ہیں من صعب الاحداث علی شرط السلامة والنصیحة اذ اذ ذالك الی الہلاء..... جو شخص نوجوز نوجوانوں سے بشرط سلامت و خیر خواہی ہم نشینی رکھتا ہے تو یہ محبت بھی اسے بلا کی طرف لے جاتی ہے چہ جائیکہ بغیر شرط سلامتی ان سے ہم نشینی اختیار کی جائے۔ قدوة الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز ایک بے ریش نوجوان آتش پرست کو دیکھا اور اس کے حسن و

ایزد چو بنا کرد بحکمت تن جان  
در هر عضوے مصلحتے کرد نہاں  
گر مفسدتے ندیدہ بودی ز زباں  
محبوس نمی کرد بزندانِ دہاں

جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے خاموشی اختیار فرمائی تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کو عالم طفولیت میں گویائی عطا کر دی کہ انہوں نے فرمایا  
قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ اَتَانِي الْكِتَابَ (مریم: ۳۰)

جب مریم رضی اللہ عنہا کا تن خاموش ہوا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے دل بند عیسیٰ  
(علیہ السلام) کو گویائی عطا فرمادی یہ کوئی عجیب و غریب بات نہیں۔ بیت  
تا مریم تن غرفہ قدسی نگزیند  
با نفخۂ احیا چو مسیحا نتوان بود

حدیث شریف میں ہے کہ اہل بہشت پر اس سے بڑھ کر اور کوئی حسرت نہ ہوگی  
کہ دنیا میں ان پر ایک گھڑی ایسی گزری تھی کہ جس میں انہوں نے حق تعالیٰ کا ذکر نہ کیا  
جمال سے حیرت زدہ ہو کر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے حضرت جنید بغدادی کا ادھر سے گذر ہوا۔ شیخ  
ابو عبد اللہ نے عرض کیا استاد محترم! کیا اتنا حسین چہرہ بھی آتش دوزخ میں چلے گا؟ حضرت جنید نے فرمایا  
بیٹا! یہ تمہارے نفس کا کھیل ہے جس میں تو الجھ گیا ہے یہ نظارہ عبرت نہیں اگر تو چشم عبرت سے دیکھے تو کارگاہ  
حیات کا ہر ذرہ یہی حسن و جمال رکھتا ہے بجلد اس بے حرمتی کی وجہ سے تجھ پر عذاب آنے والا ہے۔  
حضرت جنید یہ کہہ کر چلے گئے اور قرآن مجید احمد بن یحییٰ کے دل و دماغ سے محو ہو گیا سال ہا سال تو بہ  
وزاری کے بعد توفیق الہی سے قرآن مجید پھر یادداشت پر وارد ہوا۔ اس کے بعد انہیں یہ ہمت نہ رہی کہ  
بجز حق کسی چیز کی طرف نظر نہ لائے، یا نظارہ غیر پر وقت ضائع کرتے۔ شیخ طریقت حضرت ابو بکر شبلی  
رحمۃ اللہ علیہ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم (النور: ۳۰) کی تفسیر میں کہتے ہیں ابصار الرؤس  
عن المحارم و ابصار القلوب عما سوی اللہ (سر کی آنکھوں کو حرام چیزوں سے بچاؤ اور دل کی  
آنکھوں کو ماسوی اللہ سے بچاؤ)

لیس یتحسر اهل الجنة الا على ساعة مرت بهم لم يذكروا الله تعالى فيها (مجمع الزوائد جلد دہم: ۷۸) یا پیغمبر خدا ﷺ پر درود نہ بھیجا۔

## شرطِ سوم

مخلوق سے خلوت اور عزلت ہے تاکہ نامحرموں پر نظر نہ پڑے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نامحرم کو دیکھنا زہر آلود تیر ہے جب دل تک پہنچے گا تو بجز ہلاکت کے اور کیا ہوگا چنانچہ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا النظر الی غیر محرمة سہم مسومة من سہام ابلیس (المعجم الكبير للطبرانی جلد ۱۰: ۱۷۳ میں یہ الفاظ ہیں النظر الی المرأة سہم من سہام ابلیس مسوم فمن ترکہ خوف الله عزوجل اثابه الله تعالى ايمانا بعد حلاوته في قلبه )

ز تیر مکر شیاطین بد ببوش دو چشم

ہلاک گردی اگر تیر کارگر یابی

جیسے نامحرم عورتوں کو دیکھنا حرام ہے ایسے ہی خوبصورت بے ریش لڑکوں کو بھی نہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قل للمؤمنات یغضض من ابصارهن ویحفظن فروجهن (النور:

۳۱) منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ایہا کو دیکھا کہ روٹی لے کر کاشانہ رسالت سے باہر آئی ہیں تاکہ درویش کو دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم خود باہر کیوں آئی ہو کیونکہ درویش مرد ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ درویش نابینا ہے حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ نابینا ہے تم تو پینا ہو۔

جو شخص غیر محرم کو دیکھنا حلال یا جائز سمجھے اس پر کفر کا خوف ہے۔

عزت کے دیگر فوائد یہ ہیں

بے ہودہ کاموں سے ہاتھ کا باز رہنا ہے، پاؤں کا ناز یا جگہوں پر جانے سے باز رہنا، کان کا ناپسندیدہ گفتگو سننے سے اجتناب کرنا، دشمنوں میں سے بدترین نفس کا روکنا ہے اور دل پر غیب کے دروازوں کا وا ہونا ہے۔ دل کے آئینہ سے دنیوی نقوش کا دور کرنا تا کہ نقوشِ آخرت کا پرتو پڑ سکے۔ جب آئینہ قلب مکمل طور پر صاف ہو جاتا ہے تو اس میں نورِ وحدانیت کا عکس پڑتا ہے وہ جلوہ گاہ بن کر فریاد کناں ہوتا ہے۔ رباعی

زاں می خوردم کہ روح خم خانہ او ست  
مستے شدہ ام کہ عقل پیمانہ او ست  
دودے بمن آمد آتشی بر من زد  
زاں شمع کہ آفتاب پروانہ او ست

### شرطِ چہارم

روزہ ہے <sup>۵</sup>۔ روزے کا فائدہ فرشتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور نفسِ امارہ پر قہر کرنا ہے اس کی خصوصیت الصوم لی وانا اجزی بہ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۷۴۹۲) ہے اور اس کا بے انتہا ثواب ہے جیسا کہ آیت انما یوفی الصابرون

۵..... روزہ ایک باطنی عبادت اور آدمی طریقت ہے جو وصولِ جنت اور حصولِ رویت کا موجب ہے اہل طریقت نے روزہ کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ (۱) صوم شریعت (۲) صوم طریقت (۳) صوم حقیقت

اہل اللہ فرماتے ہیں لفظ صوم تین حروف (ص، و، م) کا مجموعہ ہے صا..... نفس کے گناہوں سے بچنے پر دلالت..... کرتی ہے واؤ..... روزے دار کے اعضاء و جوارح کو اطاعت پر ولایت و غلبہ ہے۔ ہم..... موت تک روزے دار کا طاعت پر مداومت کرنا ہے..... شکم سیری کفر کی کیفیت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بھوکے آدمی کا مسکرانا شکم سیر آدمی کی روزے سے بہتر ہے۔ (صحیح سنن ابی یوسف: ۱۱۳)

اجر ہم بغیر حساب (الزمر: ۱۰) میں ہے، یہ شیطانی نکر و فریب کے راستہ کو بند کرنا اور ڈھال بنانا ہے **الْصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ** (نسائی رقم الحدیث: ۲۲۳۱) اس سے بھوکوں کے درود کی شناخت اور بخشش و عطا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور دورا حقیقی نصیب ہوتی ہیں **لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ افطَارِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ** (صحیح بخاری رقم الحدیث: ۷۴۹۲) روزے سے جسمانی صحت حاصل ہوتی ہے۔ روزے کے فائدے بے شمار ہیں۔ خصوصاً متبرک ایام کے روزے جیسے ماہ رجب، ذیقعد، ذوالحجہ اور محرم میں سند صحیح کے ساتھ حدیث میں وارد ہیں۔ راوی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود نہ سنا ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص ماہ حرام میں تین روزے رکھے (جن چار مہینوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے) جمعرات، جمعہ اور ہفتہ۔ اس کے نامہ اعمال میں سات سو برس کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

### شرط پنجم

ذکر ہے تمام اذکار سے افضل ترین ذکر **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہنا ہے۔ لفظ

بر تخت وجود هر که شاپنشاہست  
 او را سوئے عالم حقیقت راہست  
 هر نور یقین کہ در دل آگاہ است  
 دستش ز بد نیک جہاں کوتاہ ست  
 زین ہش دلے بود ہزار اندیشہ  
 اکنوں ہمہ لا الہ الا اللہ ست

اے خواجہ ترا غم جمال جاہ ست  
اندیشہ باغ راغ خرمن گاہ ست  
ما سوختگان عالم تجریدیم  
ما را غم لا الہ الا اللہ است

مرغ ذکر کو دو بال و پر چاہئیں۔ پروں کو کھولے اور اس کے بعد پرواز کرے  
جیسا کہ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (الفاطر: ۱۰) سے واضح ہے ایک پر حضور و  
آگاہی ہے اور دوسرا پر اخلاص ہے۔ دیگر یہ جاننا ضروری ہے کہ حضور و آگاہی سے مراد  
یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو دانا، مینا اور شنوا جاننا ہے جو ہر بلند و پست کو سنتا ہے۔

اخلاص یہ ہے کہ اپنے کردار و گفتار سے نہ دنیا کا طالب ہو اور نہ جاہ و مال کا۔ وہ  
نہ دنیا سے تعلق رکھے نہ عقبی سے۔ جنت، حور و قصور، نہروں، درختوں اور پھلوں کا  
خواہاں نہ ہو۔ ذکر کے دوران کہے

الہی مقصود من توئی و از تو ترا می خواہم

(الہی تو ہی میرا مقصود ہے اور میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں)۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس کے منہ سے سبز  
پرندہ برآمد ہوتا ہے جس کے بال سفید اور سر پر سونے اور یاقوت کا تاج ہوتا ہے۔ اس  
کی پرواز آسمان بلکہ عرش تک ہوتی ہے اور وہ شہد کی مکھی کی مانند آواز نکالتا ہے۔ حکم  
آتا ہے کہ خاموش رہو وہ کہتا ہے کیونکر خاموش رہوں جب تک میرا ذکر کرنے والا بخشنا  
نہیں جاتا۔ حق تعالیٰ اس مرغ کو فرماتے ہیں خاموش ہو جاؤ میں نے تمہارے کہنے  
والے کو بخش دیا ہے اور اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس مرغ کے کہنے والے  
کی خطاؤں کو آبِ غفران سے دھو دیا ہے حق تعالیٰ اس جانور کو ستر (۷۰) زبانیں  
عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ اپنے ذاکر کی روز قیامت تک بخشش مانگتا رہے اَمَّنَّا بِہِ وَ



صَدَّقْنَا وَهُوَ جَانُورٌ رُوزِ قِيَامَتِ آئِے گَا اپنے کہنے والے کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائے گا۔

لیکن ذکر کی تلقین ایسے مرد سے حاصل کرنی چاہئے جو صاحب اجازت ہو جیسے تیر سلطان کے ترکش سے لینا چاہئے وگرنہ تیر کے خطا جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (الاحزاب: ۴۱) حدیث شریف میں ہے کہ انسان روزانہ لاکھ بار سانس لیتا ہے اور ہر سانس کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تو نے اسے کیسے اندر باہر کھینچا تھا۔ رباعی

ز ہر نفس بقیامت شمار خواہد بود

گنہ مکن کہ گنہ گار خوار خواہد بود

بسا سوار کہ فردا پیادہ خواہد شد

بسا پیادہ کہ فردا سوار خواہد شد

بس بندہ کو چاہئے کہ غفلت میں گزرے ہوئے سانسوں کی قضا کرے۔ یہ وہ راز ہے کہ جب تک بندہ صاحب بیعت نہ ہو جائے تم اس کی بابت کلام نہ کرو (کہ بغیر اس کے سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا)

سرّیے کہ با تو دارم در نامہ چون نویسم

اسرار فاش گردد از کلک سر بریدہ

شرط ششم

خیالات کی نگاہ داشت ہے اور خاطر<sup>۱</sup> کی چار قسمیں ہیں

۱..... خاطر کی جمع خواطر ہے، خاطر ہر وہ خطاب جو قلب و ضمیر پر وارد ہو خواہ وہ ربانی ہو یا ملکی، نفسانی ہو یا شیطانی، بشرطیکہ وہ قلب میں جاگزیں نہ ہو یا خاطر ہر اس وارد کو کہتے ہیں جو بغیر سابقہ فکر و تدبر کے

۱۔ خاطر رحمانی ۲۔ خاطر ملکائی ۳۔ خاطر شیطانی ۴۔ خاطر نفسانی

خاطر رحمانی..... غفلت سے تنبیہ ہے

خاطر ملکائی..... طاعت کی ترغیب ہے

خاطر شیطانی..... معصیت کی آرائش ہے

خاطر نفسانی..... شہوات کا مطالبہ ہے

سالکِ راہ طریقت کے قلب میں جب کوئی خطرہ پیدا ہو، اسی وقت اسے ذکر کرنا چاہئے اور اس خطرہ کی نفی کرے اور مقصدِ کار میں لگا رہے حتیٰ کہ اس پر عیاں ہو جائے کہ اسے (خطرہ کو) قبول کرنا ہے یا رد کرنا ہے اگر وہ (خواطر میں) تمیز نہیں کر سکتا تو بارگاہِ قدس میں عرض کرے خدایا! تو جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا اور میں جانتا ہوں کہ تو جانتا ہے جو کچھ میرے لئے بہتر ہے وہ مجھے عنایت فرما اور یہ دعا (آہ و زاری سے) پڑھے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا و  
ارزقنا اجتنابه ولا تكلنا الى انفسنا ولا الى احد من خلقك طرفه  
عين ولا اقل من ذلك وكن لنا واليا وحافظا وناصرا وعاوننا ومعينا

قلب میں پیدا ہو اور خاطر بندہ کے اختیار سے خارج ہے۔ واقفِ اسرارِ حقیقت حضرت داتا گنج بخش علی جویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خواطر سے مراد دل کے اندر ایسے معنی کا حصول ہے جو جلد زوال پذیر ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرے معنی پیدا ہو جاتے ہیں صاحبِ خاطر کو اس کے دفع کرنے پر قدرت ہوتی ہے لیکن اہل خاطر اس خاطر کی پیروی کرتے ہیں جو حق کی طرف سے ہوتی ہے۔ خاطر رحمانی اعلیٰ ترین خاطر ہے جو کسی وقت بھی منجر بہ خطا نہیں ہوتی۔ خاطر ملکی فریضہ کی ادائیگی پر آمادہ کرتی ہے اسے الہام بھی کہتے ہیں۔ خاطر نفسانی میں حظ نفس پایا جاتا ہے اس کو ہا جس کہتے ہیں۔ خاطر شیطانی مخالفتِ حق پر ابھارتی ہے۔

وعلى كل خير حليلا وملقنا مؤيدا ربنا اتنا ومن حضرنا ومن غاب  
عنا وكل مؤمن ومؤمنة في الدارين حسنة يا واسع المغفرة ويا رحيم  
الرحمين

### شرط ہفتم

خدا تعالیٰ کے حکم پر راضی رہنا ہے توکل اور تفویض کے بھی اسی کو کہتے ہیں۔ سری  
وجہی اور سختی و زنی تمام حالات میں خوف و امید کے درمیان (بین الخوف والرجا) رہنا  
چاہئے۔ حق تعالیٰ کی شانِ کریمی، رحیمی، غفوری اور ستاری پر نظر رکھتے ہوئے ”رجا“  
سے قوت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی شانِ قہاری اور شدید العقابی پر نظر رکھتے ہوئے  
”خوف“ سے قوت حاصل کرے۔ جب توفیق پر نظر ہو تو بندے میں کیفیت رجا پیدا

کے ..... صاحب تعرف حضرت امام ابو بکر کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صوفی کا قول نقل کیا ہے حبیب اور خلیل  
علیہما السلام کے سوا کسی نبی نے تسلیم اور تفویض میں کمال حاصل نہیں کیا شارح تعرف حضرت مستملی بخاری  
فرماتے ہیں بزرگوں نے تفویض اور تسلیم میں فرق کیا ہے علامہ شریف جرجانی نے تحریر فرمایا التسلیم  
استقبال القضاء بالرضا وقبول التسليم هو الثبوت عند نزول البلاء من تغیر فی  
الظاهر والباطن (التعریفات: ۲۴) یعنی تضا کو رضا کے ساتھ قبول کرنا بعض نے کہا ظاہر و باطن میں  
تغیر سے نزول بلاء کے وقت ثابت رہنا تسلیم سے حضرت شیخ ابوسعید بن الاعرابی فرماتے ہیں التفویض  
كله الطمانية عند الموارد (طبقات الصوفیہ للسلمی ص: ۴۲۹) یعنی واردات کے وقت مکمل طمانیت کو  
تفویض کہتے ہیں۔ حضرت خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلیم کا ذکر اس آیت میں ہے اسلم قال اسلمت  
(البقرہ: ۱۴۱) اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفویض کا ذکر اس آیت میں ہے وافوض امری الی اللہ  
(المومن: ۴۴)..... صوفیا کہتے ہیں کہ تفویض، تسلیم سے افضل ہے۔ کیونکہ تسلیم میں تصرف پایا جاتا ہے  
اور تفویض میں قطع تصرف۔ تسلیم مجردوں کے لئے ہے اور تفویض مفردوں کے لئے ..... سپرد کردہ چیز  
میں یہ حکم کرنا کہ سپرد کردی تسلیم ہے مگر اس حکم کو ہی نہ دیکھنا اور اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا کہ جو چاہے حکم کرے  
تفویض ہے۔

ہوتی ہے کہ اگر وہ تعالیٰ چاہے تو توفیق دے اور اگر نہ چاہے تو توفیق <sup>۱</sup> عطا نہ فرمائے

توفیق عزیز ست بہر کس ندہند

ایں گوہر ناسفتہ بہر خس ندہند

جب بندہ اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے تو کیفیتِ خوف پیدا ہوتی ہے

بندہ ہماں بہ کہ بتقصیر خویش

عذر بدرگاہ خدا آورد

ورنہ سزا وار خداوندیش

کس نتواند کہ بجا آورد

دنیا میں بندہ کی بھلائی اسی بات میں ہے کہ وہ جمیع احوال میں خوف ورجا کے

درمیان رہے۔ طاعت و بندگی میں بے خوف نہ ہو اور معصیت و گناہ میں مایوس نہ ہو

ایمن مباش خواجه و نومید ہم مشو

اسلام درمیانه خوف و رجا بود

۱ ..... توفیق باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا مادہ اشتقاق و، ف، ق ہے لغت میں جس کا معنی درست

کرنا، اصلاح کرنا، موافق کرنا اور الہام کرنا کے آتے ہیں اور توفیق کا شرعی مفہوم یہ ہے التوفیق ہو

توجیہ الاسباب نحو المطلوب الخیر یعنی اسباب کو مطلوب خیر کی طرف متوجہ کرنا توفیق ہے۔

علامہ شریف جرجانی نقشبندی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے توفیق کی تعریف یوں کی ہے، جعل اللہ فعل عبادہ

موافقا لما یحبہ ویرضاہ (التعریقات: ۱۳) اللہ تعالیٰ کا بندوں کے افعال کو اپنی پسند اور رضا کے

موافق بنادینا توفیق کہلاتا ہے درحقیقت توفیق موہبت ربانی اور نعمت یزدانی ہے جو ہر کس ونا کس کو نصیب

نہیں ہوتی بلکہ مخصوص افراد ہی اس کے حقدار ہیں کشف المحجوب میں ہے توفیق منجانب اللہ ہے حصول

طاعت توفیق کے بغیر ممکن نہیں اور توفیق بغیر طاعت حاصل نہیں ہوتی قدوة الابرار حضرت خواجہ علاؤ

الدین عطار <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے یوں کہا التوفیق مع السعی

## شرط ہشتم

صالحین کی صحبت اختیار کرنا اور مفسدین سے اجتناب کرنا ہے بالخصوص ضعیف  
الاحوال سالکین کو حجاب میں رہنا چاہئے تاکہ غیر محرم پر نظر نہ پڑے اور غیر محرم کی نظر بھی  
اس پر نہ پڑے اور یہ انمول بات ہے۔ رباعی

باہر کہ نشستی نشد جمع دلت  
ور تو نرمید زحمت آب و گلت  
از صحبت او اگر تبرا نکنی  
هرگز نکند روح عزیزاں بعلت

## شرط نہم

بیداری ہے اور اس میں بہت فائدے ہیں اول تخلیق باخلاق اللہ ہے  
جیسا کہ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ (البقرہ: ۲۵۵) ہے  
گفتم بچہ خدمت بوصالت برسم  
گفتا کہ تخلقوا باخلاق اللہ  
شب، عاشقوں کا خلوت کدہ ہے کہ شب کو ہی وہ غیروں کی تشویش کے بغیر بے نیاز کے  
حضور راز و نیاز عرض کرتے ہیں

از صبح وجود بے خبر بود عدم  
آنجا کہ من و عشق تو بودیم بہم  
در روز اگر کسی نیابم محرم  
شب ہست غمت ہست مرا پیش چہ غم

سالکانِ طریقت جو دولت اور سعادت پاتے ہیں، شب بیداری میں ہی پاتے

ہیں

دولت شب گیر خواہی خیز شب را زنده دار  
خفته نابینا بود و دلت به بیداران رسد

شرطِ وہم

لقمہ کی نگہداشت ہے۔ چاہئے کہ حلال و طیب لقمہ ہو اور یہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا (البقرہ: ۱۶۸)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عبادت کے دس اجزاء ہیں۔ نو اجزاء رزقِ حلال

کی تلاش کرنا ہے اور باقی تمام عبادات ایک جزو ہیں۔ (ان العبادۃ عشرۃ اجزاء

تسعة منها طلب الحلال و جزء واحد منها سائر العبادات) رزقِ حلال

۹ ..... طلبِ حلال کو جہاد فرما کر طیبات، اعمالِ صالحہ اور قبولیت کو اس قدر باہم مربوط و مشروط کر دیا کہ

ان کا ایک دوسرے سے انفکاک ممکن و متصور نہیں آئیے کریمہ کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا

(المؤمنون: ۵۱) اور فرمان نبوی ﷺ ان الله طيب لا يقبل الا طيب اسی امر کے شاہد ہیں ایک

جوان نے قدوة المشائخ حضرت ابراہیم ادم علیہ السلام سے بیعت کی وہ طاعت و عبادت میں اتنا آگے بڑھ

گیا کہ اسے ذکر و فکر اور مراقبہ و تلاوت کے بغیر چین نہ آتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ادم کو بھی حیرت و

شرمندگی ہوئی کہ یہ نوجوان اتنی عبادت کرتا ہے کہ مجھے میسر نہیں ہوتی کچھ مدت بعد آپ کو نورِ باطن سے

معلوم ہوا کہ اس کی یہ عبادت بے سود ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں کہ اس کا کھانا پینا غیر شرعی ذرائع اور شبہات

سے ہے آپ نے فرمایا کہ اے جوان جو کھانا تو کھاتا ہے مت کھا، تجھے جو کچھ کھانا ہے میرے ساتھ کھا۔

اس نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اس کی وہ تمام ریاضتیں اور عبادتیں ناقص و ناتمام رہ گئیں اور حالت یہ

ہو گئی کہ فرض نماز ادا کرنا بھی دشوار ہو گیا ایک روز حضرت ابراہیم سے اپنی عبادت کے قصور و فتور کی

شکایت کی اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جو رغبت و کوشش اس سے پہلے تھی وہ بالکل نہیں رہی

یہ ہے کہ اسے کھاتے وقت خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو اور طیب یہ ہے کہ اسے کھاتے وقت طاعت و عبادت بجالانے کی قوت حاصل کرنے کی نیت سے کھایا جائے اور جب روزی حلال و طیب ہو تو فضول خرچی نہ کرے

گرچہ خدا گفت کلا و اشربوا

از بہ آن گفت و لا تسرفوا

جب کھائے تو ذکر الہی (حضور و آگاہی) سے کھانا چاہئے اگر غفلت سے کھائے

تو ایسے ہی ہے جیسے وہ ذبیحہ بغیر بسم اللہ کھا رہا ہے۔ آیت لا تأکلوا مما لم یذکر

اسم اللہ علیہ (الانعام: ۱۲۱) کا ظاہر یہی تقاضا کرتا ہے اور جب کھائے تو غافلین

سے ہم پیالہ نہ ہو یعنی غافلوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہ کھائے۔ رباعی

منشین با بدان کہ صحبت بد

گرچہ پاکی ترا پلید کند

آفتایہ بدیں بزرگی را

ہر چہ ابر نا پدید کند

گوہر از ناقصان را مطلب

زانکہ این مایہ کاملہ دارد

چاہئے کہ طعام پکانے والا با طہارت (وضو وغیرہا) ہو اور ذکر الہی میں مشغول ہوتا کہ

کھانا غفلت اور ظلمت کا سبب نہ بنے۔ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام عارف ربانی

حضرت ابراہیم ادم نے ارشاد فرمایا اَطْبَبْ مَطْعَمَكَ وَلَا عَلِيكَ انْ تَصِلَ بِاللَّيْلِ وَلَا انْ تَصُومَ

بِالنَّهَارِ یعنی روزی حلال کھاؤ پھر تم پر رات کو قیام کرنا اور دن کو روزہ رکھنا لازم نہیں۔

ندھد جز نتیجہ نا پاک

لقمہ شبہہ ہست تخم پلید

ہدیہ پاکیزہ بریصد تا پاک

تو بدرگاہ پاک خواہی رفت

(سچ سائل ص: ۱۱۶-۱۱۷)

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا مگر حضرت خضر علیہ السلام نے کھانا تناول نہ فرمایا اور کہنے لگے کہ جس نے آٹا گوندھا ہے وہ بے طہارت (بے وضو) تھا۔ یہ لقمہ ہمارے کھانے کے قابل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مومنوں کو حلال اور طیب رزق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔ حضرت عزیزاں کا رسالہ مکمل ہوا میری مراد حضرت خواجہ علی رامینی قدس سرہ العزیز ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے انفاسِ قدسیہ کی برکات سے نفع عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین



سلطان العشاق

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی سیدنا سیدنا

(مختصر تعارف)

آپ کا اسم گرامی نور الدین عبدالرحمن بن نظام الدین احمد جامی ہے آپ کے والد گرامی ترکمانوں کی غارتگری کے دور میں خراسان کے قصبہ جام محلہ خجرد میں اقامت گزریں ہو گئے تھے وہیں آپ ۲۳ شعبان ۸۱۷ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ نے علم و ادب کے عظیم مرکز مدرسہ ہرات اور علوم اسلامی کے سب سے بڑے مرکز سمرقند میں اکتساب علم لیا۔ واپسی پر ہرات آ کر تشنگان علم کو سیرابی کے دوران آپ کو عالم رویا میں طریقت و سلوک کی طرف متوجہ ہونے کا اشارہ کیا گیا چنانچہ آپ شیخ الاسلام حضرت سعد الدین محمد کاشغری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے منازل سلوک طے کر رہے تھے کہ ان کے وصال باکمال کے بعد ان کی مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے۔ بعد ازاں سلسلہ نقشبندیہ کے غوث اعظم قطب الارشاد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ نے متعدد مشائخ سے فیض حاصل کیا لیکن تکمیل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ نے مسند مشیخت پر متمکن ہو کر مدرسوں اور خانقاہوں کا وسیع نظام قائم کیا تھا۔

..... آپ ایک صاحبِ حال عالم و عارف، باکمال شاعر، صاحبِ طرز نثر نگار اور بہترین سیرت نگار تھے۔ آپ نے عربی و فارسی زبانوں میں اپنی منشور و منظوم تصانیف

کا ایک واقع اور قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ آپ کی تصانیف لطیفہ کی تعداد آپ کے تخلص کے اعداد کے مطابق ۵۴ بتائی جاتی ہے، فوائد ضیائیہ شرح کافیہ، فحاشات الانس، شواہد النبوت، یوسف زلیخا، شرح فصوص الحکم، سخنان خواجہ پارسا، سلسلۃ الذہب، سبحة الابرار وغیرہ قابل ذکر اور معروف شاہکار تصانیف ہیں۔

عاجز از تعداد اوصاف کمال اوست عقل

اختر گردوں شمردن کے طریق اعورست

آپ کی گراں قدر تصانیف سلسلۃ الذہب اور تحفۃ الاحرار کا منظوم آغاز بالترتیب حسب ذیل ہے۔

بصفت الجلال و الاکرام

بسم الله الرحمن الرحيم

ہست صلائے سرخوان کریم

آپ کے مشہور زمانہ نعتیہ کلام کے دو اشعار نذر قارئین ہیں

نسیم جانب بطحا گذر کن ز احوالم محمد را خبر کن

توئی سلطان عالم یا محمد خدا را سوئے مشتاقان نظر کن

آپ نے اکیاسی برس عمر پائی۔ ۱۸ محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک ۸۹۸ھ علم و

فضل کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اہالیان ہرات، خواص و عوام، شہزادے، امرائے

سلطنت کے علاوہ خود سلطان حسین بالقرآ اپنے کندھوں پر جنازہ اٹھائے ہوئے

قبرستان تک گئے جو دنیاوی اعتبار سے بہت بڑا اعزاز و اکرام ہے۔

آپ کے خلفاء میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ ضیاء الدین یوسف،

حضرت شیخ مودود لاری، حضرت ملا حسین واعظ کاشفی وغیرہم (رحمۃ اللہ علیہم) کے اسماء نقل

کئے گئے ہیں مگر افسوس کہ صفوی سلطنت کے پہلے متعصب شیعہ حکمران اسماعیل صفوی

نے آپ کے وصال سے سات برس بعد علماء و مشائخ اہلسنت کا قتل عام شروع کر دیا۔

جس کے نتیجے میں ہزاروں علماء و صوفیاء نے جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے اکثر خلفاء اور شاگرد علماء اس کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور کچھ ترک وطن کر کے روم، مصر، شام، عراق اور سمرقند وغیرہا کی طرف ہجرت کر گئے جن کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ آپ کی قائم کردہ مسجدیں، دینی مدرسے اور خانقاہیں بھی منہدم کر دی گئی۔ یہاں تک کہ آپ کے شاندار مزار پر انوار کو بھی منہدم کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کے کسی خلیفہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کے لئے کام نہ ہو سکا۔ لیکن و تلک الایام نداولہا بین الناس کے مصداق دو صدیوں کے بعد صفویوں کی عظیم الشان سلطنت بھی افغان مجاہدین کے ہاتھوں زوال پذیر ہوئی اور ہرات بھی افغانوں کے زیر نگیں آ گیا۔ ان افغان سلطانوں نے آپ کی منہدم یادگاروں کو از سر نو تعمیر کرایا۔ وہی دوبارہ تعمیر شدہ مزار آج بھی ہرات میں مرجع خلایق ہے۔

هرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

رسالہ

سلطان العشاق

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ

نہیں کوئی معبود (مقصود) سوائے اللہ تعالیٰ کے حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر

ایں عمر گرامی بخشارت مگذار

دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال

میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

اے عزیز! اللہ تعالیٰ تیری عادات رذیلہ کو فنا کر کے تجھے مقام بقاء عطا فرمائے

جان لے کہ خواجہ بزرگ حضرت شاہ نقشبند بخاری اور آپ کے خلفائے کرام قدس اللہ

اسرارہم کے طریقہ کا حاصل یہ ہے کہ عقیدہ صحیح کرنے اور اسے سلف صالحین رضوان

اللہ علیہم اجمعین کے مطابق کرنے، اعمال صالحہ بجالانے، ماثورہ سنتوں کی اتباع کرنے

اور محرمات و مکروہات سے اجتناب کے بعد دوام حضور مع اللہ ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ سالک بغیر کسی سستی اور پراگندگی کے کوئی لمحہ بھی حق تعالیٰ سے غافل نہ رہے جب یہ حضور سالک کے نفس کا ملکہ ہو جاتا ہے بلکہ اس کی ذاتی ملکیت (استعداد) ہو جائے تو اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔

اس دولت (دوام حضور مع اللہ بلا غیو بہ) کے پانے کے تین طریقے ہیں۔  
**پہلا طریقہ:** ذکر ہے کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا تکرار حضور قلب کے ساتھ کرے۔  
**۱۔ کلمہ طیبہ:** دین اسلام کا بنیادی رکن اور باب اول ہے جس کے بغیر کوئی انسان اسلام کے محل میں داخل نہیں ہو سکتا۔

**کلمہ طیبہ:** بظاہر چند الفاظ کا مجموعہ ہے مگر حقیقت میں بے شمار حقائق و دقائق اور لاتعداد اسرار و رموز پر مشتمل ہے۔

**کلمہ طیبہ:** وہ لاہوتی نغمہ ہے جو فکر و نظر میں عظیم انقلاب برپا کر دیتا ہے اور کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو ایک خدا (ﷻ) اور ایک رسول (ﷺ) سے آشنا کر دیتا ہے۔ وہ شخص جو چند لمحے پہلے اسلام کا دشمن تھا یا اسلام کے خلاف تھا، کلمہ پڑھنے کے بعد اسی کے تحفظ اور پاسبانی کی خاطر جان و مال تک نثار کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔

**کلمہ طیبہ:** وہ بیج ہے جس سے شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا اعلیٰات والتسلیمات) کا پورا درخت بنتا ہے جس پر شریعت کے پھل اور طریقت کے پھول لگتے ہیں۔

**کلمہ طیبہ:** وہ قانون فطرت ہے جو مادی اور دنیاوی اقتدار کے برعکس روحانی اور اسلامی اقتدار کا مفہوم واضح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حاکمیت کا اعلان کرتا ہے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم

سروری زیا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری  
**کلمہ طیبہ:** وہ دعوت اتحاد ہے جو نوع انسانی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے۔

**کلمہ طیبہ:** وہ پیغام وصل ہے جو انسان کے دل کو لا الہ کے ذریعے غیر کے خیال سے پاک کر کے الالہ کے ذریعے وصل باللہ کر دیتا ہے۔ حضرت خواجہ ستانی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا

تا بہ جاروب لا نہ روبا راہ کے رسی در مقام الا اللہ

نئی کی جہت میں تمام مخلوقات کو عدم اور فنا کی نگاہ سے مطالعہ کرے اور جہت اثبات میں معبود برحق کو قدم اور بقاء کی نظر سے مشاہدہ کرے۔ کلمہ کے تکرار کے وقت زبان کو تالو سے چپکائے اور قلب صنوبری جو قلب حقیقی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اپنے سانس کو اندر کھینچے اور پوری قوت سے اس طرح ذکر کرے کہ اس کا اثر دل تک پہنچے اور قلب اس سے متاثر ہو لیکن اس کا اثر سالک کے ظاہر پر نمودار نہ ہو بالقرض اگر کوئی شخص اس کے پہلو میں بیٹھا ہو تو سالک اسے بھی آگاہ نہ ہونے دے۔ ہر وقت اس ذکر میں مستغرق رہے کوئی مشغولیت اسے ذکر سے نہ روکے خواہ جانا، آنا کہنا، سننا اور سونا، جاگنا ہی کیوں نہ ہو اور اگر کسی مشغولیت کی وجہ سے تکرار ذکر میں کوئی فور واقع ہو تو اپنی چشم دل کو کھولنا چاہئے، اس سے ہرگز غافل نہ ہو اور اگر صبح سے پہلے اس کلمہ کے تکرار میں زیادہ مبالغہ کرے تو امید ہے کہ اس کی برکات سارا دن شامل حال رہیں گی۔ یونہی سونے سے قبل اس کا مبالغہ ذکر کرے تو امید ہے کہ اس کی برکت ساری رات اسے پہنچتی رہے گی اور اس بات میں کوئی شک نہیں جب اس تکرار پر ہمیشگی

**کلمہ طیبہ:** توحید و رسالت کا وہ مہکتا ہوا سدا بہار گلدستہ ہے جس کی بوئے دلنواز سے عاشقان ذات برآں ہی جان حاصل کرتے ہیں

کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر است  
**کلمہ طیبہ:** پڑھتے ہی انسان تین چیزوں کا اقرار کر لیتا ہے۔ ایمان، اسلام، دین، ایمان قلبی اعتقادات کا نام ہے۔ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور دین ان دونوں کے مجموعے کو کہتے ہیں اور کلمہ طیبان تینوں پر مشتمل ہے۔

**کلمہ طیبہ:** کے دو جزو ہیں۔ پہلا جزو..... توحید اور دوسرا جزو..... رسالت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... توحید ہے۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ..... رسالت ہے۔

توحید دعویٰ ہے رسالت اس کی دلیل ہے۔ دعویٰ اور دلیل میں اس قدر قرب ہے کہ درمیان میں واؤ حاضر کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ توحید کا وسیلہ رسالت ہے اور قرب خدا (ﷻ) کا ذریعہ قرب مصطفیٰ (ﷺ) ہے۔ کلمہ طیبہ کا پہلا جزو مقصد زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور دوسرا جزو طرز زندگی کی

کی جائے تو بعض اوقات ذاکر کو اس سے بے خودی اور بے شعوری میسر ہوگی جو جذبہ کا مقدمہ ہے لہذا چاہئے کہ اس کیفیت سے اپنے آپ کو سرگرم رکھے اور جس قدر ممکن ہو اس کیفیت کو محفوظ رکھے۔ جب اس کیفیت میں کمی ہو جائے تو ذکر کے تکرار سے اسے درست کر لے۔ جب یہ کیفیت ذاکر کو مسلسل حاصل رہے تو امید ہے کہ اسے اس کا ملکہ حاصل ہو جائے گا اگرچہ یہ کیفیت بالفعل اس کا حال نہ ہو، اس کا حال اس کے علم میں درج ہوتا ہے، جب چاہے گا تھوڑی سی توجہ سے اس حال سے متحقق ہو سکتا ہے اور اگر طبیعت جس دم (سانس روکنا) سے وفا کرے تو ایک سانس میں تین بار یا پانچ بار یا سات بار کلمہ طیبہ کا تکرار کرے۔ نفی خطرات اور کیفیت بے خودی کے حصول میں ذکر جس دم کو بڑا دخل ہے اور اس پر عظیم حلاوت کی یافت مترتب ہوتی ہے۔

**دوسرا طریقہ:** توجہ اور مراقبہ کا ہے کہ بے چون اور بے چگون معنی کو جو اسم مبارک اللہ نشاندہی کرتا ہے۔ نیز کلمہ طیبہ کا دوسرا جزو (محمد رسول اللہ) حضور اکرم ﷺ کی معبودیت کے اثبات کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے تاکہ توحید باری تعالیٰ کی تصدیق کے بعد آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کریں کیونکہ ایمان ان دو (تصدیق توحید اور تصدیق رسالت) تصدیقوں پر موقوف ہے۔

**کلمہ طیبہ:** کا پہلا جزو اعلانِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور دوسرا جزو اعلانِ خدا ہے۔ گویا یوں فرمایا جا رہا ہے

کہ اے محبوب! تم میری توحید کا اعلان کرتے جاؤ میں تمہاری رسالت کا ڈنکا بجاتا ہوں

جناب محمد برائے الہی جناب الہی برائے محمد

**کلمہ طیبہ:** کا پہلا جزو تمام آفاقی اور انفسی خداؤں کی نفی کر کے خدائے واحد کے معبود و مقصود ہونے

کو ثابت کرتا ہے جو شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کا جامع ہے۔

توحید و جودی ہو یا شہودی دونوں سے مقصود باطل معبودوں کی نفی کرنا اور معبود برحق کا اثبات کرنا

ہے۔ اسی مفہوم کو اہل تصوف نفی اثبات سے تعبیر کرتے ہیں توحید شہودی میں مشہود صرف ذات ہوتی ہے۔

غلبہ شہود وحدت میں کثرت کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔ جبکہ توحید و جودی میں موجود صرف ذات ہوتی

ہے لیکن کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اشعار توحید شہودی

کے مفہوم پر مشتمل ہیں

سے مفہوم ہوتا ہے، عربی، عبرانی اور فارسی وغیرہا عبارت کے واسطے کے بغیر ملاحظہ کرے۔ تمام ظاہری مدارک اور باطنی قوی کے ساتھ اس نگہداشت کی جانب قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس معنی پر مداومت کرے، اس نگہداشت میں اس وقت تک تکلفاً کوشش کرے کہ درمیان سے تکلف اٹھ جائے چونکہ اس معنی کا وجود سالک میں تصرفِ جذبہ سے پہلے پیدا ہونا بہت دشوار ہے۔ لہذا سالک کو چاہئے کہ وہ معنی مقصود جو نور بسیط کی شکل میں ہے اور تمام علمی و عینی موجودات کو محیط ہے، برابر تصور میں رکھے اور اس کی طرف تمام قوی و مدارک کے ساتھ قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ وہ صورت درمیان سے اٹھ جائے اور مقصود حاصل ہو جائے۔

در کون و مکان نیست عیاں جز یک نور

ظاہر شدہ آن نور بانواعِ ظہور

خودی کا سر نہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا  
 خرد ہوئی ہے زمان و مکان کی زناری  
 یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے  
 یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند  
 یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند  
 گرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں  
 خودی ہے تیغِ فساں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 فریبِ سود و زیاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 نہ ہے زمان نہ مکان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 صنم کدہ ہے جہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 بتانِ وہم و گماں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 بہار ہو کہ خزاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 مجھے ہے حکم ازاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

**کلمہ طیبہ:** کا دوسرا جزو عقیدہ رسالت کا اعلان کرنا ہے اور شریعت کی تکمیل و تعمیل کا مظہر ہے۔ کلمہ طیبہ کے دونوں اجزاء لازم و ملزوم ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرے پر ایمان ثابت نہیں ہو سکتا۔ عقیدہ توحید عقیدہ رسالت کے بغیر مفید نہیں اور عقیدہ رسالت عقیدہ توحید کے بغیر نامکمل ہے عقیدہ توحید کا تصور ربوبیت "أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" (الفاتحہ: ۱) سے ظاہر ہے اور عقیدہ رسالت کا تصور رحمت "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" (الانبیاء) سے ثابت ہے۔

دستیاب فارسی نسخہ میں یہ اشعار نہیں ہیں



حق نور و تنوع ظہورش عالم  
توحید ہمیں ست و دگر وہم و غرور

منظوم ترجمہ

کون و مکان میں کچھ نہیں اک نور کے سوا  
جلوہ نما ہے سارے جہاں میں وہ جا بجا  
حق نور ہے ، زمانہ میں اس کا ظہور ہے  
توحید حق یہی ہے نہیں فرق اک ذرا

تیسرا طریقہ: ایسے پیر سے رابطہ ہے جو مقام مشاہدہ تک پہنچا ہوا ہو، تجلیات ذاتیہ سے متصف ہو، اس کا دیدار فرحت آثار بمقتضائے ہم الذین اذاروا ذکر اللہ ذکر کا فائدہ دے اور اس کی صحبت بفقوائے ہم جلساء اللہ صحبت حق جل سلطانہ کا نتیجہ بخشنے، پس جب ایسے عزیز کی دولت دیدار نصیب ہو جائے اور اس کا اثر سالک میں نمودار ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو، اسے محفوظ رکھے اور اگر اس تاثر صحبت میں کسی قسم کی سستی واقع ہو جائے پھر اس کی صحبت کی طرف رجوع کرے تاکہ اس کی برکت سے وہی تاثر پر تو ڈالے یونہی یہ صحبت بار بار اس وقت تک اختیار کرے کہ وہ کیفیت، سالک کا ملکہ ہو جائے اور اگر اس عزیز (شیخ) کی ظاہری صحبت میسر نہ ہو تو اس کی صورت کو تمام ظاہری و باطنی قوی سے قلب صنوبری کی طرف مسلسل متوجہ رکھے اور جو خطرہ ظاہر ہو، اس کی نفی کرے، یہاں تک کہ غیب و بے خودی کی کیفیت نمودار ہو جائے اور اس کیفیت کے تکرار سے سالک کا ملکہ ہو جائے گا اور اس سے قریب ترین کوئی طریقہ نہیں ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب مرید میں یہ قابلیت ہو تو پیر اس میں تصرف کرتا ہے اور

پہلی ہی صحبت سے اسے مرتبہ مشاہدہ تک پہنچا دیتا ہے۔

چونکہ ایسے پیر کا ملنا اس زمانہ میں کبریت احمر سے بھی زیادہ کم یاب ہے لہذا مذکورہ بالا دو طریقوں (ذکر اور توجہ و مراقبہ) میں سے کسی ایک طریقہ میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ ان تین طریقوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ قلبِ صنوبری کی طرف توجہ جسے خواجگان نقشبندیہ کے عرف میں وقوفِ قلبی کہتے ہیں، تمام اوقات میں ضروری ہے۔ سالارِ طریقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اسے طریقت نقشبندیہ کے لوازمات میں سے شمار کرتے ہیں۔ حضرت مولانا مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اسرارِ معارف میں ہے

مانند مرغِ مرغِ باش ہان بر بیضہ دل پاسباں  
کز بیضہ دل زائدت مسترہ و ذوق و قہقہہ  
رو بر دل بنشیں کان دلبرِ خیر گاہے  
وقتِ سحر آید یا نیم شبے باشد

منظوم ترجمہ

مرغ کی مانند رکھ تو بیضہ دل پر نظر  
تا ہو پیدا اس سے ہر دم شور و مستی کا اثر  
دل کے دروازہ پہ کر تو اس کا ہر دم انتظار  
صبح دم آ جائے یا پچھلی کو آئے نگار

لیکن وقوفِ زمانی جو محاسبہ اوقات سے عبارت ہے کہ وہ اوقات، تفرقہ سے گذرتے ہیں یا جمعیت کے ساتھ اور وقوفِ عددی جو عدد ذکر کا خیال رکھنا ہے کہ نتیجہ دیتے ہیں یا نہیں کوئی ضروری نہیں ہے۔

ایسا ہوتا ہے کہ طرقِ خلاشہ کے دوران انوار و واقعات نمودار ہونے لگتے ہیں سالک کو چاہئے کہ ان کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ مقصودِ حقیقی میں مشغول رہے۔ حضرت

۲ ..... جب کوئی مجددی سالک کسی شیخِ کاملِ مکمل کے تلقین فرمودہ طریقہ کے مطابق نفسی اثبات کا ذکر و

خواجہ قدس سرہ کے سخنان (ملفوظات) میں ہے کہ بس واقعہ قبول طاعت کی علامت ہے واقعہ سے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔

چو غلام آفتابم ہم ز آفتاب گویم  
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

منظوم ترجمہ

میں ہوں غلامِ شیخ جو ہے مثلِ آفتاب  
میں شب نہیں کہ سناؤں حدیثِ خواب

سالک رشید کو چاہئے کہ جب حق سبحانہ و تعالیٰ اسے اس طریقہ کے اشتغال کی توفیق رفیق عطا فرمائے، لوگوں میں اس کی تشہیر نہ کرے اور نہ ہی اس بارے علم تکرار کرتا ہے تو اسے معبودانِ باطلہ کے ساتھ ساتھ مقصوداتِ غیر مقصودہ اور متعلقاتِ غیر مطلوب (ممکنات وغیرہ) کو بھی نائے نفی کے تحت لانا چاہئے تاکہ لا معبود الا اللہ کا معنی و مفہوم اس پر آشکارا ہو جائے۔ یونہی جانب اثباتِ الا اللہ کے تکرار کے دوران جملہ اسماء و صفاتِ الہیہ سے ماوراء ذات احدیتِ مجردہ (مطلوبِ حقیقی) کو تلاش کرنا چاہئے تاکہ اُسے ماسوی اللہ کی گرفتاری سے چھٹکارا میسر ہو سکے اور لا مقصود الا اللہ کا مفہوم اس پر عیاں ہو جائے۔ علامہ اقبال مرحوم نے خوب کہا

مرد مؤمن در نسا زد با صفات مصطفیٰ راضی نشد الا بذات

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں التوحید هو الحکم بوحدانیة منعو تا بالتنزه عما يشابه اعتقادا فقولا وعملا فيقينا و عرفانا فمشاهدة و عيانا فثبوتاً و دواما (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول: ۴۶) یعنی توحید اللہ تعالیٰ کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے اعتقاداً پھر قولاً و عملاً پھر یقیناً و عرفاناً پھر مشاہدہ و عیاناً پھر ثبوتاً و دواماً منزه ثابت کرنا ہے۔

سالارِ طریقت حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہرچہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ آن ہمہ غیر است، داناشیر از حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں منظوم فرمایا

اے! برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم و زہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

نیز تمام مخلوقات کے جملہ مبصرات و مشہودات و مسموعات کو لائے نفی کے تحت لانا چاہئے کیونکہ وہ سب

غیر حق ہیں ذاتِ احدیتِ مجردہ کا احاطہ و ادراک کسی ممکن کے بس کا روگ نہیں۔

لہرائے بلکہ حتی الامکان اسے مخفی رکھنے کی کوشش کرے اور ہر محرم و نامحرم سے پوشیدہ رکھے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کی طریقت کی بنیاد کس چیز پر ہے ارشاد فرمایا خلوت و راجس پر کہ بظاہر یا خلق اور باطن یا حق سبحانہ و تعالیٰ۔ بیت

از درون آشناء وز بیرون بیگانہ روشن

ایں چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

منظوم ترجمہ

اندر سے آشنا رہو باہر سے بے خبر

یہ ایک روش ہے سب سے بھلی اور یا اثر

طائفہ خواجگان کے میں سے کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ کا لطیف ترین

حجاب افادہ و استفادہ کی مانند ہے۔ جس طرح اہل علم کرتے ہیں سالک کو چاہئے کہ

اپنے آپ کو یونہی مستور کر لے اور مخلوق کی نظر سے دور رہے ایسے معلوم ہو کہ وہ کتب

مطلوبہ متداولہ پڑھنے کی طلب رکھتا ہے کہ وہاں سے اس کے علوم کی تحصیل و تکمیل

۳ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کل طریقہ کے تکرار کے دوران الا حسیب ولا مطلوب اور لا حسیب

تینوں تصورات پر توحید راسخ ہو جاتی ہے البتہ ابتدائے سلوک میں سالکین کو لا موجود کا تصور بھی سکھایا جاتا

ہے مگر بعد میں اس تصور سے روک دیا جاتا ہے صوفیائے مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم کل طریقہ کے تکرار کے دوران

دائرہ نفی کو وسیع کرتے ہیں اور لا الہ الا اللہ موجود کے تکرار پر توجہ دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی

قوت خیالیہ پر یہ سعی نقش کا لہجہ کی مانند راسخ ہو جاتا ہے نتیجتاً وحدت وجود کا قول کرنے پر مصمم ہوتے ہیں

جبکہ صوفیائے مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم جانب اثبات اللہ کا دائرہ وسیع کرتے ہیں تاکہ مطلوب حقیقی کا استحقاق

غالب رہے غرضیکہ نفی اور اثبات دونوں ہی توحید کی اساس ہیں طلاس اقبال مرحوم کہتے ہیں

لا و الا برک و ساز آستان      تقی بیہ اثبات مرگ آستان  
نوٹ: فارسی اشعار کا منظوم ترجمہ کسی اور بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جن کا اسم گرامی مستحق نہیں رہا۔

بھری ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تحصیل عہدہ نہ کرو لیکن اس طریقہ سے کرنی چاہئے کہ حسبِ حقیقی کے حصول میں مانع نہ ہو اور کئی توجہ اس جانب سے غافل نہ ہو کیونکہ وہ وہ نہیں پر جب حضرت ملک ملت رضی اللہ عنہ کی پیشانی کاہر ہوگی۔ حاصل کردہ تمام عہدہ و سہولت کمر جو ہو جائیں گے اور تھقی سربوہت سیر عبتِ مطلوبِ حقیقی جو حقیقتِ انسانی سے حمد شہد ہے کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔

کئی حدیث سے لوگیں نے کہا کہ اپنے وہی کمالات میں مغرور غلامانِ شخص کہہ رہا ہے کہ مجھے کئی مرد و عورت کی احتیاج نہیں ہے اس حدیث نے فرمایا سبحان اللہ! یہ کسی طبعی عسکت اور چینی کثافت ہے کہ دیرینہ مرض پر اُسے آگاہی نہیں۔

اس کے علاج کی صورتوں میں سے آسان ترین صورت یہ ہے کہ وہ اپنے کمالات اور سوچیں جس کی اثرات و آرائش میں اس کی عمر گزری، عزت و منزلت جو عطا ہر ایک بینائی کو متراضی عرفش سے تراش ڈالے، لمبی چوڑی دستار جس کی ہستی کا بوجھ گروں پر رکھا ہوا ہے کینروں اور پوڑھی عورتوں میں تقسیم کر دے، لباسِ فاخرہ کو خواجہ سراؤں کے کارخانہ بھیج کر چھڑے لیکن لے، برہنہ سر جو کہ آخریوں سے معمور جھولی گروں میں ڈالے، گلوں بازوؤں میں گشت لگائے اور ان آخریوں کو ٹوکوں کے ہاتھوں بطور آخرت تھوڑے تاکہ ان کے طمانچوں کی ضربیں اس کی رعونت کو اس کے دماغ سے نکال دیں اس کی کثافت کی جلد کا سونا پانچم ہو جائے، وہ سوئے کے تاکہ میں دخول کی صلاحیت پا کر حقیقتِ فقر سے متصف ہو جائے۔ ان تمام چیزوں کی بدولت وہ دولت کے چہرے کو عجز و نیاز کی خاک پر رکھے اور عظمتِ ہستی اور رعونتِ خود پرستی سے پتلا ڈھونڈے۔ شاید کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی عنایت بے علت سے اُسے اس کیفیت و علیٰ حجاب سے عکاسی انداز میں فرمائے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس معاملہ سے اس کی رعونت کا حجاب حریر بڑھ جائے جو پہلے سے بھی زیادہ کثیف ہو۔

دوسرے سالک کو چاہئے کہ صحبتِ اضداد سے اجتناب کرے۔ خصوصاً اس جماعت کی صحبت سے جو نورِ ایمان سے دور اور ظلماتِ طبیعت سے سرور ہے اور فیضِ وہی اور نورِ بخششی کا دعویٰ کرتی ہے۔ نیز لباسِ فقر اور ادعائے علم میں کذابی، خرابی اور قلابی میں عمر ضائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ان کے ناپاک عقائد کی خباثت اور ان کے مکروں کی شرارت سے پناہ میں رکھے۔

درج ذیل رباعی سلسلہ خواجگان نقشبندیہ کے خلفاء میں سے ایک بزرگ (حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف منسوب ہے

با هر كه نشستى و نشد جمع دلت  
و ز تو نرمید زحمتِ آب و گلت  
زنهار ز صحبتش گریزان می باش  
ورنه نکند روح عزیزان بحلت

اس قسم کی باتوں کے کہنے اور لکھنے میں اس فقیر کا طریقہ نہ تھا مگر ایک حسین وقت میں خواجگانِ نرام کی جانب سے بوئے اخلاصِ مشامِ ذوق تک پہنچی جو ان معارف کی تقریر و تحریر کا باعث ہوئی۔ رباعی

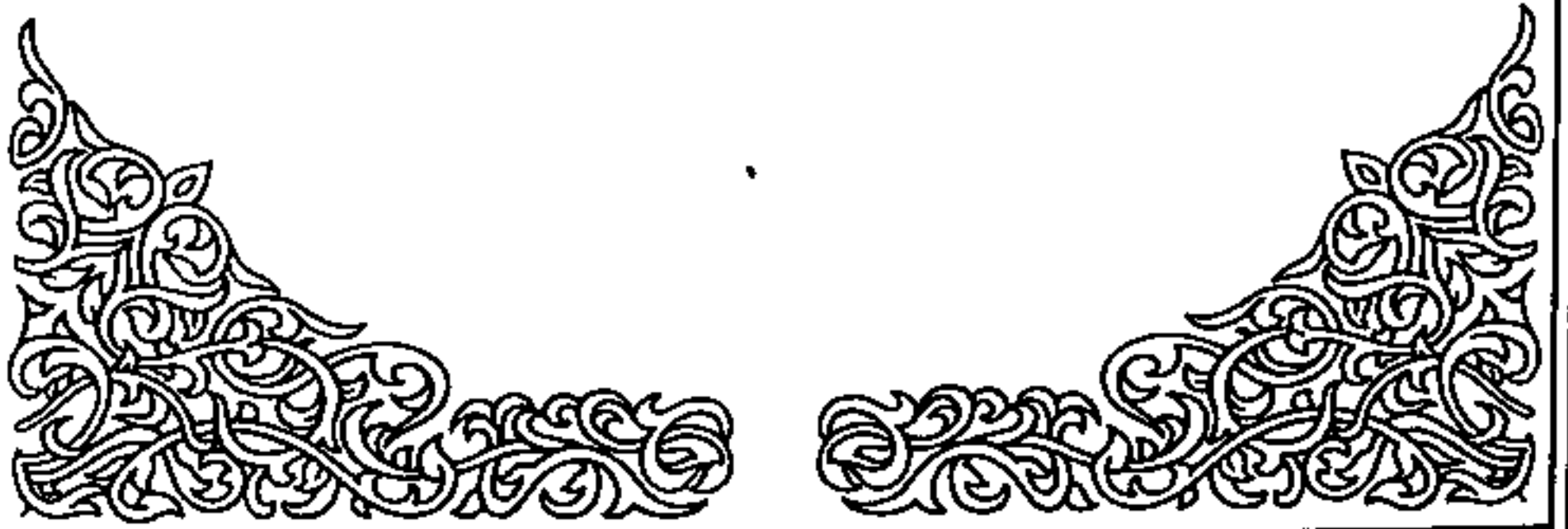
با این همه به حاصلی و هیچ کسی  
در مانده بیارسائی و بوالهوسی  
دادیم ترا ز گنجِ مقصود نشان  
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

منظوم ترجمہ

با وجود اس جہل و نادانی کے ہم مدعی ہیں زہد و دینداری کے ہم کام اس نکتہ سے لے اے دیدہ ور! رہ گیا ہوں گرچہ میں خود بے خبر



# حصہ فارسی



## منتقبت

تو نقشِ نقشبندان را چه دانی  
تو طفلی کارِ مردان را چه دانی  
گیاهِ سبز داند قدرِ باران  
تو خشکی قدرِ باران را چه دانی  
هنوز از کفر و ایمان خبر نیست  
حقائقِ هائے ایمان را چه دانی

(قدوة الاخيار حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)



## رسالة در بیان توحید

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الشيخ الامام العالم المحقق العارف

ابو يعقوب يوسف بن ايوب الهمداني - قدس روح العزيز

توحيد گفتن و شنودن آن کس را مسلم بود که ، محقق حقيقت

توحيد بود ، وهم نه محقق حقيقت توحيد بود : که حقيقت توحيد

محتجب است از خلق آسمان و زمين بصورت توحيد ايشان و از

عامه مؤمنان محتجبت بصورت توحيد نفس ايشان ، و از خاصه

مؤمنان محتجبت بصورت توحيد قلب ايشان ، و از عامه مقربان

محتجبت بصورت توحيد سرايشان ، و از خاصه مقربان

محتجبت بصورت توحيد جان ايشان ، و از عامه پيغمبران

محتجبت بصورت توحيد غيب ايشان ، و از خاصه پيغمبران

محتجبت بصورت توحيد غيب غيب ايشان است

عامه مؤمنان که موحدان اند ، بصورت توحيد نفسانی

موحدانند ، نه بحقيقت توحيد و خاصه مؤمنان که موحدانند

بصورت توحيد قلبی موحدانند نه بحقيقت توحيد و عامه مقربان

موحدانند بصورت توحيد سری موحدانند نه بحقيقت توحيد و

خاصہ مقربان کہ موحدانند بصورت توحید جانی موحدانند نہ بحقیقت توحید و عامہ پیغمبران کہ موحدانند بصورت توحید غیبی موحدانند نہ بحقیقت توحید: و خاصہ پیغمبران کہ موحدانند بصورت توحید غیب غیبی موحدانند نہ بحقیقت توحید: حقیقت توحید در جملہ این صورتهاست، و نہ صورتست و نہ توحید صورتست و صورت توحید است، زیرا کہ در صورت، توحید، صورت توحید است بی صورت توحید و در توحید صورت توحید صورتست بی توحید - صورت حقیقت توحید بی اشارت و علامتست و بی بیان و بی عبارت است، بی عیان و بی رؤیت است و بی برهان و بی معرفت است زیرا کہ حقیقت توحید در اشارت و علامت اشارت، (و) علامتست، و در بیان و عبارت، بیان و عبارتست و در عیان و رؤیت عیان و رؤیتست: و در برهان و معرفت، برهان معرفتست، اشارہ و علامت پردہ توحید است، نہ توحید است، و بیان و عبارت کسوت توحید است، نہ توحید است و عبارت و رؤیت حجاب توحید است نہ توحید است۔

مثال توحید، چون حرارت و نور است در آتش و آفتاب، ہم آتش و آفتابست، و ہم نہ آتش و آفتابست، ہم عین آنست و ہم آفتابست و ہم غیر آتش است و ہم غیر آفتابست، ہم صفت آتش و آفتابست و ہم نہ صفت آتش و آفتابست، ہم فعل آتش و آفتابست و ہم نہ فعل آتش آفتابست ہم ذات و ہم صفات و ہم فعلست، و نہ ذات و نہ صفات و نہ فعلست توحید و حدان حرارت و نور و احدی ایشانست

هم عين ايشان است وهم غير ايشان است۔ هم فعل و فاعل ايشان است و نه ، نه عين ايشان است و نه غير ايشان است ، نه صفت ايشان است و نه ذات ايشان است نه فعل ايشان است و نه مفعول ايشان است و نه فاعل ايشان است

مثال توحيد ، چون لين و طراوت و ملابست در آبست ، عين آبست و غير آبست و صفة آبست و فعل آبست و فاعل آبست و مفعول آبست نه عين آبست و نه غير آبست ، نه صفت آبست و نه فعل آبست و نه فاعل آبست و نه مفعول آبست

و همچنين ، مثال توحيد چون كدورت و خشونت و صلابت در خاکست ، عين خاکست و غير خاکست ، و صفت خاکست و فعل خاکست و فاعل خاکست و فاعل خاکست و مفعول خاکست و نه عين خاکست نه غير خاکست و نه صفت خاکست و نه فعل خاکست و نه فاعل خاکست و نه مفعول خاکست

همچنين ، توحيد موحد هم عين وى است ، وهم غير وى است و هم صفت وى است و هم فعل وى است و هم فاعل وى است و هم مفعول وى است ، و نه عين وى است و نه غير وى است و نه صفت وى است و نه فعل وى است و نه فاعل وى است و نه مفعول وى است

اينست بيان توحيد بر مقدار عتد و ل عامه خلق ، و اين است بيان نبود خلق در نمود خلق ، و اينست بيان ظهور حق با بطون حق : ”تمت الرساله بعون الله تعالى“

## رسالہ در آداب طریقت (حضرت یوسف الہمدانی قدس سرہ)

مریدی کہ از صحبت پیری محروم بود باید کہ ہر روز مقدار ہشت ورق از سخن این طایفہ مطالعہ کند تا آن سخن سبب حیو قتل او شود پس باید کہ راہ و روش خود را بچہار رکن بنا کند رکن اول ریاضت نفس و تقصیل او در آساست و حاصل آنست کہ خوردن و خفتن و پوشیدن بمقدار حاجت بودنہ بمقدار شہوت اگر شیائہ روزی یکبار کفایۃ افتد البتہ دوبار نخورد و اگر بمقدار تمن کفایۃ افتد سیر نخورد دو گرسنگی اصلی عظیم است و ہر کہ راہ خود را تہ بر این اصل کند غالب آنست کہ باز افتد و تیا شود بحکم آنکہ تا نفس منقاد نشود و شیطان دور نگردد و خیال دنیا از بیش دیدہ محو نشود و شہوات نمیرد این مقصود بر نیاید و تا مدتی در از گرسنگی را پیشہ و حرفہ سازد این معانی البتہ بحاصل نیاید و دیگر ریاضت عزلت است و او را شرایط بسیار است این جزو شرح آن احتمال نکند و خلوت و عزلت مبارکست و یکی از ثمرها نگاہ داشت خاطر ماندویس جمعیت خاطر جز در خلوت نبود و دیگر انواع ریاضت کم خوابیست کہ خواب عمر را ضایع کند و تن را سست کند و تشاطط کار ببرد و امام غزالی رحمہ اللہ گوید مرد باید کہ شیائہ روزی ہشت

ساعۃ پیش نخسپد کہ ہر کس چنین کند دودانک عمر ضایع کردہ  
 یاشد ویس بود کہ عمر عزیز دودانک ضایع شود۔ و خوردن و خفتن کہ  
 بشرابط بود زیان کم تر دارد و شرائط وی بسیار است اول درجہ  
 آنست کہ خوردن بحاجت بود بوقت گرمی برطہارت بود یا ہم  
 کالستہ اہل بود لقمہ خورد بگیرد و خوردن باشہ نہ بود و ہیج لقمہ بے  
 ذکر حق نخورد دست و دہان شستن ہر آینہ نگاہ دارد و اما خفتن  
 یابید کہ ببطہارت بود و معدہ پرنیود و بوقت خواب دعا یا ماثورہ کہ  
 آمدہ است برخواند و صلوات و ذکر میگوید تا همچنان در خواب  
 شود و چون بیدار شود برخیزد و ابتدا بذر حق کند دوم بطہارت  
 سوم ہتماز و جہد کند تا سپید دم خفته نباشد رکن دوم آنست کہ باید  
 کہ لقمہ و خرقہ از حلال باشد و بالقمہ حرام خوردل راست نیاید و  
 یا جامہ حرام صفا و لنت عبادت صورت نہ بندد و شیخ جنید  
 میگوید قدس سرہ بصفاء الطعم و المسکن يصلح الامر کله و این  
 معنی از برای آن گویند کہ مرید راہ حق و روندہ راہ آخرت را از  
 مشغولیا زیادتی فراغت و آزادی باشد و مال اندک پسند کردہ  
 باشد و لایذ آئمی باین سہ چیزست خرقہ و لقمہ و مسکن چون این  
 سہ پاک باشد و حلال بود جملہ کار با او نیکو بود ہمچنانکہ از حرام و  
 معصیت احتیاط و پرہیز واجب است از صحبت و مجالست حرام  
 خوردن و قلسقان اجتناب میباید کرد ہل از صحبت کسی کہ پراہ  
 نیست و در راہ تو نیست دوری باید کرد و نہ مرا ہیج چیز از راہ چنان  
 تیفک کند کہ صحبت نا اہل و این معنی مشاہد و ظاہر و میرہن است و

ہر کہ قدم سبیل شرع را سبب ننهد متابع دیواست هر چند بروزی  
 هزار کرامات از وی دیدہ شود و هر کہ برخلاف سنت چیزی اعتقاد  
 کند راه زنت هر چند علوم عالم حفظ دارد رکن سوم مجاہدہ است  
 و مجاہدہ حرب بود بادشمنان باطن چون دیو و دنیا و نفس بد فرمای  
 بدانکہ نفس و شیطان و دنیا برابرہ گذر اختیار و ارادت بندہ نشسته  
 اند تا اورا از راه دین برگردانند شیطان و سوسہ میکند و بر معصیہ  
 می خواہد و نفس حیلہ میکند و بمعصیت می خواہد و دنیا خود را در  
 دیدہ تومی آراید و بخدمت خود می خواہد و مجاہدہ آنست کہ  
 بردر وازہ دل خود کہ محل اختیار و ارادت ست می نشیند و موافقت  
 میکند تا چہ بخاطرش اندر آید اگر خاطر معصیت است داند کہ  
 شیطان آورد بدفع آن مشغول شود و دفع آن آن بود کہ بصدق و حضور  
 بدرگاہ حق التجا کند و آنجا باز گردد و از استعانہ بدرگاہ حق سپر  
 سازد و در مقابلہ شیطان ثبات کند دفع شود و اگر خاطر شہوانیست  
 کہ دروی راحت و ہوا و نفس است ہم بدر کا گریزد ورنجی بنفس خود  
 رساند چون گرسنگی و شب بیداری یا پیادہ رفتن بسفر خیری  
 یا کاری کردن در ملاء خلق کہ اورا عار و نفرت و شکستگی بود چون  
 خصم را ضعیف کردی و سلاح از وی بستانہ حرب کردن بروی آسان  
 تر بود سلطان العارفین بایزید بسطامی را قدس سرہ گفتند بزرگ  
 ترین بلا کہ حق درین راہ بر تو نہاد چہ بود گفت گویم طاقت شنیدن  
 ندارند گفتند خوردترین بلا چہ بود گفت طاقت نداشتن خورد  
 ترین بلا کہ تو با خود کردی چہ بود گفت آنکہ نفس خود را بطاعت

خواندم اجابہ نکرد و یک سال آب ازوی باز گرفته ام و مشائخ گفته اند اگر صد ہزار و بیست ہزار و چہار ہزار پیغمبر را بر نفس خود شفیع آری تا کاری نکنی سود ندارد و قبول نکند چون گرسنگی و برہنگی بروی کاری ہمہ مقصود بحاصل آید و حاصل آنست کہ روش راہ شریعت و بسیاری طاعت و نیکی بے عبادت در خلاف کردن شیطان است و روشنی راہ آخرت در خلاف کردن و قرب و کرامت حق و مشاہدہ جلال و جمال و معرفت حقائق صفات و ذات او و کشف اسرار و تجلی انوار جملہ در مخالفت نفس است پس حاصل آنست کہ دنیا حجاب آخرت است و شیطان حجاب شریعت است و ہستی آدمی حجاب ضعیف است اگر مجاہدہ در انداختن دنیا بود و محو کردن خیال وی بود از دل و سینہ ہر آنیہ جمال آخرت روی نماید و اگر مجاہدہ در شکستن نفس بود و مخالفت ہوائے وی ہر آنیہ مشاہدہ ذات و صفات ذوالجلال بدید آید و چون ارباب مذاہب و علماء و سلف صالح رضوان اللہ علیہم اجمعین از وسواس شیطان حذر کردہ اندواز معاصی و مخالفت خود را منزہ داشتہ چندین ہزار در حقائق و معانی و شرح برایشان کشادہ شد تادر اصول و فروع عالمیان طفیل کشف ایشان اند قال اللہ تعالیٰ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا و بحقیقت خواطر در کہ باطن بدید آید چہار نوع است یکے وسواس دوم تسویل نفس سوم آراستن دوستی دنیا چہارم الہام ملک بعرفان خدائے تعالیٰ و شناخت این چہار نوع خاطر و فرق کردن میان ایشان جز بنوردل و نور دل جز بذكر اللہ حاصل

هر که قدم سبیل شرع را سب نهد متابع دیواست هر چند بروزی  
 هزار کرامات از وی دیده شود و هر که برخلاف سنت چیزی اعتقاد  
 کند راه زنت هر چند علوم عالم حفظ دارد در کن سووم مجاهده است  
 و مجاهده حرب بود بادشمنان باطن چون دیو و دنیا و نفس بد فرمای  
 بدانکه نفس و شیطان و دنیا بر راه گذر اختیار و ارادت بنده نشسته  
 اند تا او را از راه دین برگردانند شیطان و سوسه میکند و بر معصیه  
 می خواهد و نفس حيله میکند و بمعصیت می خواهد و دنیا خود را در  
 دیده تومی آراید و بخدمت خود می خواهد و مجاهده آنست که  
 بر دروازه دل خود که محل اختیار و ارادت ست می نشیند و موافقت  
 میکند تا چه بخاطرش اندر آید اگر خاطر معصیت است داند که  
 شیطان آورد بدفع آن مشغول شود و دفع آن آن بود که بصدق و حضور  
 بدرگاه حق التجا کند و آنجا باز گردد و از استعانه بدرگاه حق سپر  
 سازد و در مقابله شیطان ثبات کند دفع شود و اگر خاطر شهوانیست  
 که در روی راحت و هوا و نفس است هم بدرگاه گریزد ورنجی بنفس خود  
 رساند چون گرسنگی و شب بیداری یا پیاده رفتن بسفر خیری  
 یا کاری کردن در ملاء خلق که او را عار و نفرت و شکستگی بود چون  
 خصم را ضعیف کردی و سلاح از وی بستانی حرب کردن بروی آسان  
 تر بود سلطان العارفین بایزید بسطامی را قدس سره گفتند بزرگ  
 ترین بلا که حق درین راه بر تو نهاد چه بود گفت گویم طاقت شنیدن  
 ندارند گفتند خوردترین بلا چه بود گفت طاقت نداشتن خورد  
 ترین بلا که تو با خود کردی چه بود گفت آنکه نفس خود را بطاعت



خواندم اجابہ نکرد و یک سال آب ازوی باز گرفته ام و مشائخ گفته اند اگر صد ہزار و بیست ہزار و چہار ہزار پیغمبر را بر نفس خود شفیع آری تا کاری نکنی سود ندارد و قبول نکند چون گرسنگی و برہنگی بروی کاری ہمہ مقصود بحاصل آید و حاصل آنست کہ روش راہ شریعت و بسیاری طاعت و نیکی بے عبادت در خلاف کردن شیطان است و روشنی راہ آخرت در خلاف کردن و قرب و کرامت حق و مشاہدہٴ جلال و جمال و معرفت حقائق صفات و ذات او و کشف اسرار و تجلی انوار جملہ در مخالفت نفس است پس حاصل آنست کہ دنیا حجاب آخرت است و شیطان حجاب شریعت است و ہستی آدمی حجاب ضعیف است اگر مجاہدہ در انداختن دنیا بود و محو کردن خیال وی بود از دل و سینہ ہر آنیہ جمال آخرت روی نماید و اگر مجاہدہ در شکستن نفس بود و مخالفت ہوائے وی ہر آنیہ مشاہدہ ذات و صفات ذوالجلال بدید آید و چون ارباب مذاہب و علماء و سلف صالح رضوان اللہ علیہم اجمعین از وسواس شیطان حذر کردہ اند و از معاصی و مخالفت خود را منزہ داشتہ چندین ہزار در حقائق و معانی و شرح برایشان کشادہ شد تا در اصول و فروع عالمیان طفیل کشف ایشان اند قال اللہ تعالیٰ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا و بحقیقت خواطر در کہ باطن بدید آید چہار نوع است یکے وسواس دوم تسویل نفس سوم آراستن دوستی دنیا چہارم الہام ملک بعر فان خدائے تعالیٰ و شناخت این چہار نوع خاطر و فرق کردن میان ایشان جز بنوردل و نور دل جز بذكر اللہ حاصل

نیاید قوله تعالیٰ واذکر الله و جعلت قلوبهم آلیه رکن چهارم در بیان ذکر بد آنکه راه حقیقت را اگر چه عبادت و تقوی و ریاضت و مجاهده بسیارست تا ذکر حق نبود کشاده نشود و خواجه علی خرقانی گفت ذکر مسور و لایت است هر کرا توفیق ذکر دادند و لایت دادند و هر کرا از ذکر معزول کرد از و لایت محروم کردند و ذکر حقیقی است که بدل بود ولیکن رونده که بذکر دل رسد بس باید که مرید فضلۀ روزگار خود را که از فرایض و سنن است فارغ آمده بهیچ چیز مشغول نکند جز بذکر اگر چه حق تعالیٰ را اذکار بسیارست ولیکن سلطان اسامی نام الله است و دیگر این چهار کلمه برگزیده حق است سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اکبر زیرا که سبحان الله تسبیح است و الحمد لله تحمید است و لا اله الا الله توحید و الله اکبر تکبیر است ازین کلمات هر کدام اختیار کنند نیکو آید و لیکن بیشترین روندگان لا اله الا الله را اختیار کرده اند که برنده از علایق و عوایق این کلمه است و رساند بحقائق و طرایق این کلمه است و بردار زن حجاب اوست پس باید که در هر شبان روزی چند ساعت معین کرده بود رونده را که تنهادر خانه به نشیند روی در قبله بر طهارت پاک و جامه پاک و تعظیم و حرمت دیده فرا کند و این کلمه را میگوید و مد لا اله الا الله را دراز تر میکشد و زیر دست باطن خود میدارد و هر خیالی و هوسی و چیزی که جز ویست و جز حق است حق در پیش دل او آید باین کلمه دفع و مواظبت نماید برگفتن این کلمه حقیقتش چنان شود که در قرآن می فرماید الذین یذکرون الله قیاما و قعودا و علی

جنوبہم چون مدام ذکر گوی شد حجاب و ظلمت و خیال از پیش  
برخاست آنگاه سحاب و لطف اورا فراہم گیرد و باران فضل باریدن  
گیرد و باد لطف و سعادت و ورزیدن آید آنگاه چیز ہابی دیدہ آید و  
لطایفی شنیدہ آید از لذاتی چشیدہ آید کہ عبارت از ان قاصر آید  
آنست کہ گفتہ اند بیت

دردی کہ مرا ز عشق تومی هست  
دا نستیست و گفتی نیست

## رسالة صاحبیه

(حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

الهی باخص صفاتک و بعز جلالک و بعظمة انبیاءک و بدم  
شهادتک و بنفس اصفیاءک، نسألك زیادة فی العلم و بركة فی الرزق  
و توبة قبل الموت و مغفرة عند الموت و راحة بعد الموت و نجاة من  
النار و دخولا فی الجنة و عافية فی الدنیا و الاخرة۔

همی گوید بنده ضعیف ترین بندگان بارگاہ احدیت و نحیف  
ترین شکستگان حضرت صمدیت، عبد الخالق بن عبد الجمیل،  
نزلہ اللہ بمقاصد السالکین و وصلہ بمقامات العارفين، آمین یارب  
العالمین : دراوان شباب ، کہ ہنگام غرور و ایام سرور و غلبات  
ہوا جس نفسانی و وساوس شیطانی بود، ناگاہ جذبہ ان الفضل بید  
اللہ یؤتیہ من یشاء (سورہ ال عمران آیة: ۶۶) داعیہ طلب در ضمیر  
این ضعیف پدید آورد و تقاضای ”ان اللہ یحب معالی الامور“ عزم  
برادران ”اصحب مع اللہ“ مصمم گردانید و ملہم غیب بر صحیفہ  
خاطر این بیچارہ بقلم رشد این نقش میکشید کہ: نیل این کرامات و  
یافت این دولت و رسیدن برین سعادت بی اقتدای بسالک محقق و بی

اقتضای بمخدوم مرفق نخواهد روی نمود بر قضیه صادقه "من طلب شیئا وجد وجد" و بر نشانی "یهدی الله لنوره من یشاء" (سورة النور آیت: ۳۵) سر ارادت بر قدم آن ولی قبه ولایت و آن صفی کعبه هدایت، آن مرشد صمدانی، شیخ ابویوسف یعقوب همدانی نهادم، بامتکفان آستان ارادت و با ملازمان عتبه رفیعه جناب مودت آن دودمان حقائق روی براه آوردم و مدتی درین طریق مستقیم در متابعت آن سیاح بیدای طریقت و آن غواص دریای حقیقت، آن متابع شرع سید المرسلین و آن مکاشف اسرار غیبین، ابویوسف یعقوب بن عبدالواحد بن عبدالباسط بن ظمظم بن باقر بن محمد بن اسمعیل بن ابوحنیفه نعمان بن ثابت بن مرزبان بن شیث بن زید بن هرمز بن پرویز بن داراب بن کسری بن دار نوش بن اشکبوس بن ایزدیار بن کلباد بن بهوش بن نیارام شاه بن اردشیر بن بهمن بن اسفندیار بن کشتاسب بن لهراسب بن طهماسب بن کیکاؤس بن کیقباد بن نوذری بن منوچهر ابن ایرج بن فریدون بن جم بن جمشید بن برد بن طهماسب بن پوشنک بن شیربند بن جرجیس بن سام بن احنوس بن گیومرث بن شیث بن آدم علیه السلام قدم همت و متابعت و نیاز مندی میداشتم - حضرت سلطان اولیاء این ضعیف بی بضاعت را و این فقیری استطاعت را بواسطه سپارش حضرت خواجه خضر علیه الصلوٰة والسلام، بتعلیم و تلقین ذکر داد، مشرف گردانیدند، اکنون واجبت بر همه خلائق، از پادشاه و وزراء و علما و زهاد و درویش، از خاص و عام، که متابع و مری و مطیع این خواجه

بزرگ، عالم ربانی شیخ ابو یوسف یعقوب ہمدانی باشند، زیرا کہ  
 این عزیز بھیچ وجہ مخالفت شرع حضرت محمد رسول اللہ، صلی  
 اللہ علیہ وسلم، نکرده اند و بموافقت صحابہ و تابعین و تبع تابعین  
 و سلف زندگانی کرده اند و دایم در بلدہ محفوظہ ہمدان و در ہر  
 جا کہ میبودہ اند بر لفظ مبارک می رانده اند کہ: راہ راست راہ  
 محمد رسول اللہ ست، زیرا کہ خواجہ عالم فرمودہ اند کہ: یا  
 اباہریرہ، بیاموز مردمان را سنت مرا و توہم عمل کن، تا ترا نوری  
 باشند، روز قیامت، درخشند،

چون اشارت حضرت رسول، علیہ السلام، این بود شیخ بزرگ  
 پاک روش اصحاب و متابعان و ملازمان خود را، کہ خواجہ حسن  
 اندقی و خواجہ عبداللہ برقی و خواجہ احمد یسوی و خواجہ علیانہ  
 وداعی فقیہ کہ عبدالخالق بن عبدالجمیل و باقی درویشان، کہ  
 بخدمت حاضر بودند، برجادہ شرع نبوی میخواندند و از ہوی  
 و بدعت و مخالفت شریعت و از طریق اہل فتنہ و بطلان و از تقلید  
 مقلدان نگاہ می داشتند و روش این صدیق و عزیزان ایشان از جمیع  
 آفات پاکست، نہ رنگ تعطیل داردونہ بوی تشبیہ، بلکہ محض  
 نور ہدایت و معرفتست و حضرت شیخ ما بر لفظ مبارک راندند کہ:  
 این روش حضرت ابو بکر صدیقست، رضی اللہ عنہ، قرنا بعد قرن  
 بہما رسیدہ است و تا قیامت باقی خواهد بود۔ پس بر جمیع مومنان  
 و دارندگان راہ واجبست کہ متابع رای این برگزیدہ باشند و صحبت  
 با اہل این خانوادہ دارند و سلوک براہ ایشان کنند و از مجالست

و موانست این طایفہ دور نباشند و در مقام شاہزادہ قثم بن عباس (قثم بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی نخست از جانب عمش علی بن ابی طالب حکمران مدینہ شد و پس از آن در سال ۵۶ ہجری کہ سعید بن عثمان والی خراسان شد با او بخراسان رفت و سرانجام در جنگی کہ با مردم ماورائی النہر می کردند در سال ۵۷ کشتہ شد و بگفتہ ای در سمرقند بگفتہ دیگر در مرو بخاکش سپردند، اینک در سمرقند بنای بسیار زیبای مجلی هست کہ آنرا قبروی میدانند و معروف ترین زیارتگاہ سمرقندست و همانست کہ در متن (مقام شاہزادہ قثم بن عباس) گفتہ شدہ و ازین جا پیدا است کہ در آن زمان ہم معروف و زیارتگاہ بودہ است، فرهنگ ایران زمین: ۱۰) فرمودند کہ ہر کہ باین روش عمل کند و باین تمسک جوید البتہ از جمیع ظلمات ایمن گردد و از موج دریا ی بد عترہایی یابد۔

بعدہ بر لفظ مبارک کرانند کہ: ای عبد الخالق، بدان کہ سلوک را محقیر دو قسم است: سلوک ظاہر و سلوک باطن۔

سلوک ظاہر آنست کہ در جمیع احوال حدود شرع را نگاہ داشتہ آید و بوسع امکان محافظت کردہ آید و از هوای نفس اجتناب نمودہ آید و قسم دوم کہ سلوک باطنست آنست کہ در تصفیۂ دل کوشیدہ آید و سعی بلیغ در محو صفات ذمیمہ نفسانی نمودہ آید، کہ طہارت باطن اشارت ازین معنیست و در ذکر دل جد و جہد بی حد کردہ آید، تادل بذکر حق گویا شود و ابتدای این تلقین ذکر بدل حضرت ابوبکر صدیق، رضی اللہ عنہ، بودہ و ازیشان بسلمان

فارسی رسیده و از ایشان بجعفر صادق و از ایشان بسلطان بایزید و از ایشان بشیخ ابوالحسن خرقانی و از ایشان بشیخ بزرگوار ابوعلی فارمدی طوسی و از ایشان بمارسیده است۔

این گفتند و سرمبارک در پیش افگندند، تابانگ نماز پیشین برآمد، چون نماز پیشین گزارند بر لفظ مبارک زانند که: ای درویشان، اگر چه درین سلسله غیر ازین مخادیم عزیزان بوده اند، اما تخصیص این اکابر اعتبار آنست که اصحاب اساطین و کشف و عظمای مشاهدۀ این سلسله ایشان بوده اند۔

بعده روی مبارک بطرف این فقیر کردند و بر لفظ مبارک درر بار رانند که: ای عبدالخالق، چون شیخ بزرگوار خواجه (ابو) علی فارمدی از دار فنا بدار بقا رحلت نمودند هر مشکلی که در شریعت و طریقت واقع می شد مرا، از روحانیت ایشان التماس می کردم و همان لحظه روحانیت خواجه کشف آن واقع می کرد و آنچه از فواید این راه از خواجه علی کلان رسیده بود بسالکان راه و بنیاز مندان بارگاہ اللہ می رسانیدم

بعده روی مبارک بطرف من کردند و بر لفظ مبارک رانند که: ای عبدالخالق هم چنانکه من خلیفۀ چهارم خواجه علی کلان بودم تو نیز خلیفۀ چهارم ما خواهی بودن: دیدم که چشمهای مبارکشان پر آب شده بود۔

بعده من سوال کردم که: بعد از شما خلیفہ که خواهد بود؟ شیخ بر لفظ مبارک رانند که: بعد از ما خواجه عبداللہ برقی خواهد بود۔



و بعد ازیشان خواجه حسن اندا قی و بعد ازیشان خواجه احمد  
یسوی رحمة الله علیهم۔ چون خواجه احمد یسوی بولایت ترکستان  
سفر کند خلیفه تو خواهی بودن، زنهار بر جاده شرع حضرت محمد  
رسول الله، باشی و از حد شرع ذره ای تجاوز نکنی و هر کرا بینی که  
مخالفت شرع میکند منع کنی و الله تعالی اعلم۔

بتاریخ روز چهارشنبه یازدهم رمضان سنه ۵۰۴ اربع و خمس  
مأیه بود که سنجر بن ملک شاه نامه بقاسم بن جوکی بسمرقند  
فرستاد و در آن نامه نوشته بود که: حضرت شیخ الاسلام و  
المسلمین خواجه علی بن محمد و قاضی علاؤ الدین عمرو خواجه  
عماد الدین و امیر عبدالوهاب و خواجه دهقان و شیخ بکر الدین و  
شیخ عزالدین و شیخ ابوالقاسم بن یوسف و شیخ لالای چاکر و شیخ  
محمد، رحمهم الله، بزرگان بلده سمرقند معلوم فرمایند که: شنیده  
میشود که آن خواجه سبحانی، شیخ ابویوسف همدانی، بکمال سن  
رسیده اند، ما را فرصت رفتن بدان طرف نیست، از جهت سلیمان  
شاه که بلشکر بسیار بدین طرف متوجه شده است و ولایت را  
نمیتوانیم گذاشتن و رفتن و از برای خرج خانقاه درویشان بقاسم بن  
جوکی پنجاه هزار دینار فرستاده شد، با احتیاط بسیار از وجه  
حلال۔ باید که فاتحه در کار ما فرمایند۔ توقع کلی آنست که سند  
حضرت شیخ را نوشته برای ما فرستند، زیرا که شنیده میشود که  
روشن حضرت شیخ همچون روشن صحابه است، رضوان الله علیهم  
اجمعین۔ البته البته این را مهم دانند و داعی را باین دولت مشرف

سازند۔

بعده حضرت شیخ الاسلام بخدمت عزیزان بحجرۃ خواجہ  
 عبد اللہ برقی آمدند و خواجہ حسن انداقی را و خواجہ احمد یسوی  
 را، رحمة اللہ علیہم و خواجہ شاہ غاتفری را و خواجہ علیانہ را و  
 خواجہ اقبکم را و خواجہ شمس الدین غاتفری را و شیخ محمد  
 نظام الدین ماتریدی را و خواجہ محمد را و خواجہ کاروزن کلابادی  
 را و خواجہ محمود سوجی را و خواجہ پل غاتفری را و ابو موسی را و  
 امام یحییٰ غاتفری را و خواجہ اسحاق را و امام سلمان عارف را و  
 خواجہ محمد جہلہ را و خواجہ قریش را و خواجہ آدم شاوداری را و  
 خوجہ ریاط را و این فقیر عبد الخالق را جمع ساختہ، قصہ سلطان  
 سنجر را در میان آوردند و ہم چنان بجمعہم بخدمت درآمدند و  
 قصہ سنجر بن ملکشاہ و نذر او را بحضرت شیخ عرض کردند و  
 سورۃ فاتحۃ الكتاب درکار وی کردند۔ بعد از آن بر لفظ مبارک  
 راندند کہ: ای درویشان، از ما چہ چیز در وجود آمدہ باشد کہ آنرا  
 بسنجر تو انیم فرستادن، بغیر سہو و خطا ویدی؟ بعدہ خواجہ  
 علیانہ فرمودند کہ: ای بزرگوار، التماس درویشان از شما اینست کہ  
 اجازہ فرمایید، بعدہ شیخ ما بر لفظ دربار راندند کہ: ہر چیزی کہ  
 موافق شرح محمد رسول اللہ است از ما دیدہ باشید بنویسید۔

و در تاریخ روز سہ شنبہ بیست و ہشتم ذوالقعدہ سنۃ اربع  
 و خمس مائہ بود کہ از حیوۃ شیخ ما ہزار و نہ ماہ و بیست و شش روز  
 گذشتہ بود و مولود شیخ ما در روز دوشنبہ دوم ماہ صفر ختم بالخیر

والظفر بوده است و سی و هشت حج پیاده گزارده بودند و هزار ختم قرآن بقراءة حفص در مصحف خوانده بودند و هفتصد پارہ کتاب از تفاسیر و احادیث و فقہ و اصول و فروع و کلام حفظ داشتند و دو بیست و سیزده مشایخ را دریافته بودند و اکثر اوقات روزہ دار بودند و شب و روز ببندگی حق سبحانہ و تعالیٰ، مشغول بودند، ہشت ہزار بت پرست را مسلمان ساختہ بودند و آنہا کہ از گناہ توبہ کردہ بودند و در راہ در آمدہ بودند شمار ایشان را کسی نمیدانست و پای مبارک ایشان از طرف کوتاہ بود و بر روی مبارک ایشان داغہای آبلہ بود و محاسن مبارک ایشان دراز بود و میگون و بسی لاغر بودند و ہر کرا دیدندی خواجہ گفتندی و سفر بسیار کردندی و لباس ایشان پشمینہ و ملہ بود و خورش ایشان نان جوونان ارزن و روغن تخم بود و در چہل شبان روز یک بار گوشت مرغ خوردندی و گوشت شتر و گوسفند گاہ گاہ خوردندی و سر موزہ دوزی و دہقانی کردندی و ہر چہ خدای تبارک و تعالیٰ، دادی بفقراء و بیوگان و یتیمان و غریبان و بمساکین صاحب عیال دادندی و در مدت حیوۃ خود در یوزہ نکردندی و اصحاب را نہی کردندی و دایم متوکل بودندی و بعمارت دنیا اشتغال نمودندی و اگر دیگری کردی منع نکردندی و در ہر سال چہل روز احتساب کردند و بیخانہ پادشاہ و اکابر نرفتندی و ہفتاد پنج سال مجرد بودند و در برج چشم ایشان شوخی بود، بعد وفات ایشان در آن شوخ اشتباہ واقع شد، بعضی گفتند بطرف راستست و بعضی گفتند بطرف چپست و چشم مبارک

ایشان نمکین بود و هرگز نظر بر روی نامحرم و پسرینه باختیار نکردندی و در دهم رجب، عظمها الله حرمة، بسمرقند آمدند، باذن حضرت خواجه خضر علیه السلام و آواز خوش داشتند و میانه بالا بودند و انگشتان مبارک ایشان دراز بود و ترکی نمیدانستندی و اکثر اوقات نعلین پوشیدندی و جامه دريه ناک پوشیدندی و از اصحاب هر که جامه دريه ناک پوشیدی او را دوست داشتندی و تعظیم و توقیر کردندندی و در مدت حيوه خود پای مبارک دراز نکردندی و گریبان بودندی از خوف حق تعالی و شیرین زبان بودندی و سخن را تبسم کنان گفتندی و از گرسنگی و ریاضت پشت مبارک ایشان خم شده بود ذکر علانیه نگفتندی و مرید بسیار گرفتندی و در زمان ایشان ذکر علانیه نبود، شیخ شیخ خود را، که شیخ ابوالحسن خرقانیست، دیده بودند و مولود ایشان از همدان بود، از محله غنمیه و پیاده بسیار رفتندی و در شب جمعه و در شب پنجشنبه و شامهای عید بزیارت بزرگان احیا کردندندی و از هر مسافری، که از ولایتی آمدنی، پرسیدندی که از کدام ولایتید و در آن ولایت از درویشان کیانند و آنها که در پرده اند نامهای ایشان چیست، و دایم اعضای مبارک ایشان در عرق بودی، بجهت ذکر دل، که نفس گرفته گفتندی و در عقب ادای هر فریضه یک سی پازه قرآن خواندندی، بغیر اوزاد که داشتندی و ازین منزل که آسوده اند، که محله خوش رودسنگ، از محلات غایتی تا بمسجد جامع ختم قرآن کردندندی و از مسجد تا بخانه خواجه حسن انداقتی و خواجه احمد یسوی ستورده

بقمرہ را ختم کردند و در محل بازگشتن تا بمسجد سوره آل عمران ختم کردند و از مسجد شیخ ماتا بحجره این درویشان صد و هفت قدم بود و در هر رکعت نماز یک سی پاره قرآن خواندند و گاه گاه روی مبارک بطرف ہمدان کردند و سی گریستند و از خداوند تعالی فرزند پسرینہ و صالح خواستند و دایم بوعظ خواجہ عبد الرحمن دہ مردہ علیانگی بنشستند و در زمستان موی مبارک کم تراشیدند و عصا و جرسدان سلمان فارسی ایشان بود و چون ماہ نو دیدند موالی سمرقند را طلبیدند و دعوت دادند با ایشان بحث علم شریعت کردند و بزرگان سمرقند از صحبت ایشان دور نبودند و صحبت باخواجہ زندہ دلان، خواجہ خضر علیہ السلام، داشتند، تیرنیک انداختند، ملک و اسباب نخریدند، مصحف و سجادہ و شانہ و مسواک و خوشبوی و رویمال بخود داشتند و از برای درد چشم و ریشہ دارو و مرہم ساختند و از برای تب تعویذ دادند و ہر گاہ کہ جتہ و توقماق آمدی با ایشان حرب کردند و دایم با طہارت بودند و نماز جمعہ و جماعت بھیج عذر ترک نکردند و از ہر کہ جفا بیشتر دیدند وفا بیشتر کردند و آتش خود پختند و جامہ خود شستند و اگر جامہ دریدی خود درینہ کردند و یختہ بازار نخوردند و عمامہ کلان بستند و قش کلان گذاشتند و آستین جامہ فراخ و کوتاہ داشتند و جامہ بصابون کم شستند و بلند نختیدند و نصیحت و لقمہ از کس باز نداشتند و سخن نرم گفتند و براہ نرم

رفتندی ، صلوات و استغفار بسیار گفتندی و نماز و تروتهجد و تسبیح قرین گزاردندی و دعا بسیار کردندی و اصحاب را نیز دعا بسیار فرمودندی و اظهار کرامت و ولایت نکردندی و هر که از مومنان طلبیدندی رفتندی و هیچ کس را و هیچ چیز را تحقیر و تصفیر و اہانت نکردندی و بر هیچ کس فخر نکردندی و زیارت اہل قبور بسیار رفتندی و در گورستان پای برهنہ رفتندی و بر اہل قبور سلام کردندی و آیت ہا و دعا ہا ، کہ آمدہ است ، خواندندی و نان بسر کہ بسیار خوردندی و دعای سیفی و قصیدہ بردہ و چہل اسم اعظم و آیات قرآن بسیار خواندندی و شب محاسن را شانہ بسیار کردندی و فائدہ بسیار فرمودندی و بر اسب کم نشستندی و خرو شتر بر نشستندی و بازار کم رفتندی و فضیلت چہار یار بسیار گفتندی و از مناقب ایشان حکایہ کردندی و حلال خوران و حلال کوشان را دوست داشتندی و مرگ و قیامت را و جان دادن را سوال گور را و زندہ شدن را و نامہ خواندن و ترازو گام را و گذشتن از صراط بسیار یاد کردندی و گریستندی و خلق را بحلال پوشیدن و حلال کوشیدن ترغیب کردندی و بامؤمنان طعام در یک ظرف باہم خوردندی و پیش از طعام و بعد از طعام دستہا شستندی و ابتدای طعام بنمک کردندی و انتہا نیز بنمک کردندی و کلمہای کفر را بیان کردندی کہ : اللهم انی اعوذ بک من ان اشرك بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لہا لا اعلم انک انت علام الغیوب ، بسیار گفتندی و بعد از نماز نیت را ختم کردندی و ترک نکردندی و روز آخر جمادی الثانی

معہ ماہر جب پیوستہ روزہ داشتندی و ترک نکردندی و بظرف مسین  
 و نقرہ گین و زرین غسل و طہارت نکردندی و با مردم قلب و مدبر و  
 فاسق و مبتکر و بدگوی و حیلہ جوی و ظالم و آزارندہ خلق و پدر و مادر  
 و جنگ کردہ و مبتدع و بد مذہب و بی نماز و مالایعنی گوی و چاپلوس  
 و قلاب و سود خوار و دروغ گوی و بی پرهیز و بازاری و حرام خوار و  
 لقب مانندہ و قضیہ و دعوی خلق را بر خود گیرندہ و بحیلہ و تیز  
 زبانی و تدبیر از جهت دنیوی حق را ناحق کنندہ و خود را در میان مردم  
 مومن و زاہد و پارسا و سنی و درویش و عالم و متقی و عابد و امر  
 معروف و نہی منکر کنندہ و خود را نیک نمایندہ و ظاہر خود را بشرع  
 آرایندہ و نزد مردمان از جهت طلب حرمت و عزت دنیا، این چنین  
 کسان را در صحبت خود توبہ دادندی و اگر قبول نکردندی دشمن  
 داشتندی و از مجلس خود را ندندی و نان ابا آب کم خوردندی، فاما  
 نان خشک خوردندی و من نگفتندی و اگر حاجت شدی چہار دہ سیر  
 گفتندی۔ کسی را ای سگ و خوک و بد بخت و لعنت بر تو وی دولت  
 نگفتندی۔ چہ سرماست و چہ گرم است نگفتندی و حمام نرفتندی و  
 کسی را دعای بد نکردندی و ہر مؤمنی کہ پیش آمدی سلام کردندی  
 و از برای ہمہ کس برخاستندی و دایم متفکر و غمزدہ بودندی و  
 حساب عدلی ندانستندی و خط خوب نوشتندی و موی لب خود و  
 اصحاب را پست گرفتندی و وحدت و عزلت گزیدندی و آتش را اکثر  
 اوقات یوغان بی روغن خوردندی و دایم با مجاہدہ و ریاضت  
 بودندی و طعام مردم نخوردندی و از صحبت خلق رمنندہ بودندی و

موزہ سیاہ پوشیدندی و دستار بطور دانشمندان بستندی و فش را در میان دو کتف گذاشتندی و کلند نیک زدندی و مردبیکار و مفت خوار و تن پرور را دوست نداشتندی و علم طب بیان کردندی و در راه رفتن بہر طرف نیک نگریستندی و در مجلس سخن بہمہ کس گفتندی و در مجلس و خانقاہ ، چون در آمدندی ، بیای راست در آمدندی و چون بیرون آمدندی بیای چپ بیرون آمدندی و طعام بدست راست خوردندی و سر برهنہ نماز نگزاردندی و طعام نخوردندی و قرأۃ بلند نخواندندی و اگر روزی صدبار طہارت ایشان شکستی باز طہارت کردندی و بیک ساعت بیطہارت نبودندی بمسجدہا و صحراہا و محلہا و قریہا و کوہ ہا بسیار رفتندی و با ساکنان و باشندگان آن مواضع ، از ترک و تاجیک و عرب و از خواجہ و درویش و غلام و بازاری و پادہ بان و گلہ بان و شتریان و با آشنا و بیگانہ ، فرایض و واجبات و سفن و مستحبات و آداب ، از حلال و حرام و مباح و مکروہ و از حیض و نفاس و استحاضہ و مستحاضہ و معاملات ، از خریدن و فروختن ، بیان کردندی و باشیدندی و با ایشان بقدر وسع طاقت آموختندی و از ہر کہ اندکی نیکویی دیدندی دو چندان عوض گردانیدندی و دایم بخود خرما و مویز و کلیچہ نگاہ داشتندی و بہر کہ رسیدندی بوی دادندی و در پیش شیخ خویش سخن نگفتندی و در مزرعہ مردم را مفرقتندی و نماز را دراز نکردندی و کارخانہ خود خود کردندی و آسیا خود رفتندی و در بہار گشت بسیار رفتندی و نماز صبح و اشراق و اوایین و تہجد و



استخارہ ترک نکردندی و شهید شدن را دوست داشتندی و صدقہ دادندی و زکوٰۃ دادندی و اعتکاف نشستندی و قربانی کردندی و برده آزاد کردندی و از وعید ترسان بودندی و با وعدہ امیدوار بودندی و در دلہا حبیب بودندی و بصدق و صفا بودندی و با خلاص بودندی و با حلم و سخا بودندی و از خداوند شاکر بودندی و ہرگز از خداوند شکایت نکردندی و بقسمت حق تعالی راضی بودندی و دایم در استعداد مرگ بودندی و برہمہ خلائق مہربان بودندی و پیران تعظیم کردندی و نارسیدگان را نواختندی و امانت را نیک نگاہ داشتندی و صلۃ رحم را بجای آورندی، از ہر خطری پناہ بخدای بردندی و دایم در طلب آخرت بودندی و از خدای تعالی توفیق طاعت خواستندی و ہم سایہ ہا را رعایت کردندی و راہ از موزیات پاک داشتندی و در ایمان خود بشک نبودندی و ”مومنم حقاً“ گفتندی و جماعت مسلمان را اخلاف نکردندی و نماز را در پس ہر نیک و بد گزاردندی و ہیچ کس را از اہل قبلہ کافر نگفتندی و بر جنازہ خورد و بزرگ نماز گزاردندی و ”تقدیر نیکی و بدی ہمہ از خداست“ گفتندی و بر پادشاہ مطیع بودندی و ”ایمان عطای خداست“ گفتندی و ”بندہ باہمہ جلال و کرامات مخلوقست“ گفتندی و ”قرآن کلام خداوند است بخلق“، گفتندی و ”عذاب گور حقست و نکیر و منکر حقست، گفتندی و ”از دعای زندگان مردگان را نفعست و شفاعت رسول و معراج او حقست، گفتندی و ”نامہ خواندن و صراط حقست“ گفتندی و ”دہ یار بہشتی اند“ گفتندی و ”کافر دایم

در عذاب است“ گفتندی و ”آنکه خدای تعالی میخواهد، گفتندی و ”در استخوان مرده آتش چنانست که در سنگ“ گفتندی، ”دیدار خدایتعالی حقست“ گفتندی و ”عقل انبیاء برتر از عقل اولیاء است“ گفتندی و ”گرامات اولیاء حقست“ گفتندی و ”مرتبه انبیاء برتر از مرتبه اولیاء است“ گفتندی و ”عقل مومنان برتر از عقل کافرانست“ گفتندی و ”حق تعالی داناست بحقیقت و تواناست بقدرت“ گفتندی و ”خلق پنج فریقند: مؤمن و کافر و منافق و گنہگار و مشرک، ایمان حقیقت است نہ مجاز“ گفتندی خصمان را خوشنود کنید، گفتندی و توفیق با فعل برابر است گفتندی و ”ایمان یک چیزست بردو جوارح“ گفتندی و خدا بتعالی بهیچ چیز نماند و هیچ چیز بخدا تعالی نماند و خدایتعالی بر مکان نیست و در مکان نیست آفریدگار است و وی را به مکان حاجت نیست و کسب فریضه است و عمل نیک از ایمانست و ایمان طاعتست و نہ هر طاعت ایمانست و نہ هر معصیت کفرست و ایمان انبیاء و اولیاء و مؤمنان و صالحان و عاصیان و ایمان جبریل همان و حدث امام را حدث بینند“ گفتندی و ”ایمان نکاهد و نیفراید و امر از محبان بسبب محبت نخیزد“ و از خوف خاتمه ترسان بودندی و سنت آن بود که زفر فرموده بود و جماعت آن بود که ابوحنیفه رحمہ اللہ و اصحاب او بر آن رفته باشند و فقر و فاقه دوست داشتندی و از درویشان کسان بود که چاروق پوشیدندی و حضرت شیخ مسح فرمودندی و در ابتدای طعام بسم اللہ گفتندی و در آخر طعام الحمد لله گفتندی ”هوش در دم دارید و

جنوبہم چون مدام ذکر گوی شد حجاب و ظلمت و خیال از پیش  
برخاست آنگاه سحاب و لطف اورا فراہم گیرد و باران فضل باریدن  
گیرد و باد لطف و سعادت و ورزیدن آید آنگاه چیز ہابی دیدہ آید و  
لطایفی شنیدہ آید از لذاتی چشیدہ آید کہ عبارت از ان قاصر آید  
آنست کہ گفتہ اند بیت

دردی کہ مرا ز عشق تومی هست  
دا نستیست و گفتی نیست

## رسالہ صاحبیہ

(حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الہی باخص صفاتک و بعز جلالک و بعظمتہ انبیاءک و بدم  
شہداتک و بنفس اصفیاءک، نسألك زیادة فی العلم و بركة فی الرزق  
و توبة قبل الموت و مغفرة عند الموت و راحة بعد الموت و نجات من  
النار و دخولاً فی الجنة و عافیة فی الدنیا و الاخرہ۔

ہمی گوید بندہ ضعیف ترین بندگان بارگاہ احدیت و نحیف  
ترین شکستگان حضرت صمدیت، عبد الخالق بن عبد الجمیل،  
نزلہ اللہ بمقاصد السالکین و وصلہ بمقامات العارفين، آمین یارب  
العالمین : دراوان شباب، کہ ہنگام غرور و ایام سرور و غلبات  
ہوا جس نفسانی و وساوس شیطانی بود، ناگاہ جذبہ ان الفضل بید  
اللہ یؤتیہ من یشاء (سورہ ال عمران آیہ: ۲۶) داعیہ طلب در ضمیر  
این ضعیف پدید آورد و تقاضای ”ان اللہ یحب معالی الامور“ عزم  
برادران ”اصحب مع اللہ“ مصمم گردانید و ملہم غیب بر صحیفہ  
خاطر این بیچارہ بقلم رشد این نقش میکشید کہ: نیل این کرامات و  
یافت این دولت و رسیدن برین سعادت بی اقتدای بسالک محقق و بی

اقتضای بمخدوم مرفق نخواهد روی نمود بر قضیہ صادقہ "من طلب شیئا وجد وجد" و بر نشانی "یهدی الله لنوره من یشاء" (سورۃ النور آیت: ۳۵) سر ارادت بر قدم آن ولی قبۃ ولایت و آن صفی کعبۃ ہدایت، آن مرشد صمدانی، شیخ ابو یوسف یعقوب ہمدانی نہادم، بامعتکفان آستان ارادت و با ملازمان عتبہ رفیعۃ جناب مودت آن دودمان حقائق روی براہ آوردم و مدتی درین طریق مستقیم در متابعت آن سیاح بیدای طریقت و آن غواص دریای حقیقت، آن متابع شرع سید المرسلین و آن مکاشف اسرار غیبین، ابو یوسف یعقوب بن عبدالواحد بن عبدالباسط بن ظمظم بن باقر بن محمد بن اسمعیل بن ابو حنیفۃ نعمان بن ثابت بن مرزبان بن شیث بن زید بن ہرمزین پرویز بن دارابن داراب بن کسری بن دار نوش بن اشکبوس بن ایزدیار بن کلباد بن بہوش بن نیارام شاہ بن اردشیر بن بہمن بن اسفندیار بن کشتاسب بن لہراسب بن طہماسب بن کیکاؤس بن کیقباد بن نوذریں منوچہر ابن ایرج بن فریدون بن جم بن جمشید بن برد بن طہماس بن ہوشنگ بن شیر بند بن جرجیس بن سام بن احنوس بن گیومرث بن شیث بن آدم علیہ السلام قدم ہمت و متابعت و نیاز مندی میداشتم۔ حضرت سلطان اولیاء این ضعیف بی بضاعت را و این فقیری استطاعت را بواسطۃ سپارش حضرت خواجہ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام، بتعلیم و تلقین ذکر داد، مشرف گردانیدند، اکنون واجبست برہمۃ خلاق، از یاد شاہ و وزراء و علما وزہاد و درویش، از خاص و عام، کہ متابع و مربی و مطیع این خواجہ

بزرگ، عالم ربانی شیخ ابویوسف یعقوب ہمدانی باشند، زیرا کہ  
 این عزیز بھیج وجہ مخالفت شرع حضرت محمد رسول اللہ، صلی  
 اللہ علیہ وسلم، نکرده اند و بموافقت صحابہ و تابعین و تبع تابعین  
 و سلف زندگانی کرده اند و دایم در بلدہ محفوظہ ہمدان و در ہر  
 جا کہ میبودہ اند بر لفظ مبارک می رانده اند کہ: راہ راست راہ  
 محمد رسول اللہ ست، زیرا کہ خواجہ عالم فرمودہ اند کہ: یا  
 اباہریرہ، بیاموز مردمان را سنت مرا و تو ہم عمل کن، تا ترا نوری  
 باشند، روز قیامت، درخشند،

چون اشارت حضرت رسول، علیہ السلام، این بود شیخ بزرگ  
 پاک روش اصحاب و متابعان و ملازمان خود را، کہ خواجہ حسن  
 اندقی و خواجہ عبداللہ برقی و خواجہ احمد یسوی و خواجہ علیانہ  
 و داعی فقیر کہ عبدالخالق بن عبدالجمیل و باقی درویشان، کہ  
 بخدمت حاضر بودند، بر جادہ شرع نبوی میخواندند و از ہوی  
 و بدعت و مخالفت شریعت و از طریق اہل فتنہ و بطلان و از تقلید  
 مقلدان نگاہ می داشتند و روش این صدیق و عزیزان ایشان از جمیع  
 آفات پاکست، نہ رنگ تعطیل داردونہ بوی تشبیہ، بلکہ محض  
 نور ہدایت و معرفتست و حضرت شیخ ما بر لفظ مبارک راندند کہ:  
 این روش حضرت ابوبکر صدیقست، رضی اللہ عنہ، قرنا بعد قرن  
 بہا رسیدہ است و تا قیامت باقی خواهد بود۔ پس بر جمیع مومنان  
 و دارندگان راہ واجبست کہ متابع رای این برگزیدہ باشند و صحبت  
 با اہل این خانوادہ دارند و سلوک براہ ایشان کنند و از مجالست

و موانست این طایفه دور نباشند و در مقام شاہزادہ قثم بن عباس (قثم بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی نخست از جانب عمش علی بن ابی طالب حکمران مدینہ شد و پس از آن در سال ۵۶ ہجری کہ سعید بن عثمان والی خراسان شد با او بخراسان رفت و سرانجام در جنگی کہ با مردم ماورائی النہر می کردند در سال ۵۷ کشتہ شد و بگفتہ ای در سمرقند بگفتہ دیگر در مرو بخاکش سپردند، اینک در سمرقند بنای بسیار زیبای مجلی هست کہ آنرا قبروی میدانند و معروف ترین زیارتگاہ سمرقندست و همانست کہ در متن (مقام شاہزادہ قثم بن عباس) گفتہ شدہ و ازین جا پیدا است کہ در آن زمان ہم معروف و زیارتگاہ بودہ است، فرهنگ ایران زمین: ۱۰) فرمودند کہ ہر کہ باین روش عمل کند و باین تمسک جوید البتہ از جمیع ظلمات ایمن گردد و از موج دریا بیدعت رہایی یابد۔

بعد مبر لفظ مبارک را اندند کہ: ای عبد الخالق، بدان کہ سلوک را محق برد و قسمست: سلوک ظاہر و سلوک باطن۔

سلوک ظاہر آنست کہ در جمیع احوال حدود شرع را نگاہ داشتہ آید و بوسع امکان محافظت کردہ آید و از هوای نفس اجتناب نمودہ آید و قسم دوم کہ سلوک باطنست آنست کہ در تصفیۂ دل کوشیدہ آید و سعی بلیغ در محو صفات ذمیمۂ نفسانی نمودہ آید، کہ طہارت باطن اشارت ازین معنیست و در ذکر دل جد و جہد بی حد کردہ آید، تادل بذکر حق گویا شود و ابتدای این تلقین ذکر بدل حضرت ابوبکر صدیق، رضی اللہ عنہ، بودہ و ازیشان بسلمان

فارسی رسیدہ و ازیشان بجعفر صادق و ازیشان بسلطان بایزید و ازیشان بشیخ ابوالحسن خرقانی و ازیشان بشیخ بزرگوار ابوعلی فارمدی طوسی و ازیشان بمارسیدہ است۔

این گفتند و سرمبارک درپیش افکندند، تابانگ نماز پیشین برآمد، چون نماز پیشین گزارند بر لفظ مبارک راندند کہ : ای درویشان، اگر چه درین سلسلہ غیر ازین مخادیم عزیزان بودہ اند، اما تخصیص این اکابر اعتبار آنست کہ اصحاب اساطین و کشف و عظمای مشاہدہ این سلسلہ ایشان بودہ اند۔

بعدہ روی مبارک بطرف این فقیر کردند و بر لفظ مبارک درر بار راندند کہ : ای عبدالخالق، چون شیخ بزرگوار خواجہ (ابو) علی فارمدی از دار فنا بدار بقا رحلت نمود تدرہ مشکلی کہ در شریعت و طریقت واقع می شد مرا، از روحانیت ایشان التماس می کردم و همان لحظہ روحانیت خواجہ کشف آن واقعہ می کرد و آنچه از فواید این راہ از خواجہ علی کلان رسیدہ بود بسالکان راہ و بنیاز مندان بارگاہ اللہ می رسانیدم

بعدہ روی مبارک بطرف من کردند و بر لفظ مبارک راندند کہ : ای عبدالخالق ہم چنانکہ من خلیفہ چهارم خواجہ علی کلان بودم تو نیز خلیفہ چهارم ما خواهی بودن : دیدم کہ چشمهای مبارکشان پر آب شدہ بود۔

بعدہ من سوال کردم کہ : بعد از شما خلیفہ کہ خواهد بود؟ شیخ بر لفظ مبارک راندند کہ : بعد از ما خواجہ عبداللہ برقی خواهد بود



و بعد ازیشان خواجه حسن انداقی و بعد ازیشان خواجه احمد یسوی رحمة الله علیهم۔ چون خواجه احمد یسوی بولایت ترکستان سفر کند خلیفه تو خواهی بودن، زنهار بر جاده شرع حضرت محمد رسول الله، باشی و از حد شرع ذره ای تجاوز نکنی و هر کرا بینی که مخالفت شرع میکند منع کنی و الله تعالی اعلم۔

بتاریخ روز چهارشنبه یازدهم رمضان سنه ۵۰۴ اربع و خمس مایه بود که سنجر بن ملک‌شاه نامه بقاسم بن جوکی بسمرقند فرستاد و در آن نامه نوشته بود که: حضرت شیخ الاسلام و المسلمین خواجه علی بن محمد و قاضی علاؤالدین عمرو خواجه عمادالدین و امیر عبدالوهاب و خواجه دهقان و شیخ بکرالدین و شیخ عزالدین و شیخ ابوالقاسم بن یوسف و شیخ لالای چاکر و شیخ محمد، رحمهم الله، بزرگان بلده سمرقند معلوم فرمایند که: شنیده میشود که آن خواجه سبحانی، شیخ ابویوسف همدانی، بکمال سن رسیده اند، ما را فرصت رفتن بدان طرف نیست، از جهت سلیمان شاه که بلشکر بسیار بدین طرف متوجه شده است و ولایت را نمیتوانیم گذاشتن و رفتن و از برای خرج خانقاه درویشان بقاسم بن جوکی پنجاه هزار دینار فرستاده شد، با احتیاط بسیار از وجه حلال۔ باید که فاتحه در کار ما فرمایند۔ توقع کلی آنست که سند حضرت شیخ را نوشته برای ما فرستند، زیرا که شنیده میشود که روش حضرت شیخ همچون روش صحابه است، رضوان الله علیهم اجمعین۔ البته البته این را مهم دانند و داعی را باین دولت مشرف

سازند۔

بعده حضرت شیخ الاسلام بخدمت عزیزان بحجرۃ خواجہ  
 عبد اللہ برقی آمدند و خواجہ حسن انداقی را و خواجہ احمد یسوی  
 را، رحمة اللہ علیہم و خواجہ شاہ غاتفری را و خواجہ علیانہ را و  
 خواجہ اقبکم را و خواجہ شمس الدین غاتفری را و شیخ محمد  
 نظام الدین ماتریدی را و خواجہ محمد را و خواجہ کاروزن کلابادی  
 را و خواجہ محمود سوجی را و خواجہ پل غاتفری را و ابو موسی را و  
 امام یحییٰ غاتفری را و خواجہ اسحاق را و امام سلمان عارف را و  
 خواجہ محمد جہلہ را و خواجہ قریش را و خواجہ آدم شاواری را و  
 خوجہ ریاط را و ابن فقیر عبد الخالق را جمع ساختہ، قصۃ سلطان  
 سنجر را در میان آوردند و ہم چنان بجمعہم بخدمت در آمدند و  
 قصۃ سنجر بن ملکشاہ و نذر او را بحضرت شیخ عرض کردند و  
 سورۃ فاتحۃ الكتاب درکار وی کردند۔ بعد از آن بر لفظ مبارک  
 راندند کہ: ای درویشان، از ما چہ چیز در وجود آمدہ باشد کہ آنرا  
 بسنجر تو انیم فرستادن، بغیر سہو و خطا ویدی؟ بعدہ خواجہ  
 علیانہ فرمودند کہ: ای بزرگوار، التماس درویشان از شما اینست کہ  
 اجازہ فرمایید، بعدہ شیخ ما بر لفظ دربار راندند کہ: ہر چیزی کہ  
 موافق شرح محمد رسول اللہ است از ما دیدہ باشید بنویسید۔

و در تاریخ روز سہ شنبہ بیست و ہشتم ذوالقعدہ سنۃ اربع  
 و خمس مائہ بود کہ از حیوۃ شیخ ما ہزار و نہ ماہ و بیست و شش روز  
 گذشتہ بود و مولود شیخ ما در روز دوشنبہ دوم ماہ صفر ختم بالخیر

والظفر بوده است و سی و هشت حج پیاده گزارده بودند و هزار ختم قرآن بقراءت حفص در مصحف خوانده بودند و هفتصد پارہ کتاب از تفاسیر و احادیث و فقه و اصول و فروع و کلام حفظ داشتند و دوست و سیزده مشایخ را دریافته بودند و اکثر اوقات روزه دار بودند و شب و روز ببندگی حق سبحانه و تعالی، مشغول بودند، هشت هزار بت پرست را مسلمان ساخته بودند و آنها که از گناه توبه کرده بودند و در راه در آمدہ بودند شمار ایشان را کسی نمیدانست و پای مبارک ایشان از طرف کوتاه بود و بر روی مبارک ایشان داغهای آبله بود و محاسن مبارک ایشان دراز بود و میگون و بسی لاغر بودند و هر کرا دید ندی خواجه گفتندی و سفر بسیار کردند و لباس ایشان پشمینه و مله بود و خورش ایشان نان جو و نان ارزن و روغن تخم بود و در چهل شبان روز یک بار گوشت مرغ خوردندی و گوشت شتر و گوسفند گاه گاه خوردندی و سر موزه دوزی و دهقانی کردند و هر چه خدای تبارک و تعالی، دادی بفقراء و بیوگان و یتیمان و غریبان و بمساکین صاحب عیال دادندی و در مدت حیوة خود در یوزه نکردندی و اصحاب رانہی کردند و دایم متوکل بودند و بعمارت دنیا اشتغال نمودندی و اگر دیگری کردی منع نکردندی و در هر سال چهل روز احتساب کردند و بیخانه پادشاه و اکابر نرفندی و هفتاد پنج سال مجرد بودند و در برج چشم ایشان شوخی بود، بعد وفات ایشان در آن شوخ اشتباه واقع شد، بعضی گفتند بطرف راستست و بعضی گفتند بطرف چپست و چشم مبارک

ایشان نمکین بود و هرگز نظر بر روی نامحرم و پسرینه باختیار نکردندی و در دهم رجب، عظمها الله حرمة، بسمرقند آمدند، باذن حضرت خواجه خضر علیه السلام و آواز خوش داشتند و میانه بالا بودند و انگشتان مبارک ایشان دراز بود و ترکی نمیدانستندی و اکثر اوقات نعلین پوشیدندی و جامه دریه ناک پوشیدندی و از اصحاب هر که جامه دریه ناک پوشیدی او را دوست داشتندی و تعظیم و توقیر کردند و در مدت حیوة خود پای مبارک دراز نکردندی و گریان بودند از خوف حق تعالی و شیرین زبان بودند و سخن را تبسم کنان گفتندی و از گرسنگی و ریاضت پشت مبارک ایشان خم شده بود ذکر علانیه نگفتندی و مرید بسیار گرفتندی و در زمان ایشان ذکر علانیه نبود، شیخ شیخ خود را، که شیخ ابوالحسن خرقانیست، دیده بودند و مولود ایشان از همدان بود، از محله غنمیه و پیاده بسیار رفتندی و در شب جمعه و در شب پنجشنبه و شامهای عید زیارت بزرگان احیا کردند و از هر مسافری، که از ولایتی آمدی، پرسیدندی که از کدام ولایتی و در آن ولایت از درویشان کیانند و آنها که در پرده اند نامهای ایشان چیست، و دایم اعضای مبارک ایشان در عرق بودی، بجهت ذکر دل، که نفس گرفته گفتندی و در عقب ادای هر فریضه یک سنی پاره قرآن خواندندی، بغیر اوزاد که داشتندی و ازین منزل که آسوده اند، که محله خوش رودست، از محلات فائقین تا بمسجد جامع ختم قرآن کردند و از مسجد تا بخانه خواجه حسن انداقتی و خواجه احمد یسوی سوره

بقرہ را ختم کردند و در محل بازگشتن تا مسجد سوره آل عمران ختم کردند و از مسجد شیخ ما تا بحجره این درویشان صد و هفت قدم بود و در هر رکعت نماز یک سی پاره قرآن خواندند و گاہ گاہ روی مبارک بطرف ہمدان کردند و سی گریستندی و از خداوند تعالی فرزند پسرینہ و صالح خواستندی و دایم بوعظ خواجہ عبد الرحمن دہ مردہ علیانگی بنشستندی و در زمستان موی مبارک کم تراشیدندی و عصا و جرسدان سلمان فارسی ایشان بودی و چون ماہ نو دیدندی موالی سمرقند را طلبیدندی و دعوت دادندی با ایشان بحث علم شریعت کردند و بزرگان سمرقند از صحبت ایشان دور نبودندی و صحبت با خواجہ زندہ دلان، خواجہ خضر علیہ السلام، داشتندی، تیرنیک انداختندی، ملک و اسباب نخریدندی، مصحف و سجادہ و شانہ و مسواک و خوشبوی و رویمال بخود داشتندی و از برای درد چشم و ریشہ دارو و مرہم ساختندی و از برای تب تعویذ دادندی و ہر گاہ کہ جتہ و توقماق آمدی با ایشان حرب کردند و دایم با طہارت بودند و نماز جمعہ و جماعت بھیج عذر ترک نکردندی و از ہر کہ جفا بیشتر دیدندی وفا بیشتر کردند و آس خود پختندی و جامہ خود شستندی و اگر جامہ دریدی خود درینہ کردند و پختہ بازار نخوردندی و عمامہ کلان بستندی و قش کلان گذاشتندی و آستین جامہ فراخ و کوتاہ داشتندی و جامہ بصابون کم شستندی و بلند نچندیدندی و نصیحت و لقمہ از کس باز نداشتندی و سخن نرم گفتندی و براہ نرم

رفتندی، صلوات و استغفار بسیار گفتندی و نماز و تروتهجد و تسبیح قرین گزاردندی و دعا بسیار کردندی و اصحاب را نیز دعا بسیار فرمودندی و اظهار کرامت و ولایت نکردندی و هر که از مومنان طلبیدندی رفتندی و هیچ کس را و هیچ چیز را تحقیر و تصغیر و اهانت نکردندی و بر هیچ کس فخر نکردندی و بزیارت اهل قبور بسیار رفتندی و در گورستان پای برهنه رفتندی و بر اهل قبور سلام کردندی و آیت ها و دعاها، که آمده است، خواندندی و نان بسرکه بسیار خوردندی و دعای سیفی و قصیده برده و چهل اسم اعظم و آیات قرآن بسیار خواندندی و شب محاسن را شانہ بسیار کردندی و فایده بسیار فرمودندی و بر اسب کم نشستندی و خرو شتر بر نشستندی و بیازار کم رفتندی و فضیلت چهار یار بسیار گفتندی و از مناقب ایشان حکایه کردندی و حلال خوران و حلال کوشان را دوست داشتندی و مرگ و قیامت را و جان دادن را سوال گور را و زنده شدن را و نامه خواندن و ترازو گاہ را و گذشتن از صراط بسیار یاد کردندی و گریستندی و خلق را بحلال پوشیدن و حلال کوشیدن ترغیب کردندی و بامؤمنان طعام در یک ظرف با هم خوردندی و پیش از طعام و بعد از طعام دستها شستندی و ابتدای طعام بنمک کردندی و انتہا نیز بنمک کردندی و کلمہای کفر را بیان کردندی کہ: اللهم انی اعوذ بک من ان اشرك بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لہا لا اعلم انک انت علام الغیوب، بسیار گفتندی و بعد از نماز بیسرا ختم کردندی و ترک نکردندی و روز آخر جمادی الثانی

معہ ماہر جب پیوستہ روزہ داشتندی و ترک نکردندی و بظرف مسین و نقرہ گین و زرین غسل و طہارت نکردندی و با مردم قلب و مدبر و فاسق و مبتکر و بدگوی و حیلہ جوی و ظالم و آزارندہ خلق و پدر و مادر و جنگ کردہ و مبتدع و بد مذہب و بی نماز و مالایعنی گوی و چاپلوس و قلاب و سود خوار و دروغ گوی و بی پرهیز و بازاری و حرام خوار و لقب مانندہ و قضیہ و دعوی خلق را بر خود گیرندہ و بحیلہ و تیز زبانی و تدبیر از جهت دنیوی حق را ناقص کنندہ و خود را در میان مردم مومن و زاہد و پارسا و سنی و درویش و عالم و متقی و عابد و امر معروف و نہی منکر کنندہ و خود را نیک نمایندہ و ظاہر خود را بشرع آرایندہ و نزد مردمان از جهت طلب حرمت و عزت دنیا، این چنین کسان را در صحبت خود توبہ دادندی و اگر قبول نکردندی دشمن داشتندی و از مجلس خود را اندندی و نان ابا آب کم خوردندی، فاما نان خشک خوردندی و من نگفتندی و اگر حاجت شدی چہار دہ سیر گفتندی۔ کسی را ای سگ و خوک و بد بخت و لعنت بر تو وی دولت نگفتندی۔ چہ سرماست و چہ گرماست نگفتندی و حمام نرفتندی و کسی را دعای بدن نکردندی و ہر مؤمنی کہ پیش آمدی سلام کردندی و از برای ہمہ کس برخاستندی و دایم متفکر و غمزدہ بودندی و حساب عدلی ندانستندی و خط خوب نوشتندی و موی لب خود و اصحاب را پست گرفتندی و وحدت و عزلت گزیدندی و آتش را اکثر اوقات یوغان بی روغن خوردندی و دایم با مجاہدہ و ریاضت بودندی و طعام مردم نخوردندی و از صحبت خلق رمنندہ بودندی و

موزة سیاہ پوشیدندی و دستار بطور دانشمندان بستندی و فش را در میان دو کتف گذاشتندی و کلند نیک زدندی و مرد بیکار و مفت خوار و تن پرور را دوست نداشتندی و علم طب بیان کردندی و در راه رفتن بہر طرف نیک نگریستندی و در مجلس سخن بہمہ کس گفتندی و در مجلس و خانقاہ ، چون در آمدندی ، بیای راست در آمدندی و چون بیرون آمدندی بیای چپ بیرون آمدندی و طعام بدست راست خوردندی و سر برهنہ نماز نگزاردندی و طعام نخوردندی و قرأة بلند نخواندندی و اگر روزی صدبار طہارت ایشان شکستی باز طہارت کردندی و بیک ساعت بیطہارت نبودندی بمسجدها و صحراہا و محلہا و قریہا و کوہ ہا بسیار رفتندی و با ساکنان و باشندگان آن مواضع ، از ترک و تاجیک و عرب و از خواجہ و درویش و غلام و بازار و پادہ بان و گلہ بان و شتریان و با آشنا و بیگانہ ، فرایض و واجبات و سنن و مستحبات و آداب ، از حلال و حرام و مباح و مکروہ و از حیض و نفاس و استحاضہ و مستحاضہ و معاملات ، از خریدن و فروختن ، بیان کردندی و باشیدندی و با ایشان بقدر وسع طاقت آموختندی و از ہر کہ اندک نیکویی دیدندی دو چندان عوض گردانیدندی و دایم بخود خرما و مویز و کلیچہ نگاہ داشتندی و بہر کہ رسیدندی بوی دادندی و در پیش شیخ خویش سخن نگفتندی و در مزرعہ مردم را نہ رفتندی و نماز را دراز نکردندی و کارخانہ خود خود کردندی و آسیا خود رفتندی و در بہار گشت بسیار رفتندی و نماز صبح و اشراق و اوایین و تہجد و



استخارہ ترک نکردندی و شهید شدن را دوست داشتندی و صدقہ دادندی و زکوٰۃ دادندی و اعتکاف نشستندی و قربانی کردندی و برده آزاد کردندی و از وعید ترسان بودندی و با وعده امیدوار بودندی و در دلها حبیب بودندی و بصدق و صفا بودندی و با خلاص بودندی و با حلم و سخا بودندی و از خداوند شاکر بودندی و ہرگز از خداوند شکایت نکردندی و بقسمت حق تعالی راضی بودندی و دایم در استعداد مرگ بودندی و برہمہ خلائق مہربان بودندی و پیران تعظیم کردندی و نارسیدگان را نواختندی و امانت را نیک نگاہ داشتندی و صلۃ رحم را بجای آوردندی، از ہر خطری پناہ بخدای بردندی و دایم در طلب آخرت بودندی و از خدای تعالی توفیق طاعت خواستندی و ہم سایہ ہا را رعایت کردندی و راہ از موزیات پاک داشتندی و در ایمان خود بشک نبودندی و ”مومنم حقا“ گفتندی و جماعت مسلمان را خلاف نکردندی و نماز را در پس ہر نیک و بد گزاردندی و ہیچ کس را از اہل قبلہ کافر نگفتندی و بر جنازہ خرد و بزرگ نماز گزاردندی و ”تقدیر نیکی و بدی ہمہ از خداست“ گفتندی و بر پادشاہ مطیع بودندی و ”ایمان عطای خداست“ گفتندی و ”بندہ باہمہ جلالت و کرامات مخلوقست“ گفتندی و ”قرآن کلام خداوند است بخلق“، گفتندی و ”عذاب گور حقست و نکیر و منکر حقست، گفتندی و ”از دعای زندگان مردگان را نفعست و شفاعت رسول و معراج او حقست، گفتندی و ”نامہ خواندن و صراط حقست“ گفتندی و ”دہ یار بہشتی اند“ گفتندی و ”کافر دایم

در عذابست“ گفتندی و ”آنکه خدای تعالی میخواهد، گفتندی و ”در استخوان مرده آتش چنانست که در سنگ“ گفتندی، ”دیدار خدایتعالی حقست“ گفتندی و ”عقل انبیاء برتر از عقل اولیاءست“ گفتندی و ”گرامات اولیاء حقست“ گفتندی و ”مرتبه انبیاء برتر از مرتبه اولیاءست“ گفتندی و ”عقل مومنان برتر از عقل کافرانست“ گفتندی و ”حق تعالی داناست بحقیقت و تواناست بقدرت“ گفتندی و ”خلق پنج فریقند: مؤمن و کافر و منافق و گنہگار و مشرک، ایمان حقیقت است نہ مجاز“ گفتندی خصمان را خوشنود کنید، گفتندی و توفیق با فعل برابر است گفتندی و ”ایمان یک چیزست بردو جوارح“ گفتندی و خدا یتعالی بهیچ چیز نماند و هیچ چیز بخدا تعالی نماند و خدا تعالی بر مکان نیست و در مکان نیست آفرید گار است و وی را به مکان حاجت نیست و کسب فریضه است و عمل نیک از ایمانست و ایمان طاعتست و نہ هر طاعت ایمانست و نہ هر معصیت کفرست و ایمان انبیاء و اولیاء و مؤمنان و صالحان و عاصیان و ایمان جبریل همان و حدث امام را حدث بینند“ گفتندی و ”ایمان نکاهد و نیفراید و امر از محبان بسبب محبت نخیزد“ و از خوف خاتمه ترسان بودندی و سنت آن بود که زفر فرموده بود و جماعت آن بود که ابوحنیفه رحمہ اللہ و اصحاب او بر آن رفته باشند و فقر و فاقه دوست داشتندی و از درویشان کسان بود که چاروق پوشیدندی و حضرت شیخ مسیح فرمودندی و در ابتدای طعام بسم اللہ گفتندی و در آخر طعام الحمد لله گفتندی ”هوش در دم دارید و

نظر در قدم دارید و سفر در وطن و خلوت در انجمن دارید“ گفتندی و  
 ”در پیش مشایخ بادب و تعظیم با احترام نشنید، ہم بظاہر و ہم  
 بباطن“ گفتندی و با برادران صحبت بموافقت و خدمت و اسرار  
 داشتندی و ایشان الحاح نکردندی و از همه خلائق راضی بودندی و  
 بر هیچ کس حسد نبردندی و از توانگری ترسیدندی و گاہ گاہ بر لفظ  
 مبارک راندندی کہ: ”این پادشاہان با عظمت و این نادانان غافلیت  
 از لذت و حلاوت درویشان همه کس را از ذکر دل معلوم میکنند“  
 گفتندی و ”در شناخت نفس و خواطر کوشید“ گفتندی و ”ای  
 عبد الخالق، شناخت خاطریت و حوالہ شد“ گفتندی و ”ظاہر خود  
 را از تفرقہ جمع گرد آید“ فرمودندی، ہر چند ظاہر پریشانست  
 باطن از آن پریشان ترست و این بانداں خوش فعل و بشاش باشند،  
 گفتندی و خانہ جہودان و ترسایان و مغان و گبران رفتندی و بایشان  
 از فضیلت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کردندی و از  
 وعدہ و وعید چندان گفتندی کہ این دین را قبول کردندی، بعدہ از  
 برای ایشان چیزی جمع کردندی و خود نیز چیزی دادندی و احکام  
 شریعت ایشان را آموختندی و اصحاب را گفتندی کہ ایشان را  
 تعظیم کنید و با اصحاب بسیار رفتن را دوست داشتندی و ”موافق  
 عقل باشید و مخالف نفس باشید“ گفتندی و ”عقل با نفس ضدان  
 لایجتماعان، گفتندی و ”بطاعت فریفته مشوید و بزینت دنیا میل  
 مکنید“ و نماز در عقب شیخ گزاردندی و در پہلوی شیخ نایستادندی  
 و در مسجد اول پای راست در کفش کردندی و پاشنہ را نگاہ داشتندی

بعده پای چپ را پوشیدندی و بعد از نماز نشستندی و بعد از گزار  
 دن فریضه زود برخاستندی و آیه الکرسی و ”آمن الرسول“ و ”قل  
 اللهم مالك الملك“ خواندندی و سنت شروع کردندی و نماز را در  
 وقت گزاردندی و تاخیر نکردندی و در زمستان در شیب خود بالشت  
 انداختندی و در تابستان در روی بویا خفتندی و این مناجات  
 کردندی که: ”الهی ما را بمان و ما را در آن دار که رضایت بر آنست و  
 عاقبت ما را محمود گردان و از مردم صورت دیوسیرت دوردار“  
 و اصحاب را عزیز داشتندی، هر که از اصحاب غایب بودی و هر که  
 حاضر بودی و هر که از اصحاب از یکدیگر شکایت آوردندی آن دیگر  
 را طلبیدندی و هر دو را صفا دادندی و بسخن کسی از کسی  
 نرنجیدندی و هر که گفتمی فلان شما را اهانت کرد، ”قابل آنم“  
 گفتندی و بقاضیان و مفتیان و داروغه و امامان و مؤذنان و محتسبان  
 از فضیلت ثواب و درجه آن بایشان بیان کردندی و ایشان را بثواب  
 راغب گردانیدندی و ”بطرف حق باشید“ فرمودندی و بزرگان  
 سمرقند را فرمودندی ریض سازید و اگر کفچه بردیگ رست آمدی  
 از آن طعام نخوردندی بعیادت بیمار رفتندی و قرض دادندی و  
 نطلبیدندی و زیارت شاهزاده قثم بن عباس رفتندی و از اصحاب  
 هر که کشته شدی، در جنگ جته و توقماق و اوروس، شنیدندی بنماز  
 شروع کردندی و هیچ چیز و هیچ کس را العنت نکردندی و هیچ کس را  
 دعای ید نکردندی و اصحاب را از خوردن گوشت و سخن گفتن  
 بسیار منع کردندی و خود نیز سخن بسیار نگفتندی و در حجره بغیر

از بویا و نمود و ابریق و قزاغند و دو بالشت چیزی دیگر نداشتندی و توانگر را از جهت توانگری بر درویش نگزیدندی و دایم از سید فقرای صحابه و اغنیای صحابه تقریر کردندی و اصحاب را متابعت و موافقت ایشان فرمودندی، رگ زدندی و حجامت کردندی و دارو خوردندی و مکتب داشتندی و درس گفتندی و دایم مدام بطهارت بودندی و باطهارت طعام خوردندی و در کارها تعجیل نکردندی و در رنج و مصیبت و بلا صبر کردندی و با هر کس راز خود نگفتندی و ترک وظایف خود نکردندی و از فوت او در غصه شدنندی و استغفار کردندی و هر شب حساب خود کردندی و غم روزی نخوردندی و نماز بسیار گزاردندی و روزه بسیار داشتندی و از دشمنی جن و انس و شیاطین اصحاب را واقف کردندی و ”دفع این دشمنان بدوام وضو و دوام ذکر دل است“ گفتندی و هر چه از شیخ خود دیده بودند و شنوده بودند با اصحاب گفتندی و حاجت انسانی هر موضعی را ملوث نساختندی، بغیر از منزل معین و گیاه را عزیز داشتندی و در موضع گیاه بول نکردندی و خوی نیفگندندی و سخن حق بسیار گفتندی و طعام بی ذکر خدای تعالی نخوردندی و فرمودند که: ”لقمه خوردن تخم انداختست، باید که تخم را آگاه اندازد تا قوت طاعت شود“ و جامه را از بول نگاه داشتندی و بهر که وعده کردندی و وعده را وفا کردندی، دست و زبان از مسلمانان باز داشتندی و هر که حاجت خواستی روا کردندی، دست و زبان از مسلمانان باز داشتندی و هر که حاجتی خواستی روا کردندی و چون

بوی خوش بمشامشان رسیدی صلوات گفتندی و کلمه "لا اله الا الله الملك الحق المبين" را و "سبحان الله العظيم و بحمدہ استغفر الله من كل ذنب و اتوب اليه" و کلمه "سبحان الله" را بسیار خواندندی، تا باخره و دایم از درد سر نا لان بودندی، روزی در مقام خواجه حمید الدین ملتانی بر لفظ مبارک راندند که: "چهل و سه سالست که مرا این درد عطا کرده است، و باز بر لفظ مبارکشان رفت که: "در صحابه نیز عزیزان بوده اند که دایم در مند بوده اند و از خلق نهان می داشتند"

بیوه و غریب و یتیم و مسافر را پیرسان بودندی و از ولایت همدان بحضرت شیخ یازده کس آمده بودند - اول ایشان ابو موسی خادم و دوم بنده ضعیف عبدالخالق، سوم امام یحیی غاتقزی، چهارم خواجه اسحق پنجم خواجه ریاط، ششم برادر زاده خواجه زکریا در غزنی، هفتم خواجه آدم شاوداری، هشتم خواجه محمد حکیم بلخی، نهم خواجه محمد جهله، رحم الله علیهم اجمعین، دهم خواجه قریش، یازدهم بابا سلمان عارف ترک

سبب آمدن شیخ ماشیخ یوسف، رحمة الله علیه، بولایت سمرقند آن بود که خواجه حمید الدین ملتانی بولایت رفتند و ازین شش سال گذشت، حضرت خواجه خضر علیه السلام، بولایت ملاطیه بودند، مردی بود آنجا، از نسل امام مالک، عبدالجمیل نام و سن او بصد و سیزده سال رسیده بود و فرزندى نداشت و از خداوند تبارک و تعالی فرزند میخواست، القصه پادشاه را دشمنی پدید

آمد و اورا از ولایت بدر کرد و ملک او گرفت و این پادشاه ملاطیہ در دشت کوه و صحرا میگشت، ریش و ابروی خود را تراشیدہ، قضا را این پادشاه بخانہ خواجہ عبدالجمیل افتاد و مدت چند شبانہ روز بود کہ چیزی نخورده بود۔ بخود اندیشہ کرد کہ از صاحب این خانہ طعام طلبم چون بدر خانہ رسید بوی آشنایی در مشام اور رسید مردی دید پیر، برو سلام کرد و بر لفظ رومی گفت: از لشکر این ولایتم و چند شبانہ روزست کہ طعام نخورده ام“ خواجہ عبد الجمیل فرمودند کہ: ”بدر وں خانہ در آی“ چون پادشاه بدر وں خانہ درآمد اورا تعظیم بسیار کرد و گفت: ”بنشین“ و آب آورد و اورا فرمود: ”طہارت کن“ پادشاه طہارت کرد، بعد فرمود کہ شکر و وضو گزار پادشاه شکر و وضو گزار دو بعد از آن خوانی آورد، بانواع نعیم و در نزد پادشاه نهاد، پادشاه چندانکہ می بایست بخورد فرمود تاجامہای اورا بشویند و موی او تراشیدند و اورا گفت: ”زمانی بعدہ خواب رو“ پادشاه در خواب شد از خواب چون بیدار شد پادشاه را گریہ آمد۔ گریست و سخت گریست۔ بعدہ خواجہ عبدالجمیل در خانہ بیامد دید پادشاه سخت می گرید خواجہ از و سؤال کردند کہ سبب گریہ چیست؟ پادشاه گفت: ”نمیتوانم گفت“ خواجہ عبدالجمیل سوگند دادند کہ: ”بگوی و شرم مدار“ چون پادشاه التفات دیدہ بود گفت ”بلی“ خواجہ عبدالجمیل فرمود کہ می خواهی کہ ولایت خود بگیری؟ پادشاه گفت چون نخواهم کہ عیال و اطفال من ہمہ پریشان احوال اند“ باز خواجہ فرمود کہ: ”اگر

ولایت را بگیری دختر خود را بمن میدهی؟“ پادشاه قبول کرد، آنگاه خواجه فرمودند که: ”ترامی باید رفت بر سر تربت پدر ما، امام مالک رحمة الله علیه اربعین می باید نشست، پادشاه قبول کرد و رفت بر سر تربت امام مالک، رحمة الله علیه

حکایت از جانب آن پادشاه که چون ولایت ملاطیه گرفته بود دست ظلم دراز کردن گرفت، چنانکه فرزندان و اموال مسلمانان را تصرف می کردند، از آن خلق فغان بدرآمد، بیچاره شدند و این پادشاه پیشین را می طلبیدند، نمی یافتند بزرگان ولایت پیش خواجه عبدالجمیل آمدند و قصه حال خود بخواجه بگفتند و خواجه گفتند: ”شمار امن در اوایل گفتم که با او یکدل باشید و بجنگ کوشید، شما مساهلت کردید، اکنون جزای خود میکشید، بزرگان نعره بر آوردند که: ”مارا آن پادشاه می باید، شما همت بیاطن گمارید، بعد خواجه فرمودند که: ”چون شب در آید همه زره هادر پوشید و سلاحهای جنگ بر خود راست کنید و پادشاه را هم در آن جایش فروگیرید و پادشاه و امرای او را دریند کنید، تا من بروم و پادشاه شمارا بیاورم“ این بگفت و خلق را فرستاد و روی بزیارت امام مالک نهاد چون بزیارت امام رسید، پادشاه را دید خفیف گشته بود و نحیف شده چون نظر پادشاه بخواجه افتاد بر خاست و تعظیم کرد و قصه ولایت را سوال کرد و خواجه فرمود که: ”ولایت را بتو تسلیم کردیم، برخیز و بمرکب سوار شو“ چون پادشاه این سخن بشنید بخواجه فرمود که: ”دختر مرا قبول کنید“ خواجه عزیزان ولایت را



طلبیدند و دختر پادشاه را عقد کردند و روی بروم نهادند، بزرگان و کدخدایان روم با استقبال بیرون آمدند و ہم چنانکہ خواجہ فرمودہ بود کردہ بودند و منتظر می بودند کہ خبر آمدن پادشاه شد، فی الحال بیرون آمدند و پادشاه را بر تخت نشانند و دشمنان را یک یک در پیش او بہ بندہائے گران آوردند و پادشاه بفرمود تا ہمہ را ہلاک کردند و بعدہ بفرمود تا شہر را آراین بستند و دختر را بخواجہ سپردند، خداوند تبارک و تعالیٰ فرزندی داد خواجہ عبدالجمیل را، خواجہ عبدالخالق نام نهادند

والد عزیزم در خدمت خواجہ خضر علیہ السلام چنین گفتند کہ: ”این نام را خواجہ اختیار کردند“ بعدہ چون بحد بیست و دو سال رسیدم حضرت خواجہ خضر صلوات اللہ علیہ، مرا بخدمت شیخ بردند و شیخ بزرگوار در حضور خواجہ تلقین ذکر دل بمن گفتند، بعد خواجہ خضر فرمودند بخدمت شیخ کہ: ”شمارا بولایت سمرقند می باید رفت“ بعد از آن شیخ بسمرقند آمدند، بعزیزان کہ اسامی ایشان مکتوب شدہ است

چون در سمرقند آمدند در خوشرود، کہ از محلۃ غاتفرست، سہ سہ ماہ باشیدند، خواجہ حسن انداقتی و خواجہ احمد یسوی در ملازمت شیخ آمدند و تلقین ذکر دل بگرفتند و بعد نہ ماہ خواجہ عبداللہ برقی آمدند، مرید شدند و سمرقند در زمان این عزیزان چنان شدہ بود کہ از لب آب آموی تا بقرا خواجہ و از ولایت خوارزم تا ببدخشان ہیچ مبتدع و هوادار نبود

ووفات حضرت شیخ، قدس اللہ روحہ، در بیست و هشتم محرم الحرام بود، در روز پنجشنبه نماز پیشین گزاردند و پشت مبارک در محراب کردند و اصحاب را فرمودند کہ: ”آب گرم کنید“ اصحاب گریان شدند بعدہ روی مبارک بطرف خواجہ عبداللہ برقی و خواجہ حسن انداقتی و خواجہ احمد یسوی و بندہ ضعیف عبدالخالق و باقی اصحاب، کہ آنجا حاضر بودند، کردند و بر لفظ مبارک راندند کہ: ”ما قایم مقام خود خواجہ عبداللہ برقی را گذاشتیم، باید کہ در موافقت او باشید و مخالفت نکنید و چون خلافت بشمار رسد نیک زندگانی کنید و اصحاب را فرماید تا ذکر دل بگویند و ذکر بلند بگویند و آنچه از برای سلطان سنجر بن ملکشاہ نوشته اند، از آداب، بمریدان خود و اصحاب خود گویند، ”بعد از آن روی مبارک بطرف خواجہ احمد یسوی کردند و فرمودند کہ: ”سورۃ فاطر“ را و سورۃ ”یس“ و سورۃ ”والنازعات“ را بخوانیند“ چون ختم تمام کردند غریب از یاران بدرآمد بعد بر لفظ مبارک راندند کہ: ”خدای را بندگان اند، کہ جان دادن ایشان را بغیر خداوند کسی ندانسته است“ این بیت بر خواندند:

در کوی تو عاشقان چنان جان بدهند

کانجاملک الموت ننگجد هرگز

بعد تغیری در چہرہ مبارک شیخ بزرگوار پدید آمد خواجہ عبداللہ برقی روی بطرف یاران کرد و گفت: ”شما بیرون آیید“ بعدہ شیخ فرمودند کہ: ”مرادر همین خانہ دفن کنید و نماز مرا در

مسجد جامع گزارید و دختر را پسر سید شرف الدین بدهید“ و پیش از شیخ بچہل روز عیال ایشان فوت کرده بود و او را در چاکر دیزہ دفن کرده بودند و بعدہ گفتند: ”مرا خواجہ عبداللہ برقی غسل کند و در قبر مرا خواجہ حسن انداقی نہد“ و درین سخن بودند کہ حضرت خواجہ خضر و حضرت خواجہ الیاس و ابدال و غوث و قطب در آمدند و ہر یک ازین مردان حضرت شیخ را بدرود کردند: بعد خواجہ خضر علیہ السلام دست مبارک دراز کردند و یکی سیبی سفید بحضرت شیخ دادند چون شیخ ماسیب را بویدند بغوث دادند۔ چون غوث بوید حضرت شیخ ما بر لفظ مبارک را اندند کہ: ”یاران نماز را بر پای دارید و با خلق خداوند مہربان باشید و غوث را در پہلوی من دفن کنید“ بعد چون وصیت را تمام کردند مرغ روح شیخ ما بعالم بالا پرواز کرد و غوث نیز بر موافقت شیخ ما قالب مبارک خالی کردند۔ بعدہ بزرگان حاضر شدند و وصیت شیخ را بجای آوردیم و ایشان نیز نماز جنازہ گزاردند۔ بعد در قبر دفن کردیم قالوا: انا لله وانا الیہ راجعون و حضرت غوث را نیز در خانہ دفن کردیم و آن خانہ را کشادیم و صفہ عمارت کردیم، تمت

حضرت شیخ ما فرمودہ اند کہ: ”وقت گفتن ذکر بعد از جمع آوردن خاطر و حاضر کردن دل سر زبان بر کام بالا پیوندند، چنانکہ حرکت نکند و ہمہ اعضا بر قرار خود باشد و نفس را نگاہ دارد، بی تکلف و در وقت گفتن کلمہ ”لا الہ“ اشارت بطرف دست راست کند و در وقت گفتن ”الا اللہ“ بطرف دل کند و عدد را نگاہ دارد و در وقت

انقطاع نفس "محمد رسول اللہ" گوی ذکر بدین وجه واسطه  
انشرح صدر واطمینان قلب بود، تمت

بتاریخ روز آدینہ چہارم شعبان سنہ ستمایہ بود کہ دولت  
پابوس میسرشد خواجہ ناصح الدین قلی وپسر خواجہ حمید  
الدین ناگوری و مولانا حمید الدین شاشی بخدمت حاضر بودند۔  
از شیخ ما التماس کردند کہ شرایط درباب ذکر دل فرمایند بعد  
شیخ ما بر لفظ درر بار راندند کہ: "هر روندہ ای کہ قدم درین راہ نہد  
بروی لازمست کہ دل خود را از غبار غفلت و زنگار طبیعت پاک دارد و  
از صفات ذمیمہ نفسانی صافی گرداند کہ تصفیہ دل بگفتن کلمہ  
طیبہ ظاہرہ است و شرط آنست کہ بتعلیم و تلقین شیخ کامل مکمل  
گوید، تارفتن این راہ بروی آسان گردد"

وروزی بابا سلمان عارف ترک سؤال کرد کہ: "شیخ برہان  
الدین قلیج میگوید کہ: "ذکر را چند طہارت شرطست" شیخ  
ما بر لفظ مبارک راندند کہ: "پنج طہارت: اول طہارت چشمست،  
چشم باید کہ پوشیدہ باشد از دیدن نامحرم، دوم گوش و گوش باید  
کہ پاک باشد از شنیدن آوازہای حرام، سیوم زبان و زبان باید کہ پاک  
باشد از غیبت و دروغ و سخن بی فایدہ و بہتان، چہارم شکم، باید کہ  
پاک باشد از ماکولات و مشروبات و مطعومات حرام و شبہت، پنجم  
باید کہ صحبت بغافلان و کاهلان و جاہلان ندارد، زیرا کہ جبلت  
آدمی چیست کہ باہر کہ صحبت دارد طبع وی گیرد۔ پس مہم شد  
صحبت باہل معرفت داشتن و احوال خود را از غیر محرم نہان

داشتن، بلکه از محرم نیز، گفته اند:

راز خودبایار خود چندانکه بتوانی مگوئی

یار رایاری بود از یاریار اندیشه کن

ویاز فرمودند که: ”چهار چیز دیگرست که ذکر دل را معتبر

گرداند: اول اخلاص، دوم تعظیم، سیوم حلاوت، چهارم حرمت

زیرا که ذکر بی اخلاص ذکر منافقانست و ذکر بی تعظیم ذکر

مبتدعانست و ذکر بی حلاوت ذکر فاسقانست و ذکر بی حرمت ذکر

مرا بیانست“ و شرط دیگر فرمودند که: ”شیخ باید که از صعوبات

راه بگوید و از دشواریهای منازل حکایت کند و از مخاوف و مهالک

طریقت مرید را خبر دهد، تا اگر از راه مجاز آمده باشد یا بهوای

نفس آمده باشد برگردد و بعضی از حضرت ابوبکر صدیق رضی

الله عنه روایت میکنند که بتوقف گوید که از راه حقیقت آمده باشد

بتکلیف طریقت بدل و جان قبول کند و بصدق ارادت دست دهد،

تمت

بتاریخ ماه مذکور سنهٔ ستمایه بود که دولت پای بوسی میسر

شد شیخ جمال الدین هانوسی و مولانا شمس الدین نبیره قاضی

حمید الدین ناگوری و خواجه عین الدین حاضر بودند که پادشاه

کاشغر یوسف بن قراخان بمردی آمده بود، از شیخ ماسؤال کرد که

”علامت توبه نصوح چندست“ شیخ ما فرمودند که: ”شش است:

اول پشیمانی بر عمر تلف شده بغفلت، دوم عزم ناکردن بیازگشتن

برگناه، سیوم ادای فریضههایی که میان وی و خداست عزوجل،

چہارم رد مظالم ہائے خلائق چندانکہ قوہ دارد، پنجم گداختن  
گوشتی کہ برتن او از حرام رسته است، ششم چشانیدن بدن خود را  
الم در طاعت کردن و خلاف نفس و مرادات او کردن، ہم چنانکہ  
حلاوت معصیث چشیدہ بود، اکنون حلاوت طاعت نیز بچشد،  
واللہ اعلم

تعمت الرسالہ الشریفہ الصاحبیہ من مولفات قطب  
الاقطاب خواجہ جهان خواجہ عبدالخالق غجدوانی، قدس سرہ،  
بتاریخ روز سہ شنبہ چہارم ماہ صفر سنہ ۱۰۶۷

\*\*\*\*\*

## رسالة عزیزان

(حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتی قدس سرہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله محمد  
 واله واصحابه اجمعين بدان ای دوست خدا زادک الله صدقا و یقینا  
 ودولتا و اقبالا و عزوا و اجلالا که روند مراد مشرط نگاه داشته ست  
 شرط اول آنست که با طهارت باشد و طهارت چهار نوع ست طهارت  
 ظاهر ست و طهارت باطن و طهارت دل و طهارت سر طهارت ظاهر  
 معلوم خاص و عام ست ولیکن پاکی و حلالی آب تا امکانست احتیاط  
 باید کرد و در پاکی جامه که اثرها بسیار دارد و طهارت باطن از لقمه  
 حرام و مشروبات حرام که در حدیث آمده ست که هر که یک لقمه  
 حرام خورد چهل روزنه فریضة او قبول ست و نه نافله او و نه دعای  
 او مستجاب و طهارت دل از صفات ناپسندیده و از غل و غش و کینه و  
 حسد و مکر و خیانت و بغض و عداوت و محبت دنیا و ظاهر که منظور  
 نظر خلق ست تا پاک نمیشود نماز و طاعت او قبول نبود پس منظور  
 نظر خالق تا پاک نشود بدولت محبت و عشق الهی مشرف نگردد و

طہارت سر توجہ کردنست بغير حق سبحانہ شرط دوئم خاموشی  
 زبان ست از کلام ناشایست و مشغول داشتن آن بقراءت قرآن و امر  
 معروف و نہی منکر و اصلاح آدمیان و آموختن علم و امور کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود هل یکب الناس علی مناخرهم فی  
 النار الا حصاید السنتم یعنی آدمیان کہ در آتش انداختہ میشوند  
 در روی از دروہای زبان ایشانست رباعی

ایزد چو بنا کرد بحکمت تن جان  
 در هر عضوے مصلحتے کرد نہان  
 مفسدتے ندیدہ بودی ز زبان  
 کہ محبوس نمیکرد بزندان دہان

چون مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموشے گزید حق سبحانہ و  
 تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام را در طفلے بسخن در آورد کہ قال انی  
 عبد اللہ اتانی الکتاب چون مریم تن خاموش گزیند اگر حق سبحانہ و  
 تعالیٰ عیسیٰ دل را بگوئی در آرد هیچ عجیب و غریب نباشد بیت

تا مریم تن غرفہ قدس نگریند  
 با لقمہ احیا چو مسیحا نتوان بود  
 در خبرت کہ اہل بہشت را ہیج حسرتے  
 بزرگتر از ان نیست کہ لحظہ برایشان

گذشتہ باشد در دنیا کہ در و ذکر حق تعالیٰ نگفتہ باشند  
 یا بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صلوات نگفتہ باشند شرط سوم  
 خلوتست و عزلت از خلق تا دیدہ بزنان نامحرم نتگرد کہ رسول صلی



اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند کہ نظر در نامحرم تیر زہر آلودہ ست چو  
بر دل رسد جزہلاک چہ باشد چنانکہ حضرت رسالت پناہ صلی  
اللہ علیہ وسلم فرمودہ ست النظر الی غیر محرمة سہم مسمومۃ  
من سہام ابلیس شعر

ز تیر مکر شیاطین بد ببوش دو چشم

ہلاک کردے اگر تیر کار گریائی

چنانکہ در زنان نامحرم نظر کردن حرام است و امر دان خوب  
صورت نیز نشاید نظر کہ حرام ست قال اللہ تعالیٰ قل للمؤمنین  
یغضض من ابصارہن و یحفظن فروجہن منقول ست از رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ مرعائشہ صدیقہ رارضہ اللہ عنہا و عن ابیہا  
دید کہ نان بیرون آورده بود تابدر ویش دہد رسول صلی اللہ علیہ  
وسلم فرمودند کہ خود چرا بیرون آور دی کہ او مرد است ام  
المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمودند کہ این درویش نابیناست  
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند اگر او نابیناست  
توبینائی و ہر کہ حلال دارد یا جائز دار دنظرینا محرم کردن را  
خوف کفر ست دیگر فایده عزلت نگاہ داشتن است از نا شایست  
گرفتن وفایده های از نایابست رفتن وفایده گوش از ناشنیدنی  
و حبس نفس ست کہ دشمن ترین دشمنانست و کشادہ شدن درہائے  
مرغیب بردل فایده دیگر نقوش دنیا از روی آئینہ دل دور کردن  
تا نقوش آخرت پرتوزند چون صافی تمام باید نور وحدانیت در و  
پرتوزند اہل تجلی شود فریاد برآرد رباعی

زان می خوردم که روح خم خانه اوست  
 مستی شده ام که عقل پیمانہ اوست  
 دودے بمن آمد آتشی بر من زد  
 زان شمع که آفتاب پروانہ اوست

شرط چہارم روزہ ست فایده روزہ تشبہ ست بارو حانیاں وقہر  
 کردن نفس امارہ ست و خصوصیت الصوم لی وانا اجزی بہ و ثواب  
 بانہایت انما یوفی الصابرون اجرہم بغير حساب و راہ گذر شیطان  
 را گرفتن و سپر حاصل کردن کہ الصوم جنۃ من النار و درددل  
 گرسنگانرا شناختن و بخشیدن و بدوشادمانی رسیدن کہ للصائم  
 فرحتان فرحة عند افطارہ و فرحة عند لقاء الرحمن و صحتہ تن حاصل  
 کردن و فائدہ روزہ بسیار ست و بی شمار خاصہ در ایام متبرکہ کہ در ماہ  
 رجب و ذی القعدہ و ذوالحجۃ و محرم کہ در حدیث باسناد صحیح کہ  
 راوی روایت کردہ ست و گفته ست کہ ہر دو گوشم کہ باد کہ اگر از فلان  
 نشنودہ باشم کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ ہر کہ سہ  
 روز روزہ دارد از ماہ حرام کہ این چہار ماہ ست کہ ذکر ذکر کردہ شد بہ  
 پنجشنبہ و آدینہ و شنبہ ہفت صد سالہ عبادت در دیوان عمل وی  
 ثبت گردانند موفق کناد شرط پنجم ذکر ست و فاضل ترین گفتن  
 اذکار گفتن لا الہ الا اللہ ست نظم

بر تخت وجود ہر کہ شاہنشاہ ست  
 او را سوئے عالم حقیقت راہ ست  
 ہر نور یقین کہ در دل آگاہ ست

دستش زید نیک جهان کوتاه ست  
 زین پیش دلے بود هزار اندیشه  
 اکنون همه لا اله الا الله ست  
 ای خواجه ترا غم جمال جاہ ست  
 اندیشه باغ راغ خرمن گاہ ست  
 ما سوختگان عالم تجریدیم  
 ما را غم لا اله الا الله ست

ومرغ ذکر را دو بال و پرمی باید باز باز کند و بعد ازان پرواز که  
 الیه یصعد الکلم الطیب یک پر حضور و یک پر اخلاص و دیگر بد آنکه  
 حضور آگاهی باشد بغیر داند که حق تعالی دانا و بینا و شنواست اگر  
 بلندویست میخواند و اخلاص آنست که از کردار و گفتار نه دنیا  
 خواهد نه جاہ و مال و آنچه بدنیا تعلق دارد و نه عقبے طلبید از بهشت و  
 حور و قصور و انهار و اشجار و اثمار و در میان ذکر گوید الہی مقصود  
 من تویی و از تو ترا میخواهم رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرموده  
 اند کہ هر کہ گوید لا اله الا الله بیرون آید از دہان او مرغ سبز و مرویرا  
 بود بال سفید مکل بزردیاقوت بر آید بر آسمان تابوش رسد و آواز  
 کند همچون زنبور عسل فرمان آید مرا و راکہ ساکت گوید چگونه  
 باشم تا کہ گویند من آمرزیدہ نشود حق تعالی فرمان دہد مرا آن مرغ  
 را کہ ساکت باش کہ گویند ترا آمرزیدم و ای فرشتگان شما نیز گواہ  
 باشید کہ سجالات ذلات گویند این مرغ را بآب غفران محو گردانیدم  
 حق تعالی مرا آن جانور را ہفتاد زبان کرامت فرماید تا آمرزش

خواهد صاحب خود را تا روز قیامت روز قیامت شود آمانا به و صدقنا آن جانور بیاید دوست گوینده خود را بگیرد و ببرد تا بهشت ولیکن تلقین از مردی باید گرفتن که او را اجازت باشد چنانکه تیراز تیرکش سلطان باید گرفتن و اگر نه ترکش باید گرفتن قال تعالی یا ایها الذین آمنوا اذ کروا الله ذکرا کثیرا در خبرست که روزی هزار اندر هزار نفس زده می شود و از هر نفسی ستوال خواهند کرد که برچه برآوردی و برچه فرود آورد ریاعی

ز هر نفس بقیامت شمار خواهد بود  
گنه مکن که گنه گار خوار خواهد بود  
بسا سوار که فردا پیاده خواهد شد  
بسا پیاده که فردا سوار خواهد شد

بس بنده را باید که نفسهای گذشته را که بغفلت برآورد دست قضا کند و این سریست تا صاحب بیعت نشود شما بآن را نشاید گفتن

سریکه با تو دارم درنامه چون نویسم  
اسرار فاش گردد از کلک سر بریده

شرط ششم: نگاه داشت خاطرست و خاطر چهار قسمست  
خاطر رحمانی و خاطر ملکانی و خاطر شیطانی و خاطر نفسانی  
خاطر رحمانی تنبیه غفلتست و خاطر ملکانی ترغیب طاعتست و  
خاطر شیطانی تزئین معصیتست و خاطر نفسانی مطالبه شهواتست و رونده را هر خاطر یکی پیدا میشود در وقت ذکر باید که

نفسی کند و بر کار باشد تا روش شود که قبول کردن نیست یا رد کردن است  
و اگر نتواند تمیز کردن گوید خداوند امیدانی که نماید امیدانی که نماید امیدانی که  
میدانی آنچه خیرتست آن کرامت فرمای و این دعا خواند

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا  
اجتنابه و لا تكلنا الى انفسنا و لا الى احد هم من خلقك طرفة عين و لا  
اقل من ذلك و كن لنا و اليا و حافظا و ناصرا و عوننا و معيننا و على كل خير  
دليلا و ملقنا مويدا ربنا اتنا و من حضرنا و من غاب عنا و كل مؤمن و  
مؤمنة في الدارين حسنة يا واسع المغفرة و يا ارحم الراحمين

شرط هفتم رضاداد نیست بحکم خدای تعالی و توکل و تفویض  
هم ازین بابست در سر و جهر و شدت و رخا و در میان خوف و رجا باید  
بود در جمیع احوال چون بکریمی و رحیمی و غفوری و ستاری حق  
تعالی نظر کنند رجا قوت گیرد و چون بقهاری و شدید العقابی نظر  
کند خوف قوت گیرد و چون نظر بر توفیق شود بنده را رجا پیدا شود  
که اگر خواست داد و اگر نخواسته توفیق ندادی

توفیق عزیز ست بهر کش ندهند

این گوهر ناسفته بهر خس ندهند

و چون بتقصیر خویش نظر کند خوف پیدا شود

بنده همان به که بتقصیر خویش

عذر بدرگاه خدا آورد

ورنه سزاوار خداوندیش

کس نتواند کہ بجا آورد  
 و خبر او در دنیا اینست کہ در میان خوف و رجا باشد در جمیع  
 احوال اگرچہ در طاعتی در حضرت او لاتأمن و اگرچہ در معصیت  
 از او لاتیأس

ایمن مباش خواجہ نومید ہم مشو  
 اسلام در میانہ خوف و رجا بود

شرط ہشتم اختیار صحبت صالحانست و ہجران مفسدان  
 و مرضعیف کہ آنرا در پس حجاب باید بوند تا نظر بر نامحرم نیفتد  
 و نامحرم را نیز چشم بروی نیفتد و سخن عزیزانست رباعی

با ہر کہ نشستی نشد جمع دلت  
 در تو نرمید زحمت آب گلت  
 از صحبت او اگر تبرا نکنی  
 مرگز نکند روح عزیزان بجلت

شرط نہم بیداریست و در روی فواید بسیارست اول تخلق باخلاق  
 اللہ لاتاخذہ سنۃ ولا نوم

گفتم بچہ خدمت بوصالت برسم  
 گفتا کہ تخلقوا باخلاق اللہ

و شب خلوتخانہ عاشقانست کہ راز و نیاز بحضرت بی نیاز

عرضہ میدارند بے تشویش اغیار

از صبح وجود بخبر بود عدم  
 آنجا کہ من عشق تو بودیم بہم

در روز اگر کسی نیایم محرم

شب هست غمت هست مرا پیش چه غم

هر دولت و سعادت که سالکان را میافتد در شب یافتند

دولت شب گیر خواهی خیز شب را زنده دار

خفته نابینا بود دولت به بیداران رسد

شرط دهم: نگاه داشت لقمه ست باید که لقمه حلال و پاک

بود و این از جمله فریضهاست قال الله تعالی کلو مما فی الارض

حلالا طیباً و رسول صلی الله علیه وسلم فرموده اند که عبادت ده

جزوست نه جزو روزی حلال طلب کردنست و باقی همه عبادت یک

جزوست و حلال آنست که در وقت ورزیدن او بخدای عاصی نشود و

طیب آنست که بوقت خوردن او برینت قوت طاعت باشد و چون حلال

پاک بود اسراف نکند

گرچه خدا گفت کلا و اشربوا

از پی آن گفت ولا تسرفوا

و چون خورد باید که باید که با ذکر بود اگر بغفلت خورد

همچنان بود که ذبیحه بی بسم الله میخورد لا تا کلا و ما لم یذکر اسم

الله علیه ظاهر آیت بتقاضا میکند و چون خورد با غافلان هم کاسه

نشود ریاعی

منشین بابدان که صحبت بد

گرچه پاکی ترا پلید کند

آفتابی بدین بزرگی را

هر چه ابر ناپدید کند  
گوهر از ناقصان ره مطلب

زانکه این مایه کاملی دارد و باید پزنده طعام با طهارت و با ذکر  
بود تا سبب غفلت و تیرگی نشود که خواجه خضر صلوات الله علیه  
و سلامه نخوردند و گفتند آنکس که خمیر کرده ست بے طهارت بوده  
ست این لقمه لائق ما نیست رزقنا الله و جمیع المومنین حلالا طیبیا  
آمین یا رب العالمین

تمام شد رساله حضرت عزیزان اعنی جناب حضرت خواجه  
علی رامیتنی قدس الله تعالی اسرارهم و نفعنا الله تعالی ببرکات  
انفاسهم القدسیه آمین یا رب العالمین



## رساله در بیان طریق ذکر

(حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سره)

بسم الله الرحمن الرحيم

سر رشته دولت ای برادر بکف آر

این عمر گرامی بخسارت مگذار

دایم همه جا با همه کس در همه حال

میدار نهفته چشم دل جانب یار

بدان افناک الله عنک وابقاک به که حاصل طریقه حضرت

خواجه بزرگوار و خلفاء ایشان قدس الله اسرارهم بعد از تصحیح

عقیده و تطبیق آن بعقاید سلف صالح رضوان الله علیهم اجمعین و

اتیان باعمال صالحه و اتباع سنن ماثوره و اجتناب از محظورات و

مکروهات دوام حضورست حاصل را که قولش است طریقه مع

بحق سبحانه علی الاوقات من غیر فتره و تشنت عزیمه و این

حضور را که ملکه نفس سالک گردد و ملک وی شود مشاهده خوانند

و طریق وصول بدین دولت بر سه گونه ست اول طریق ذکرست که

بحضور قلب کلمه طیبه لا اله الا الله را تکرار کند در طرف نفع جمیع

محدثات را بنظر عدم و فنا مطالعه کند و در طرف اثبات وجود

بدانکہ یکے سید احمد نام از مقربان و شاگردان جناب حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن جامی بقلم خود نوشته ست کہ این رسالہ از نوشته جناب مولانا حقایق پناہی مرحومی مخدومی حضرت مولوی جامی قدس سرہ جہت شاہ گیلان بالتماس وی نوشته اینست

معبود بحق را بنظر قدم و بقا مشاہدہ نماید و در وقت تکرار کلمہ زبان را یکام چسپاند و بدل صنوبری را متعلق دل حقیقہ ست متوجہ گردد و نفس خود را در درون کشد و بقوت تمام بگوید بروجہی کہ اثران بدل رسد و ازان متاثر گردد بے آنکہ اثران بر ظاہر وی پیدا گردد کہ اگر کسے بالفرض در پہلوی وی نشستہ باشد میباید کہ ازان آگاہ نشود و جمیع اوقات را مستغرق این ذکر گرداند وی بہیچ شغل ازان باز نماند چہ در رفتن و آمدن و چہ در گفتن و شنیدن و چہ در خفتن و خواستن و اگر بواسطہ بعضے اشغال درین تکرار اگر فتور بر واقع شود میباید کہ چشم دل وی باز باشد و بالکلیہ ازان غافل نگردد و اگر پیش از صبح در تکرار این کلمہ مبالغہ بیشتر کند امیدست کہ برکت آن بتمام روز برسد و ہمچنین پیش از خواب کردن در آن معنی مبالغہ نماید امیدست کہ برکت بتمام شب برسد و شک نیست کہ چون بدین تکرار مواظبت نماید در بعضی اوقات ویرا کیفیت بیخودی وی شعوری دلت میدہد کہ مقدمہ جذبہ ست حاصل خواہد آمد می باید کہ خود را بآن کیفیت دہد و آن مقدار کہ تواند آنرا نگاہ دارد و چون آن کیفیت روی در نقصان آرد بس تکرار باز آید و چون این معنی مرۃ بعدا خری بحصول پیوند و امیدست کہ ویرا بلکہ حاصل شود کہ

اگرچه آن کیفیت بالفعل حال وی نباشد و حال وی مندرج در علم کرد و اما هر گاه که خواهد باندک توجهی بآن حال متحقق تواند گشت و حبس نفس را اگر مزاج بآن وفا کند که در یک نفس زدن سه بار یا پنج بار یا هفت بار یا بی مقدار که تواند کلمه را تکرار کند در نفی خواطر و حصول کیفیت بیخودی دخل تمام ست و وجدان حلاوت عظیمه بران مترتب

دویم طریقه توجه و مراقبه ست که آن معنی بیچون و بی چگونه را که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد با توسط عبارت عربی و عبری و فارسی و غیر آن ملاحظه نماید و آن معنی را نگاه داشته بجمع مدارک و قوی متوجه قلب صنوبری گردد و برین معنی مداومت نماید و در نگاه داشت آن تکلف کند تا زمانی که کلفت از میان برخیزد و چون این معنی پیش از تصرف جذب در وجود سالک تعذر تمام دارد می شاید که معنی مقصود را بصورت نور سیط محیط بجمع موجودات علمی و عینی در برابر بصیرت بدارد و با آن بجمع قوی و مدارک متوجه قلب صنوبری گردد تا آن زمان که آن صورت از میان برخیزد و مقصود بران مترتب گردد

سوم طریقه رابطه ست به پیر پرورد که بمقام مشاهده باشد و بتجلیات ذاتیه متحقق گشته دیدار وی بمقتضائے هم الذین اذا رؤا ذکر الله فایده ذکر دهد و صحبت وی بموجب هم جلساء الله نتیجه صحبت مذکور پس چون دولت دیدار و صحبت چنین عزیز دست دهد و اثر آنرا در خود یابد چندان که تواند از آنگاه دارد و

اگر در آن معنی فتوری واقع شود باز بصحبت وی مراجعت نماید  
 ماببرکت وی آن معنی پرتو اندازد و همچنین مره بعد اخیری تا آن  
 زمان که این کیفیت ملکہ وی گردد و اگر چنانکہ آن عزیز غایب باشد  
 صورت ویرا در خیال گرفته بجمیع قوای ظاہری و باطنی متوجه قلب  
 صنوبری گردد و هر خاطر یکہ در اید نفی کند تا آن کیفیت غیبت و  
 بیخودی روی نماید و بتکرار این معاملہ ملکہ گردد و هیچ طریق ازین  
 اقرب نیست بسیار باشد کہ چون مرید را قابلیت آن باشد کہ  
 پیر در وی تصرف کند در اول صحبت ویرا بمرتبہ مشاہدہ میرساند  
 و چون دریافت صحبت چنین عزیزے دریں روزگار اعزمن الکبریت  
 الاحمرست میباید کہ یکے از ان دو طریقہ کہ مذکور شد اشتغال  
 نماید و از بیان این طرق ثلثہ معلوم شد کہ توجہ بقلب صنوبری کہ در  
 عرف این طائفہ آن را وقوف قلبی خوانند در جمیع اوقات  
 ضروریست و حضرت خواجہ قدس سرہ آنرا از لوازم شمرده  
 اند و من اسرار بحضرت المولویہ

مانند مرغی باش ہان بر بیضۂ دل پاسبان

کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق و قہقہ

و ایضا منہا

رو بر در دل بنشین کان دلبر خرگاہی

وقت سحری آید یا نیم شبی باشد

و اما وقوف زمانی کہ عبارت از محاسبہ اوقاتست کہ بتفرقہ

می گذر و بالجمعیت و همچنین وقوف عددی کہ ملاحظہ عدد ذکر

ست کہ نتیجہ میدہدیانہ لازم نیست و می شاید کہ در اثناء یکے ازین طرق ثلثہ انوار و واقعات روی نمودن گیرد میباید کہ از ان اعراض نموده بمقصود حقیقی اشتغال نماید و از سخنان حضرت خواجہ ست قدس اللہ سرہ کہ واقعہ علامت قبول طاعت ست بس از واقعہ طاعت ست بس از واقعہ حاصلی نیست بیت

چو غلامے آفتابم همه ز آفتاب گویم

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

می باید کہ چون حق سبحانہ و تعالیٰ توفیق اشتغال باین طریقہ را رفیق اگر دولت مندی گرداند خود را بان مشهور نسازد و علم نگرداند و بقدر امکان در خفای آن کوشد و از محرم و نامحرم پنهان دارد از حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز برسیدند کہ بنای طریقہ شمار چیست فرمودند کہ خلوت در انجمن بظاہر با خلق بیاطن با حق سبحانہ و تعالیٰ بیت

از دردن شو آشنا وز برون بیگانه وش

همچنین زیباروش کم میشود اندر جهان

و بعض ازین طایفہ گفته اند کہ لطیف ترین حجابی این طریقہ را صورت افادہ و استفادہ ست کہ ارباب علم را میباشد میباید کہ طریقہ خود را از صحبت اضداد اجتناب نماید بتخصیص از صحبت جماعہ از نور ایمان دوری و بظلمات طبیعت مسرور دعوی فیض دہی و نور بخشی کنند در لباس ادعائے علم ضیاعت عمر در کذابی و خرابی و قلابی گذرانند اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین خبث

عقاید ہم و شر مکاسد ہم و این ربا عی یکے از خلفاء این سلسلہ  
خواجگان منسوبست قدس سرہ

با هر که نشسته نشد جمع دلت  
وز تو نرمید زحمت آب گلت  
زینهار ز صحبتش گریزان میباش  
ورنه نکند روح عزیزان بحلت

گفتن و نوشتن این سخنان نہ طریقہ این فقیر بود اما چون از  
آنجانب رابعہ اخلاصی بمشام ذوق رسید باعث برتحریر و تقریر  
این معانی شد ربا عی

با این همه بی حاصلی هیچکسی  
درمانده بنارسایی بولہوسی  
دادیم ترا ز گنج مقصود نشان  
ما گر نرسدیم تو شاید بررسی

حق سبحانہ و تعالیٰ همکنانرا از آنچه نشاید نگاه دارد و  
از آنچه نباید در پناہ دارد

جملہ سر خواص شر عوام  
گفته شد و السلام و الاکرام

تمت الرسالة المنته للطریقہ للجامی قدس اللہ سرہ السامی آمین یارب  
العالمین ویارحم الراحمین ویاکرم الاکرامین

حاصل مطالعہ

صفحہ نمبر

صفحہ نمبر

حاصل مطالعہ





عالمی ادارہ تنظیم اسلام ایک عالمگیر تحریک اور ہمہ جہت تنظیم ہے  
جس کی بنیاد فروری ۱۹۸۰ء میں

سراج العارفین شہباز طرقتی شارح مکتوبات الام ربانی

ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی سید فیاض العزیز

نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ یہ ادارہ تعلیمات نبویہ ﷺ اور افکارِ مجددیہ کی  
روشنی میں مسلمانوں کی علمی و فکری تعمیر و تشکیل پر مامور ہے بحمدہ تعالیٰ یہ کاروانِ شوق

جانشین ابوالبیان صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی مدظلہ

کے زیر قیادت روز بروز ترقی کی منازل طے کر رہا ہے دین اسلام کی انقلابی تعلیمات  
سے ملت اسلامیہ روشناس ہو رہی ہے اور نوجوان نسل کے قلوب و اذہان  
توحید و رسالت کے فیضان سے سرشار ہو رہے ہیں جس کی صدائے بازگشت اندرون  
ملک اور بیرون ملک برابر سنائی دے رہی ہے۔ ادارہ کے قیام کا بنیادی مقصد بھی  
تعلیمات کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت اور اسلامی انقلاب کیلئے امت مسلمہ  
کی تنظیم و تربیت کرنا ہے تاکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے نئے دور کا آغاز ہو سکے۔

اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے  
مشرق و مغرب میں ترے دور کا آغاز ہے